

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

اَلتَّحقِیقُ الجَلِی
فِی
خَصَائِصِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حصہ اوّل

مصنف

مفتی محمد وسیم سیالوی

شعبہ تصنیف وتالیف
جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام، پیر محل

نام کتاب	اَلتَحقِیق الجَلِی فِی خَصَائِصِ النَبِیِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مصنف	مفتی محمد وسیم سیالوی
کمپوزنگ	مولانا مفتی محمد اکرم سعیدی صاحب مولانا اظہر حسین رضوی صاحب
نظر ثانی	مفتی محمد طاہر نقشبندی صاحب مفتی نصر اللہ قمری صاحب
تزئین	مفتی اسد الرحمٰن چشتی صاحب
سن اشاعت	ربیع الاول 1440ھ بمطابق نومبر 2018
ناشر	شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام پیر محل
باہتمام	احباب محبت۔ پیر محل
ملنے کا پتہ	جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام و مکی مسجد پیر محل
برائے ایصال ثواب	جمیع امت مسلمہ

نوٹ

تمام حوالہ جات نیک نیتی اور جذبہ اصلاح کے تحت انتہائی غور و فکر کے بعد زینت قرطاس کیے گئے ہیں۔ اگر غلطی نظر آئے تو براہ کرم ادارہ کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھذا من فضل ربی

انتساب

میں اپنی اس کاوش اَلتَحقِیقُ الجَلِی فِی خَصائِصِ النَبِیِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزیزم

محمد سمیع اللہ

اور

شیخ اریب

کے نام منسوب کرتا ہوں جو عالم عفوان میں داعی اجل کی پکار پہ لبیک کہتے ہوئے اللہ کریم کے حضور حاضر ہو گئے، اللہ کریم ان کے درجات کو بلندی اور رفعت عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد وسیم سیالوی

فہرست

اظہارِ تشکر

اللہ رب العالمین کی حمد اور پیارے محبوب کریم ﷺ کی ثنا کے بعد راقم الحروف اپنی اس ادنیٰ سی کاوش "اَلتَّحقِیقُ الجَلِیُّ فِی خَصَائِصِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم" کے تکمیلی مراحل میں اپنے متعلقین و متوسلین کا تہہ دل سے شکر گزار ہے، جنہوں نے اس کام میں میری معاونت فرما کر مجھے منزل کے قریب کیا۔ کیوں کہ سرکار ﷺ کا فرمان ہے مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ' (مسند احمد بن حنبل، رقم 11219) جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

بالخصوص اپنے والد گرامی رانا علم الدین صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ) کا، جنہوں نے عہد پیری میں مجھے اپنی خدمت کے بجائے دین مصطفےٰ ﷺ کی خدمت کے لیے وقف فرمایا۔ اسکے بعد اپنے برادران کا جنہوں نے معاملاتِ زندگی میں اپنا دست و بازو بنانے کی بجائے مجھے عزت اسلام اور عظمتِ اسلام کے لیے مصروف کیا اور میرے تمام تر ظاہری وسائل و مسائل کے کفیل ٹھہرے۔

خوشی کے اس عظیم موقع پر میں اپنے اساتذہ کرام اور شیخ طریقت حضور امیر شریعت خواجہ محمد حمید الدین سیالوی صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ) کو بھی کیسے بھول سکتا ہوں جن کی محنت اور نظرِ عنایت نے اس ناچیز کو اس قابل بنایا کہ آج چند الفاظ لکھنے کے قابل ہوا۔ اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جگر گوشہ شہید پاکستان علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی صاحب (ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ لاہور) ، مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا پیر سید مختار شاہ صاحب

گیلانی اشرفی (وائس چیرمین رویت ہلال کمیٹی ٹیکساس۔امریکہ) خورشیدِ ملت علامہ ڈاکٹر خادم حسین خورشید الازہری صاحب (سربراہ ادارہ وحدت اسلامیہ "لاہور") پیر طریقت علامہ محمد حامد سرفراز رضوی قادری صاحب (ناظم اعلی جامعہ غوثیہ رضویہ رشد الایمان "ڈجکوٹ") مفتی محمد سعید رضوی صاحب (سمندری) پیر طریقت میاں عبد الخالق صاحب (سجادہ نشین آستانہ عالیہ سلطان "عبد الحکیم")، مولانا جاوید احمد چشتی صاحب (عبد الحکیم) پیر سید رشید حسین شاہ صاحب (308 گ ب) پیر سید سلطان محی الدین صاحب (320 پیر محمد اقبال صاحب (718 گ ب) مولانا محمد ارشد نعیمی صاحب (ناظم اعلی جامعہ فخر العلوم داروغہ والا "لاہور") علامہ مولانا مفتی مقصود احمد قادری صاحب (شیخ الحدیث جامعہ فخر العلوم "لاہور")، مولانا اعجاز گلشن سیالوی صاحب (ناظم اعلی جامعہ مازاغ البصر "لاہور") مجاہدِ ملت علامہ پیر محمد شمس الزمان قادری صاحب (بانی ختم نبوت فاونڈیشن "ٹوبہ") علامہ ثمر عباس قادری صاحب، علامہ مولانا مفتی صادق سیالوی صاحب (ناظم اعلی جامعہ اسلامیہ "کمالیہ") مولانا نور محمد چشتی صاحب، مفتی محمد اقبال سیالوی صاحب، مولانا محمد عرفان حسینی صاحب (رجانہ) مولانا شاہد رضوی صاحب (مریدوالا) مولانا محمد عبد اللہ چشتی صاحب (ناظم اعلی دار العلوم صاحب لولاک "پیر محل")، قاری منظور احمد صفدر صاحب (مدرسہ چشتیہ تجوید القرآن)، صاحبزادہ سعد الدین رضوی صاحب، مولانا صبغت اللہ سعیدی صاحب، مولانا محمد رجب علی نعیمی (674/15 گ ب) مولانا علی اکبر فریدی صاحب اور محمد ندیم عطاری صاحب، مولانا قاری ارشد صدیق سعیدی صاحب، قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی صاحب، قاری محمد طاہر صاحب، قاری محمد صدیق صاحب، قاری محمد جنید صاحب، قاری حبیب اللہ صاحب، قاری محمد عارف شاہ صاحب اور قاری محمد وسیم سیالوی صاحب (مدرسین: جامعہ نعیمیہ پیر محل) کا جنہوں نے ہمیشہ مجھے مفید مشوروں اور نیک دعاؤں سے سرفرازی بخشی۔

اس کے بعد بے حد شکر گزار ہوں مفتی محمد اکرم سعیدی صاحب (مدرس جامعہ اسلامیہ

عربیہ انوار العلوم" ملتان") مولانا اظہر حسین رضوی صاحب کا جنہوں نے دن رات کا فرق کیے بغیر اس کام کی کمپوزنگ میں میرا ساتھ دیا۔ مولانا محمد احسن علی سیالوی صاحب، مولانا محمد حسنین منصور سیالوی صاحب نے تحقیق وتخریج میں میری معاونت کی۔

مفتی محمد طاہر نقشبندی صاحب، مفتی محمد نصر اللہ قمری صاحب، مفتی محمد اسد الرحمٰن چشتی صاحب کا جنہوں نے نظر ثانی میں معاونت کی۔

اور شکر گزار ہوں مولانا محمد جواد رشید صاحب اور حافظ محمد معاذ سیالوی کا جنہوں نے کتابیں اٹھا کر دینے میں معاونت کی اور اس کتاب کی اشاعت میں میرا ساتھ دینے والے انتظامیہ مکی مسجد، چوہدری محمد ذکاء اللہ صاحب، محمد محسن علی عطاری صاحب (الرحیم کلینیکل لیبارٹری)، عبداللطیف گجر صاحب، حافظ اعظم سیالوی صاحب، حافظ ریاض رسول قادری صاحب، میاں عبدالرحمان صاحب، حافظ محمد اشفاق صاحب، محمد الطاف صاحب، محمد عظیم صاحب، میاں محمد عامر سہیل روفی صاحب، محمد بابر صاحب، محمد عمران صاحب (683/24 گ ب) سیٹھ عبدالسلام صاحب، محمد امین گولڑوی صاحب، عبدالغفار صاحب، محمد طارق صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔ بالخصوص حاجی سلام الدین قادری صاحب، حافظ محسن عطاری صاحب، محمد حسیب قادری صاحب (شوق مدینہ پرنٹنگ پریس" پیرمحل") کا جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کتاب ''اَلتَّحقِیقُ الجَلِی فِی خَصَائِصِ النَّبِیِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم'' کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر آپ کے ہاتھوں تک پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ تمام محبین ومتوسلین کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین

محمد وسیم سیالوی

تقریظ لطیف

خورشید ملت، مفکر اسلام، محقق العصر، حضرت علامہ ڈاکٹر **خادم حسین خورشید الازہری**

(سربراہ ادارہ وحدت اسلامیہ لاہور پاکستان)

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

دور حاضر کا سب سے اہم مسئلہ نئی نسل کا دین متین سے دور ہونا اور مسجد و مدرسہ سے بیگانہ ہونا ہے۔ اس دور کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہوگی کہ ہم نئی نسل کو دین کی روشنی دیں اور مسجد و مکتب سے آشنا کریں۔ یہ منصوبہ بندی ہمیں بہت جلد اور بڑے پیمانہ پر کرنا ہوگی۔

قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث مصطفےٰ ﷺ کا ذوق نئی نسل تک منتقل کرنا ہوگا جس سے بے راہ روی کا شکار نوجوان قرآنی آیات کی تلاوت کی لذت سے سرشار ہو کر اس مقدس منزل کی طرف گامزن ہوسکتا ہے۔ چاروں طرف سے جلنے والی اس آگ سے ہم سب مل کر اپنی نئی نسل کو بچانے کا اہتمام کریں۔

موبائل کمیونیکیشن کے ذریعے فحاشی، عریانی، ناچ گانا، کھیل تماشا ہمارے دل و دماغ تک پہنچ چکا ہے۔ اس طوفان سے نکلنے کا میرے نزدیک مضبوط ذریعہ وہی ہے جو ایک صدی قبل حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

ہم سب یہ عہد کریں کہ مل کر نئی نسل کے لیے روشنی کا اہتمام کریں گے، ان کو

دین کی راہ اور قرآن وحدیث کی مقدس روشنی، اسلامی لٹریچر، مذہبی رسائل، دینی کتب اور اصلاحی دروس کے ذریعے فراہم کریں گے۔ بقول حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

ذرہ نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

ہم ان اداکاروں، فنکاروں، گلوکاروں کو آئیڈیل بنانے والے نوجوان کے سامنے اپنے کریم آقا، محبوب خدا، سرورِ انبیاء ﷺ کے فضائل وخصائص بیان کریں تاکہ اپنی عقیدت اور جھوٹی محبت کے تراشے ہوئے اصنام سے ان کو دوری ہو اور حقیقت کی طرف بہرہ وری ہو۔

اس کام کا بہترین آغاز فاضل نوجوان استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد وسیم سیالوی صاحب (ناظمِ اعلیٰ: جامعہ نعیمیہ قمر الاسلام، پیر محل) نے ہمیشہ کی طرح امسال بھی ایک بہترین کتاب ''اَلتَّحقِیقُ الجَلِیُ فِی خَصَائِصِ النَّبِیِ ﷺ'' حسین شاہکار عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر پیش کیا، تاکہ نئی نسل کو فضائل وخصائص رسول ﷺ کی جھلک پیش کر کے ان کے مستقبل کو حسین اور مضبوط کیا جا سکے۔ قبلہ مفتی صاحب درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تحریر کے میدان میں نمایاں اور وعظ وتقریر کے میدان میں بھی بے مثال ہیں۔

اللہ کرے مفتی صاحب کے اخلاص اور محنت سے نوجوانوں کے دلوں میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع فروزاں ہو، اور مسجد ومکتب کی راہ نصیب ہو۔ اور دل ودماغ عشق محمدی ﷺ سے سرشار ہوں۔

آمین ثم آمین

حدیث دل

اہل دنیا گھتیاں دنیا کی سلجھاتے رہیں
اپنا تو بس کام ہے مدح و ثناء مصطفےٰ

تمام تعریفیں اس ذات واحدہ لاشریک کیلئے ہیں جس نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو بے مثل حسن مجسم کے ساتھ ساتھ بے شمار فضائل خصائص سے سرفراز فرمایا جنکی تعداد آسمان دنیا کے تاباں ستاروں سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

اور رحمت کاملہ نازل ہوں ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکات پر جن کو بے شمار خصائل وخصائص سے متصف فرما کر انسانیت کی ڈوبتی کشتی کا ناخدا بنا کر بھیجا۔ جس نے انسانیت کو ساحل مراد پر پہنچا کر بھی تنہا نہ چھوڑا۔

امابعد!

یہ بات حقیقت ہے کہ ابتداء آفرینش سے سکون عقبیٰ تک ہم جس مقام کو بھی دیکھیں ہمیں نیّر اعظم کے خصائص نمایاں نظر آتے ہیں، جن کے وجود سے رب تعالیٰ نے کائنات ارض وسماوات کو یہ حسن اور رنگینیاں عطا فرمائیں۔

آج مادی وسائل پر نظر وتحقیق کرنے والوں نے ان بلندیوں اور کمالات کا حرف آغاز ''غرب'' کو گردانا شروع کر دیا ہے۔

حالانکہ انکا مصدر ''عرب'' ہے کیونکہ ہر عروج پر معراج پانے والے دائرہ کائنات کے مرکز حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔

پانی میں غوطہ زن سمجھتا ہے میں نے کمال کیا مگر وہ بھول گیا کہ یہ کام تو مچھلی

ومینڈک بھی کر رہے ہیں، فضاء میں سفر کرنے والا اپنے فن پریوں نازاں ہے کہ پھولا نہیں سماتا حالانکہ یہ اسے یاد نہیں کہ یہ رفتار تو پرندوں کی پرواز کا نقش قدم ہے، مانا چاند پر جانے کا دعویٰ کرنے والے بھی خوش تو ہیں مگر چاند، قدموں میں پہنچ کر اپنی بلندی پر پہنچنے کا شکر ادا کرتا ہوا نظر نہیں آیا،

جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا
گزرنے والا ستاروں کی راہ گزر کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

حقائق ثابت کرتے ہیں کہ کائنات کے نکتہ آغاز کی طرح نکتہ عروج بھی ماہ عرب کا نام ہے۔

راقم الحروف نے سابقہ سالوں کی طرح امسال بھی حُسن سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عظیم پہلو "خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" پر قلم اٹھایا۔

اور یہ موضوع اپنے دامن میں بحر بے کراں کی طرح بے حد وسعت رکھتا ہے اس لیے اسے چند مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ پہلا مرحلہ نور سے ظہور تک یعنی تخلیق نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ولادت باسعادت تک خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذکر کیا آئندہ سالوں میں انشاء اللہ اسے مرحلہ وار ذکر کیا جائے گا۔ ورنہ سیرت نگاروں نے تو اس پر مستقل کتب لکھی ہیں۔ راقم نے اسے اختصار کے ساتھ مگر مدلل زینت قرطاس کرنے کا التزام کیا ہے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ثُمَّ اِجْتَبٰی لِخَصَائِصَ مُحَمَّدٍ الْبُرْهَانِ

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی الَّذِیْ جَمَعَ الْخَصَائِصَ بِتَوْفِیْقِ الرَّحْمٰنِ

وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ نَظَرُوْا عَلَیْهِ الْاِحْسَانَ

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

نور مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ رب العالمین نے اپنی شان خلاّ قیت کا سب سے پہلا مظہر نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنایا۔ یہی نور مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظام خلق و تکوین کا پہلا نقش ثابت ہوا عالم خلق و امر میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کچھ نہیں تھا پھر اسی نور کو اللہ رب العزت نے اپنے حجاب عظمت میں رکھ کر براہ راست اپنے انوار ذات سے اس نور کی پرورش و تربیت فرمائی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواص میں سے پہلا خاصہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اپنے نور کے سبب سے تخلیق فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نورانیت پر قرآن مجید کی پانچ آیات صراحتاً دلالت کرتی ہیں، جبکہ ذخیرہ احادیث میں متعدد احادیث و روایات اور مفسرین و محدثین کی آراء اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ''اصل نورانیت'' ہے جس کو سب سے پہلے رب تعالیٰ نے اپنے نور کے سبب سے وجود عطا فرمایا۔

آیات وتفاسیر

''قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ''

(المائدہ 15:5)

''بیشک تمہارے پاس اللہ رب العزت کی طرف سے ایک بہت بڑا نور آیا اور روشن کتاب''

اس آیت کریمہ میں کلمہ ''نور'' سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجودِ اطہر ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ متوفی 68ھ فرماتے ہیں:

''قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یَعْنِی مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ والہ وسلم''

(تفسیر ابن عباس: ج1 ص90)

بیشک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ فرماتے ہیں کہ:

''قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ھُوَ النَّبِیُ صلی اللہ علیہ والہ وسلم''

(تفسیر جلالین: ص120)

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور وہ نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1270ھ فرماتے ہیں کہ:

"قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللهِ نُوْرٌ عَظِيْمٌ وَهُوَ نُوْرُ الْاَنْوَارِ وَالنَّبِيُّ الْمُخْتَارُ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

(روح المعانی : ج6،ص367)

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا نور، وہ نورالانوار نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

"اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ"

(النور 35:24)

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور اس کے نور کی مثال طاق جیسی ہے جس میں فانوس روشن ہے۔

مَثَلُ نُوْرِهٖ کی تفسیر میں مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اس مثال سے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی مثال مراد ہے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 310ھ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

"جَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى كَعْبِ الْأَحْبَارِ فَقَالَ لَهُ: حَدِّثْنِي عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: اللهُ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ. الْآيَةَ؟ فَقَالَ كَعْبٌ: اللهُ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، مَثَلُ نُورِهٖ، مَثَلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

(تفسیر طبری : ج،8،ص423)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کے پاس آئے پس فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان :

"اللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ" آیت کے بارے میں بتائیں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مَثَلُ نُورِہٖ میں محمد ﷺ کا نور مبارک مراد لیا گیا ہے۔

مزید روایت کرتے ہیں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ:

"مَثَلُ نُورِہٖ مَثَلُ نُورِ مُحَمَّدٍ ﷺ"

(تفسیر طبری : ج8،ص423)

مَثَلُ نُورِہٖ میں محمد مصطفی ﷺ کے نور کی مثال مراد ہے۔

امام ابو محمد الحسین الفراء بغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 516ھ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"مَثَلُ نُورِہٖ"

میں محمد رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک ذکر فرمایا گیا ہے۔

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یَعنِی ھُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ"

(معالم التنزیل: ج5،ص63)

مَثَلُ نُورِہٖ کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ حضور نبی پاک ﷺ ہیں۔

امام علاؤ الدین علی بن محمد الخازن علیہ الرحمۃ متوفی 741ھ فرماتے ہیں:

"مَثَلُ نُورِہٖ وَقِیلَ ھُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ"

(تفسیر خازن : ج3،ص297)

ترجمہ: مَثَلُ نُوْرِہٖ سے کیا مراد ہے کہا گیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔

امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"مَثَلُ نُورِہٖ قَالَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

(تفسیر درمنثور: ج6،ص183)

مثل نورہ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

قاضی عیاض مالکی متوفی 544ھ رحمۃ اللہ علیہ حضرت کعب الاحبار اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا موقف بیان فرماتے ہیں:

"اَلْمُرَادُ بِالنُّورِ الثَّانِي هُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَوْلُهُ تَعَالَى (مَثَلُ نُورِهٖ) أَيْ نُورُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

(شفاء شریف: ج1،ص23)

اللہ تعالیٰ کے قول میں نور ثانی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

"یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا"

(الاحزاب ۳۳: ۴۵-۴۶)

قاضی عیاض مالکی متوفی 544ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وَقَدْ سَمَّاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ نُوْرًا وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔"

(شفاء شریف: ج1ص23)

بے شک قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا نام نور اور سراجِ منیر (چمکتا ہوا آفتاب) رکھا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے کلام رفیع الشان میں فرماتے ہیں:

فَاَمْسٰی سِرَاجًا مُّنِیْرًا وَّ ھَادِیًا

یَلُوْحُ کَمَا لَاحَ الصَّیْقَلُ الْمُھَنَّدُ

وہ تشریف لائے چمکتے ہوئے آفتاب اور رہنما بن کر اور اس طرح چمکے جس طرح صیقل کی ہوئی تلوار چمکتی ہے

4ء یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۔ (التوبہ32:9)

چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کو پورا کرنا اگرچہ برا مانیں کافر۔

"یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ" (الصف8:61)

کافر ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مونہوں سے بجھا دیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو پورا کرنا ہے اگرچہ کافر برا مانیں۔

امام محمد بن علی الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1250ھ نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول:

"یُرِیدُونَ لِیُطفِئُوا نُورَ اللّٰہِ" میں فرمایا ہے یَقُولُ یُرِیدُونَ أَنْ یُھلِکَ مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

(فتح القدیر للشوکانی ج 2، ص، 406)

یہ کفار چاہتے ہیں اپنے مونہوں سے اللہ تعالیٰ کے نور کو مٹا دیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہلاک کر ڈالیں۔

جناب ظفر علی خان صاحب متوفی 1956ء نے کیا خوب کہا ہے:

نور خدا ہے حرکت کفر پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حضرت امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی 150ھ نے مسئلہ نور کے بارے اپنا عقیدہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور یوں پیش کیا ہے۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُورِکَ البُدْرِ اِکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرٍ یُھَاکَ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ نور ہیں کہ چودھویں رات کے چاند نے روشنی کا لباس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے پہنا ہے اور سورج بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ حسن سے روشن ہے۔

(قصیدۃ النعمان: ص 23)

احادیث نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اول نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۔

امام علی بن ابراہیم الحلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1044ھ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1052ھ روایت نقل فرماتے ہیں۔
سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ"
سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو شئے پیدا فرمائی وہ میرا نور تھا۔
(سیرت حلبیہ: ج1،ص254۔مدارج النبوت: ج2،ص18)

چودہ ہزار سال پہلے نور ہونا:۔

شیخ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ روایت بیان کرتے ہیں۔ سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے وہ ان کے جد اعلیٰ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حبیب پروردگار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
"کُنتُ نُورًا بَینَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبلَ خَلقِ آدَمَ بِاَربَعَۃَ عَشَرَ اَلفِ عَامٍ"
(مواہب الدنیہ: ج1،ص39،)

میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

ستر ہزار سال چمکنے والا ستارہ:۔

علامہ اسماعیل حقی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1127ھ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات محمد مصطفی ﷺ نے جبریل امین سے پوچھا "کَمْ عَمَرْتَ مِنَ السِّنِیْنَ" تمہاری عمر کتنے سال ہے؟ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کی میں بہت زیادہ تفصیل سے اپنی عمر کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ البتہ اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ چمکتا تھا۔

"یَطْلُعُ فِیْ کُلِّ سِنِیْنَ سَبْعِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَرَّةً رَأَیْتُهُ اِثْنَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَرَّةً"

وہ ستارہ ہر ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ طلوع ہوتا تھا اور میں نے اس ستارہ کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ یہ سن کر حضور پرنور ﷺ نے فرمایا۔

"وَعِزَّةِ رَبِّیْ جَلَّ جَلَالُهُ اَنَا ذَالِکَ الْکَوْکَبُ۔"

(روح البیان: ج3،ص689)

مجھے اپنے رب کریم جل جلالہ کی عزت کی قسم ہے کہ وہ ستارہ میں ہی تھا

محمد سر وحدت ہے رمز اس کی خدا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

خلقت اول و آخر:۔

شیخ احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ روایت کرتے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمان خداوندی "وَاِذْاَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ" (الاحزاب 33:7) کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ"

(مواہب الدنیہ: ج1ص376)

میں تخلیق کے لحاظ سے سب انبیاء کرام علیہم السلام سے پہلے ہوں اور مبعوث ہونے کے لحاظ سے سب سے آخر میں ہوں۔

ملک خاص کبریا ہو
مالک ہر ما سوا ہو
سب سے اول سب سے آخر
ابتداء ہو انتہاء ہو
کوئی کیا جانے کہ کیا ہو
عقل عالم سے ورا ہو

نور محمد کی تابانی :۔

علامہ ابوالحسن احمد بن عبدالبکری علیہ الرحمۃ متوفی 952ھ نور محمدی ﷺ جو کہ پیشانی آدم علیہ السلام میں موجزن تھا۔ اس کی نورانیت اور تابانی کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”کَانَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یُرٰی فِی وَجْهِ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَثَلُ نُوْرِ الشَّمْسِ الْمُضِیْئَةِ فِیْ حَالِ کَوْنِهَا فِیْ قُبَّةِ الْفَلَکِ وَ کَنُوْرِ الْقَمَرِ الْمُضِیْءِ اِذَا تَجَلّٰی فِیْ حَالِ تَمَامِهٖ وَسْطَ السَّمَاءِ وَقَدْ نَارَتْ مِنْ نُوْرِهٖ السَّمٰوٰاتُ السَّرَادِقَاتُ وَالْعَرْشُ وَالْکُرْسِیُّ“

(الانوار و مصباح السرور الافکار: ص 6، مطبوعہ بیروت)

سیدنا آدم علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر جو نور قبۃ الفلک پر سورج کی طرح اور آسمان کے درمیان چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور تھا۔ بے شک اس نور مبارک سے ہی آسمان اور اس کے پائے، عرش اور کرسی منور تھے۔

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارہ نور کا

تسبیح نور:۔

رئیس المحدثین ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 597ھ بیان فرماتے ہیں:

”لَمَّا خَلَقَ اٰدَمَ اَوْدَعَ ذَالِکَ النُّوْرَ فِیْ صُلْبِهٖ فَسَمِعَ فِیْ ظَهْرِهٖ نَشِیْشًا کَنَشِیْشِ الطَّیْرِ“

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کی پشت مبارک میں ودیعت کیا، تو انہوں نے اپنی پشت مبارک میں پرندوں کے چہچہانے کی آواز سنی، تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا یہ

آواز کس چیز کی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ھٰذَاتَسبِیحُ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِی اُخْرِجُہٗ مِنْ ظَھْرِکَ وَ اُوْدِعُہٗ فِیْ الصِّلَابِ الطَّاھِرَۃِوَالْاَحْشَاءِ الزَّھْرَۃِ"

(بیان المیلا دالنبوی: ص20)

یہ اس خاتم الانبیاء ﷺ کی تسبیح کی آواز ہے۔ جو تمہاری پشت سے ظاہر ہوگا اور میں اسے پاک پشتوں اور پاک رحموں میں ودیعت رکھوں گا۔

تیری پشت میں نورِ رسالت پناہ ہے
سر تاج انبیاء کا حبیب الہ ہے

امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ متوفی 211ھ نے اپنی سند سے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے سوال کرنے پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یَا جَابِرُاِ نَّ اللہَ تَعَالیٰ خَلَقَ قَبْلَ الْاَ شْیَاءِ نُوْرَنَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ فَجَعَلَ ذَالِکَ النُّوْرَیَدُوْرُ بِالْقُدْرَۃِ حَیْثُ شَاءَ اللہُ تَعَالیٰ وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذَالِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَلَاجَنَّۃٌ وَلَا نَارٌ وَلَامَلَکٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا اَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنٌّ وَّلَااِنْسٌ"

(الجزء المفقود من مصنف عبد الرزاق: ص63)

اے جابر رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی ﷺ کے

نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت لوح تھی نہ قلم جنت تھی نہ دوزخ نہ ہی کوئی فرشتہ تھا اس وقت آسمان تھا نہ زمین، سورج تھا نہ چاند اور نہ جن تھا نہ انسان۔

نور خدا سے تخلیق ہونے کا مطلب:۔

اللہ تعالیٰ کے نور سے خلق ہونے کا معنی یہ نہیں ہے کہ خود نور الٰہی اس نور کا مادہ تخلیق تھا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا واسطہ اپنے نور ذات کے فیض سے براہ راست خلق فرمایا ہے اور ''مِنْ نُوْرِہٖ'' میں اضافت تشریفیہ ہے۔ جیسے سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں فرمایا گیا:

''وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سَاجِدِیْنَ'' (الحجر 29:15)

جب میں آدم میں اپنی روح پھونک لوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔

صحابیات کی عقیدت:۔

امام محمد بن سعد البصری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 230ھ نقل کرتے ہیں نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیہ حضرت ہندہ بنت اثاثہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ:۔

قَدْ کُنْتَ بَدْرًا وَّ نُوْرًا یُّسْتَضَاءُ بِہٖ

عَلَیْکَ تَنْزِلُ مِنْ ذِی الْعِزَّۃِ الْکُتُبُ

(طبقات ابن سعد: ج2،ص225)

بے شک آپ ﷺ چودھویں رات کے چاند اور نور تھے۔ آپ ﷺ کے نور سے روشنی حاصل کی جاتی تھی۔ آپ ﷺ پر عزت والی کتاب نازل ہوئی ہے۔ حضور اکرم، رسول معظم ﷺ کے وصالِ ظاہری پر اظہار افسوس کرتے ہوئے سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

وَلَقَدْ كَانَ بَعْدَ ذَالِكَ نُوْرًا
وَسِرَاجًا يُضِيْئُ فِى الظُّلْمَاءِ

(طبقات الکبریٰ: ج2،ص253)

اور البتہ آپ ﷺ نور تھے اور آپ ﷺ ایسے نورانی سورج تھے جس سے تاریکیاں دِن کی طرح روشنی پاتی تھیں۔ اور آپ ﷺ اندھیروں اور تاریکیوں میں بھی روشنی دیتے تھے۔

محبوب رب اکبر شافع محشر ﷺ کے وصالِ ظاہری پر آپ ﷺ کی پھوپھی جان اروی بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا آپ کی ظاہری فرقت پر غم والم کا اظہار کرتی ہوئی اپنی عقیدت یوں بیان کرتی ہیں کہ:۔

عَلٰى نُوْرِ الْبِلَادِ مَعًا جَمِيْعًا
رَسُوْلُ اللهِ اَحْمَدُ فَاثُرْ كِيْنِىْ

(طبقات: الکبریٰ: ج2،ص248)

رسول اللہ ﷺ تمام شہروں کے لیے نور ہیں مجھے آپ ﷺ کی مدح کرنے دو۔

تخلیق کائنات اور نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ متوفی 211ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

"اِنَّ اللہَ تَعَالٰی خَلَقَ شَجَرَۃً وَلَھَا اَرْبَعَۃُ اَغْصَانٍ فَسَمَّاھَا شَجَرَۃَ الْیَقِیْنِ، ثُمَّ خَلَقَ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فِیْ حِجَابٍ مِنْ دُرَّۃٍ بَیْضَاءَ مَثَلُہٗ کَمَثَلِ الطَّاؤُسِ وَوَضَعَہٗ عَلٰی تِلْکَ الشَّجَرَۃِ فَسَبَّحَ عَلَیْھَا مِقْدَارَ سَبْعِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ ، ثُمَّ خَلَقَ مِرْاٰۃَ الْحَیَاءِ وَوَضَعَھَا بِاسْتِقْبَالِہٖ ، فَلَمَّا نَظَرَ الطَّاؤُسُ فِیْھَا رَاٰی صُوْرَتَہٗ اَحْسَنَ صُوْرَۃٍ وَاَزْیَنَ ھَیْئَۃٍ ، فَاسْتَحْیٰی مِنَ اللہِ فَسَجَدَ خَمْسَ مَرَّاتٍ ، فَصَارَتْ عَلَیْنَا تِلْکَ السَّجَدَاتُ فَرْضًا مُؤَقَّتًا ، فَاَمَرَ اللہُ تَعَالٰی بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَاُمَّتِہٖ ، وَاللہُ تَعَالٰی نَظَرَ اِلٰی ذَالِکَ النُّوْرِ فَعَرِقَ حَیَاءً مِنَ اللہِ تَعَالٰی ، فَمِنْ عَرَقِ رَاْسِہٖ خَلَقَ الْمَلَائِکَۃَ ، وَمِنْ عَرَقِ وَجْھِہٖ خَلَقَ الْعَرْشَ وَالْکُرْسِیَّ وَاللَّوْحَ وَالْقَلَمَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْحِجَابَ وَالْکَوَاکِبَ وَمَا کَانَ فِی السَّمَاءِ وَمِنْ عَرَقِ صَدْرِہٖ خَلَقَ الْاَنْبِیَاءَ وَالرُّسُلَ وَالْعُلَمَاءَ وَالشُّھَدَاءَ وَالصَّالِحُوْنَ ، وَمِنْ عَرَقِ حَاجِبَیْہِ خَلَقَ اُمَّۃً مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ، وَمِنْ عَرَقِ اُذُنَیْہِ خَلَقَ اَرْوَاحَ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَالْمَجُوْسِ وَمَااَشْبَہَ ذَالِکَ ، وَمِنْ عَرَقِ رِجْلَیْہِ خَلَقَ الْاَرْضَ مِنَ الْمَشْرِقِ وَمَا فِیْھَا ، ثُمَّ اَمَرَ اللہُ

نُوْرَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنظُرْ اِلی اَمامِکَ فَنَظَرَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَرَایٰ مِنْ اَمَامِهٖ نُوْرًا وَعَنْ وَرَائِهٖ نُوْرًاوَعَنْ یَمِینِهٖ نُوْرًا وَعَنْ یَسارِهٖ نُوْرًا وَهُوَ أَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِیْنَ، ثُمَّ سَبَّحَ سَبْعِیْنَ أَلْفَ سَنَةٍ، ثُمَّ خَلَقَ نُوْرَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ نُوْرِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثُمَّ نَظَرَ اِلیٰ ذالِکَ النُّوْرِ فَخَلَقَ أَرْوَاحَهُمْ فَقَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌرَسُوْلُ اللّٰهِ، ثُمَّ خَلَقَ قِنْدِیْلًامِنَ الْعَقِیْقِ اللَّاحْمَرِ یُرٰی ظَاهِرُهٗ مِنْ بَاطِنِهٖ، ثُمَّ خَلَقَ صُوْرَةَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَصُوْرَتِهٖ فِی الدُّنْیَا، ثُمَّ وُضِعَ فِی هٰذِهِ الْقِنْدِیْلِ قِیَامُهٗ کَقِیَامِهٖ فِی الصَّلَاةِ ثُمَّ طَافَتِ الْأَرْوَاحُ حَوْلَ نُوْرِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَسَبَّحُوْا وَهَلَّلُوْا مِقْدَارَ مِائَةِ أَلْفِ سَنَةٍ ثُمَّ أَمَرَ لِیَنْظُرُوْا اِلَیْهَا کُلُّهُمْ فَیَنْظُرُوْنَ اِلَیْهَا کُلُّهُمْ فَمِنْهُمْ مَنْ رَأٰی رَأْسَهٗ فَصَارَ خَلِیْفَةً وَسُلْطَانًابَیْنَ الْخَلَائِقِ، وَمِنْهُمْ مَنْ رَأٰی وَجْهَهٗ فَصَارَ أَمِیْرًا عَادِلًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَأٰی عَیْنَیْهِ فَصَارَ حَافِظًا لِکَلَامِ اللّٰهِ تَعَالیٰ، وَمِنْهُمْ مَنْ رَأٰی حَاجِبَیْهِ فَصَارَ مُقْبِلًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَأٰی خُدَّیْهِ فَصَارَ مُحْسِنًاوَعَاقِلًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَأٰی أَنْفَهٗ فَصَارَ حَکِیْمًا وَطَبِیْبًاوَعَطَّارًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَأٰی شَفَتَیْهِ فَصَارَ أَحْسَنَ الْوَجْهِ وَوَزِیْرًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَأٰی ضَمَّهُمْ فَصَارَ أَحْسَنَ الْوَجْهِ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَمِنْهُمْ مَنْ رَأٰی لِسَانَهٗ فَصَارَ رَسُوْلًا بَیْنَ السَّلَاطِیْنِ، وَمِنْهُمْ مَنْ رَأٰی حَلْقَهٗ فَصَارَ وَاعِظًا وَمُؤَذِّنًاوَنَاصِحًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَأٰی لِحْیَتَهٗ فَصَارَ مُجَاهِدًا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ،

وَمِنهُم مَن رَأَى عُنقَهُ فَصَارَ تَاجِرًا ، وَمِنهُم مَن رَأَى عَضُدَيهِ فَصَارَ مَاحًا وَسَيَّافًا، وَمِنهُم مَن رَأَى عَضُدَهُ اليُمنى فَصَارَ حَجَّامًا، وَمِنهُم مَن رَأَى عَضُدَهُ اليُسرى فَصَارَ جَلَّادًا وَجَاهِدًا ، وَمِنهُم مَن رَأَى كَفَّهُ اليُمنى فَصَارَ صَرَّافًا وَطَرَّازًا، وَمِنهُم مَن رَأَى كَفَّهُ اليُسرى فَصَارَ كَيَّالًا، وَمِنهُم مَن رَأَى يَدَيهِ فَصَارَ سَخِيًّا وَكَيَّاسًا ،وَمِنهُم مَن رَأَى ظَهرَ كَفِّهِ اليُمنى فَصَارَ صَبَّاغًا، وَمِنهُم مَن رَأَى ظَهرَ كَفِّهِ اليُسرى فَصَارَ حَاطِبًا، وَمِنهُم مَن رَأَى أَنَامِلَهُ فَصَارَ كَاتِبًا، وَمِنهُم مَن رَأَى ظُهُورَ أَصَابِعِه اليُمنى فَصَارَ خَيَّاطًا ،وَمِنهُم مَن رَأَى ظُهُورَ أَصَابِعَهُ اليُسرى فَصَارَ حَدَّادًا، وَمِنهُم مَن رَأَى صَدرَهُ فَصَارَ عَالِمًا وَشَكُورًا وَمُجتَهِدًا، وَمِنهُم مَن رَأَى ظَهرَهُ فَصَارَ مُتَوَاضِعًا وَمُضِيعًا بِأَمرِ الشَّرعِ ، وَمِنهُم مَن رَأَى جَبِينَهُ فَصَارَ غَازِيًا ، وَمِنهُم مَن رَأَى بَطنَهُ فَصَارَ قَانِعًا وَزَاهِدًا ، وَمِنهُم مَن رَأَى رُكبَتَيهِ فَصَارَ سَاجِدً اوَرَاكِعًا ، وَمِنهُم مَن رَأَى رِجلَيهِ فَصَارَ صَيَّادًا، وَمِنهُم مَن رَأَى تَحتَ قَدَمَيهِ فَصَارَ مَاشِيًا ، وَمِنهُم مَن رَأَى ظِلَّهُ فَصَارَ مُغَنِّيًا وَصَاحِبَ الطَّنبُورِ ، وَمِنهُم مَن لَم يَنظُر اِلَيهِ فَصَارَ مُدَّعِيًا بِرُبُوبِيَّةٍ كَالفَرَاعِنَةِ وَغَيرِهَا مِنَ الكُفَّارِ ، وَمِنهُم مَن نَظَرَ اِلَيهِ وَلَم يَرَهُ فَصَارَ يَهُودِيًّا وَنَصرَانِيًّا وَغَيرَهُم مِنَ الكُفَّارِ۔"

(الجز المفقود من الجزء الاول من المصنف : ص 51)

بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک درخت پیدا فرمایا جس کی چار شاخیں تھیں، اس کا نام یقین کا ''درخت'' رکھا، پھر نور مصطفی ﷺ کو سفید موتی کے پردے میں پیدا کیا جس کی مثال مور جیسی تھی اور اس قندیل کو اس درخت پر رکھا، نور مصطفی ﷺ نے اس درخت پر ستر ہزار سال کی مقدار اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ نے حیا کا آئینہ پیدا فرمایا اور اس کے سامنے رکھ دیا، جب مور نے اس میں دیکھا، تو اسے اپنی صورت انتہائی حسین و جمیل دکھائی دی، اس نے اللہ تعالیٰ سے شرما کر پانچ مرتبہ سجدہ کیا، تو وہ سجدے ہم پر پانچ وقتوں میں فرض ہو گئے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازیں فرض فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس نور کی طرف نظر فرمائی تو اللہ سے حیاء کی وجہ سے اس نور کو پسینہ آ گیا، چنانچہ آپ ﷺ کے سر مبارک کے پسینے سے فرشتے، چہرہ اقدس کے پسینے سے عرش، کرسی، لوح، قلم، شمس و قمر، حجاب، ستارے اور جو کچھ آسمان میں پیدا کیا گیا، آپ ﷺ کے سینہ مبارک کے پسینے سے انبیاء، رسل، علماء، شہدا اور صالحین پیدا کئے گئے، آپ ﷺ کے ابروؤں کے پسینے سے مومن مردوں اور عورتوں، مسلمان مردوں اور عورتوں کی جماعت پیدا کی گئی، اور آپ ﷺ کے کانوں کے پسینے سے یہود و نصاریٰ اور مجوسی وغیرہ کی روحیں پیدا کی گئی، اور آپ ﷺ کے پائے اقدس کے پسینے سے مشرق کی زمین اور جو کچھ اس میں ہے پیدا کیا گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نور مصطفی ﷺ کو حکم دیا کہ آگے کی جانب دیکھے نور مصطفی ﷺ نے آگے کی طرف دیکھا تو آگے نور دکھائی دیا، پیچھے بھی نور، دائیں جانب بھی نور، بائیں جانب بھی نور دکھائی دیا، یہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ

عنہم تھے۔

پھر اس نور نے ستر ہزار سال تسبیح پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ نے نور مصطفی ﷺ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے نور کو پیدا کیا، پھر اس نور کی طرف نظر فرمائی تو ان کی روحوں کو پیدا فرمایا تو انہوں نے پڑھا: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' پھر اللہ تعالیٰ نے سرخ عقیق کی قندیل پیدا کی، جس کے باطن سے اس کا ظاہر دکھائی دیتا تھا، پھر حضرت محمد مصطفی ﷺ کی دنیا کی صورت جیسی صورت پیدا کی، اور اسے قیام کی حالت میں اس قندیل میں رکھا، اس کے بعد روحوں نے نور مصطفی ﷺ کے گرد تسبیح اور کلمہ پڑھتے ہوئے ایک لاکھ سال طواف کیا، پھر ان سب کو حکم دیا اس صورت مقدسہ کی زیارت کریں، بعض نے آپ ﷺ چہرہ انور دیکھا تو وہ امیر اور عادل بن گئے. بعض نے آپ ﷺ کی آنکھیں مبارک دیکھی تو وہ کلام اللہ کے حافظ بن گئے. بعض نے آپ ﷺ کے ابرو دیکھے تو وہ خوش بخت بن گئے. بعض نے آپ ﷺ کے رخسار مبارک دیکھے تو وہ محسن اور عقل مند بن گئے۔

بعض نے آپ ﷺ کی ناک مبارک دیکھی تو وہ حکیم وطبیب اور عطار بن گئے، بعض نے آپ ﷺ کے ہونٹ مبارک دیکھے تو وہ خوبصورت چہرے والے اور وزیر بن گئے، بعض نے آپ ﷺ کا دہن مبارک دیکھا تو وہ روزے دار بن گئے، بعض نے آپ ﷺ کے دانت مبارک دیکھے تو وہ حسین چہروں والے مرد اور عورتیں بن گئے، بعض نے آپ ﷺ کی زبان اقدس دیکھی تو وہ بادشاہوں کے سفیر بن گئے، بعض نے آپ ﷺ کے بابرکت گلے کو دیکھا تو وہ واعظ اور موذن اور نصیحت کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ ﷺ کی داڑھی شریف دیکھی تو وہ مجاھد فی سبیل اللہ بن

گئے ،بعض نے آپ ﷺ کی متوازن گردن مبارک دیکھی تو وہ تاجر بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کے دونوں بازوؤں مبارک کو دیکھا تو وہ نیزے باز اور شمشیر زن بن گئے ، بعض نے آپ ﷺ کا دایاں باز مبارک دیکھا تو وہ خون نکالنے والے بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کا بایاں بازو مبارک دیکھا تو وہ مجاہد اور جلاد بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کی دائیں ہتھیلی مبارک دیکھی تو وہ صراف ونقش نگار بنانے والے بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کی بائیں ہتھیلی مبارک دیکھی تو وہ غلے کا ناپ تول کرنے والے بن گئے ، بعض نے آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ مبارک دیکھے تو وہ سخی اور دانا بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ کی پشت مبارک دیکھی تو وہ رنگریز بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کے بائیں ہاتھ کی پشت مبارک دیکھی تو وہ لکڑہارے بن گئے .بعض نے آپ ﷺ کی انگلیوں کے پورے مبارک دیکھے تو وہ خوش نویس بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت مبارک دیکھی تو وہ درزی بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت مبارک دیکھی تو وہ لوہار بن گئے ۔بعض نے آپ ﷺ کا سینہ انور دیکھا تو وہ عالم ،شکر گزار اور مجتہد بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کی پشت مبارک دیکھی تو وہ متواضع اور امر شریعت کو روشن کرنے والے بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کی روشن پیشانی دیکھی تو وہ غازی بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کا شکم اطہر دیکھا تو وہ قناعت پیشہ اور زاہد بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کے دونوں گھٹنوں کو دیکھا تو وہ رکوع وسجود کرنے والے بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کے پائے اقدس دیکھے تو وہ شکاری بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کے مقدس تلوے دیکھے تو وہ پیدل چلنے کے عادی بن گئے ،بعض نے آپ ﷺ کا سایہ مبارک دیکھا تو وہ گویے اور طنبورے والے

بن گئے، بعض بدقسمت وہ تھے جنہوں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا ہی نہیں تو وہ فرعون وغیرہ کی طرح ربوبیت کے دعویدار بن گئے، بعض نے آپ ﷺ کی طرف دیکھنے کی کوشش کی مگر وہ دیکھنے میں کامیاب نہ ہو سکے تو وہ غیر مسلم یہودی اور عیسائی وغیرہ بن گئے۔

نور سے کائنات :۔

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ متوفی 597ھ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ عالم وجود میں سب سے پہلے کون سا وجود پیدا کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ جَمِیْعُ الْکَائِنَاتِ"

(المیلا دالنبوی: ص24.22)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور پھر میرے نور سے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدی کا نور ہے

نور سے تخلیق انبیاء علیہ السلام :۔

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ متوفی 1173ھ اپنی عقیدت بیان فرماتے ہیں:

"قَدِاتَّفَقَ اَهْلُ الظَّاهِرِ وَالشُّهُوْدِ عَلٰی اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ جَمِیْعَ

الْاَنْبِیَاءِ مِنْ نُوْرِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

(تفسیر روح البیان: ج7،ص235)

بے شک اس حقیقت پر تمام اہل ظاہر اور شہود کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے نور سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو پیدا فرمایا ہے۔

پیشانی آدم علیہ السلام اور نور مصطفی ﷺ:۔

حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے ملائکہ کو سربسجود ہونے کا حکم اسی لیے ملاکہ سیدنا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور محمدی ﷺ جلوہ گر ہوا تھا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 606ھ لکھتے ہیں۔

"اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ لِاَجْلِ اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِي جَبْهَةِ آدَمَ."

(تفسیر الکبیر: ج2،ص525)

بے شک ملائکہ کو جو حضرت آدم علیہ السلام کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی مبارک میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کا نور مبارک تھا۔

زبان حال سے کہتے تھے آدم
جنہیں سجدہ ہوا وہ میں نہیں ہوں

کندھوں کے درمیان نام محمد ﷺ:۔

امام نور الدین علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1044ھ نقل کرتے

ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

"مَكْتُوبٌ بَيْنَ كَتِفَيْ آدَمَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔"

(سیرت حلبیہ: ج1،ص320)

حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔

حضرت حوا علیہا السلام کا مہر:۔

امام احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ نقل کرتے ہیں کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام نے حضرت حوا علیہا السلام کے قریب ہونا چاہا تو حضرت حوا علیہا السلام نے ان سے مہر طلب کیا، آدم علیہ السلام نے دعا کی اے! رب میں ان کو مہر کیا چیز دوں؟ تو ارشاد ہوا۔ اے آدم! میرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیس مرتبہ درود شریف بھیجو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

(مواہب اللدنیہ 1: ص40)

حضرت شیث علیہ السلام کا تنہا پیدا ہونا:۔

جب سیدنا آدم علیہ السلام کا حضرت حوا علیہا السلام سے نکاح ہوا، تو حضرت حوا علیہا السلام حضرت شیث علیہ السلام کی ماں بننے والی ہوگئیں اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے رحم پاک میں منتقل ہوگیا۔ اکرام نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں امام محمد بن یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ لکھتے ہیں۔

"فَلَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ بِشِيثَ اِنْتَقَلَ النُّورُ مِنْ آدَمَ إِلَى حَوَّاءَ، وَ كَانَتْ تَلِدُ فِي كُلِّ بَطْنٍ وَلَدَيْنِ إِلَّا شِيثًا، فَإِنَّهَا وَلَدَتْهُ وَحْدَهُ كَرَامَةً لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج1ص69)

جب حضرت حوا علیہا السلام اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو وہ نور محمدی ﷺ صلب آدم علیہ السلام سے بطن حوا علیہا السلام میں منتقل ہوگیا۔ حالانکہ اس سے پہلے ان سے دو بچے ایک ساتھ پیدا ہوتے تھے مگر حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ یہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی عزت اور کرامت کی وجہ سے تھا۔

حضرت شیث علیہ السلام سے عہد:۔

شیخ عبدالحق محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 597ھ فرماتے ہیں:

"فَلَمَّا اَيْقَنَ اٰدَمُ بِالْمَوْتِ اَخَذَ بِيَدِ وَلَدِهِ شِيثَ وَ قَالَ يَا بُنَيَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَنِي اَنْ اٰخُذَ عَلَيْكَ عَهْدًا مِنْ اَجْلِ هٰذَا النُّوْرِ الَّذِي اَوَى فِي وَجْهِكَ اَنْ لَا تَضَعَهُ اِلَّا فِي اَطْهَرَ مِنَ النِّسَاءِ"

(بیان المیلاد النبوی: ص 20)

جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے آخری وقت یعنی انتقال کا یقین ہوگیا تو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے بیٹے! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں تم سے اس نور محمدی ﷺ کے بارے میں عہد لوں جو تمہاری

پیشانی میں جلوہ گر ہے، کہ تم اس کو پاکیزہ ترین عورت کی طرف منتقل کرنا۔

عرش کے پائے پر نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۔

امام احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ نقل کرتے ہیں کہ سرکار سیدنا آدم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو ان کی کنیت ابو محمد رکھی، تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کیا "یَارَبِّ لِمَ کُنِیَتِی اَبَا مُحَمَّدٍ" اے میرے رب میری کنیت ابو محمد کیسے ہے؟ تو اللہ کریم جل جلالہ نے فرمایا۔ اے آدم علیہ السلام "اِرْفَعْ رَاْسَکَ" اپنے سر مبارک کو اُٹھا کر اوپر دیکھو" فَرَفَعَ رَاْسَهٗ" پس انہوں نے سر مبارک کو اُٹھایا "فَرَاٰی نُوْرَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ سَرَادِقِ الْعَرْشِ" انہوں نے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش کے پائے مبارک پر دیکھا تو آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا "مَا هٰذَا النُّوْرُ" یہ نور کیسا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "هٰذَا نُوْرُ نَبِیٍّ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ! یہ میرے نبی کا نور ہے جو تمہاری اولاد سے ہوگا۔ "اِسْمُهٗ فِی السَّمَاءِ اَحْمَدُ وَفِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ" ان کا اسم مبارک آسمان میں احمد اور زمین میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ "لَوْ لَاهُ مَا خَلَقْتُکَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَّلَا اَرْضًا"

اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرتا۔

(المواھب اللدنیہ۔ج1ص35)

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

وجہ تخلیق

وجہ تخلیق کائنات :۔

امام نورالدین علی بن ابراہیم حلبی متوفی 1044ھ فرماتے ہیں :

”یَا مُحَمَّدُ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلَا رَفَعْتُ ھٰذِہِ الْخَضْرَاءَ وَلَا بَسَطْتُ ھٰذِہِ الْغَبْرَاءَ“

(سیرت حلبیہ : ج 1، ص 317)

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ! اگر آپ نہ ہوتے تو میں نہ زمین پیدا کرتا نہ آسمان، نہ نیلگو چھت بلند کرتا اور نہ خاکی فرش بچھاتا۔

وجہ تخلیق جنت :۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نقل کرتے ہیں کہ :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا : میرے پاس حضرت جبریل امین آئے ۔عرض کی :

”یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ لَوْ لَاکَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَوْ لَاکَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ“۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت تخلیق نہ کرتا، اگر آپ نہ ہوتے تو میں آگ پیدا نہ کرتا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد : ج 1، ص 75)

زمین سے بلندی سماوات تک:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی اکرم ﷺ سے رب کریم نے ارشاد فرمایا:

یَا مُحَمَّدُ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِيْ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ أَرْضِيْ وَلَا سَمَائِيْ، وَلَا رَفَعْتُ هٰذِهِ الْخَضْرَاءَ، وَلَا بَسَطْتُ هٰذِهِ الْغَبْرَاءَ"

'اے محمد عربی ﷺ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین، آسمان نہ بناتا اس آسمان کو بلند نہ کرتا نہ اس زمین کو پھیلاتا۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا اے محبوب کریم ﷺ!

مِنْ أَجلِکَ أَبْطَحَ الْبُطْحَاءَ وَأُمَوِّجَ الْمَاءَ وَأَرْفَعُ السَّمَاءَ وَأَجْعَلُ الثَّوَابَ وَالْعِقَابَ وَالْجَنَّةَ وَالنَّارَ

(سبل الھدیٰ والرشاد۔ ج 1، ص 75)

میں نے آپ کے لیے ہی اس کشادہ وادی (زمین) کو پھیلایا ہے۔ پانی کو موجزن کیا ہے۔ آسمان کو بلند کیا ہے۔ آپ کی رفعت کے لیے ہی ثواب، سزا، جنت اور دوزخ بنائی ہے۔

زمین و زماں تمہارے لیے
مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے
بنے دو جہاں تمہارے لیے

اضطراب عرش:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی:

"اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَأْمُرْ أُمَّتَکَ أَنْ یُؤْمِنُوا بِہٖ، فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ، وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَی الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَکَتَبْتُ عَلَیْہِ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَسَکَنَ"

"محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں۔ اپنی امت کو حکم دیں کہ وہ آپ پر ایمان لائیں، اگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں آدم علیہ السلام کی تخلیق نہ کرتا۔ نہ جنت بناتا نہ آگ پیدا کرتا۔ میں نے عرش کی پانی پر تخلیق کی۔ (یعنی عرش اور پانی کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی) اس میں اضطراب پیدا ہوگیا۔ میں نے اس پر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا تو وہ پرسکون ہوگیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج 1 ص 74)

وجہ تخلیق آدم :۔

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 405ھ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی ۔تو فرمایا اے میرے رب! میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرمادے ۔تو اللہ رب العزت نے فرمایا : اے آدم علیہ السلام! تو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے اس کو ابھی ظاہر نہیں فرمایا۔تو حضرت آدم علیہ السلام نے دربار خداوندی میں عرض کیا کہ اے میرے رب! میں ان کو اس لیے پہچانتا ہوں کہ جب تو نے اپنے دست قدرت سے مجھے پیدا فرمایا اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اُٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا ’’لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘ تو میں نے سمجھ لیا کہ تو نے اپنے نام کی طرف ساری مخلوق سے محبوب ترین ذات کو منسوب فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’یا آدمُ! إِنَّہٗ لَأُحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ اُدْعُنِي بِحَقِّہِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ‘‘

اے آدم! تو نے سچ کہا ہے بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے تمام مخلوق سے محبوب ہے ۔اس کے طفیل تو نے مجھ سے سوال کیا تو میں نے بخش دیا ’’وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ‘‘ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔

(المستدرک ۔ج 3،ص 216، رقم الحدیث 4281)

دنیا کا پیدا ہونا:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نقل کرتے ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ انہوں نے فرمایا: حضرت جبریل امین حضور اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے، عرض کی کہ آپ کا رب فرماتا ہے۔

اِنْ کُنتُ اِتَّخذتُ اِبْرَاهِیمَ خَلِیلاً فقد اِتَّخذتُکَ حَبِیبًا، وَمَا خَلقتُ خلقًا أَکْرَمَ عَلَيَّ مِنکَ، وَلَقَدْ خَلقتُ الدُّنیا وَأَهلَهَا لِأُعَرِّفَهُمْ کَرَامَتَکَ وَمَنزِلَتَکَ، وَلَوْ لَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنیا"

اگر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے تو آپ ﷺ کو اپنا حبیب بنایا ہے میں نے ایسی کوئی مخلوق نہیں تخلیق کی جو مجھے آپ سے زیادہ معزز ہو میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے بنایا ہے تا کہ انہیں آپ کی عزت و مقام سے آگاہ کروں ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو تخلیق نہ کرتا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج1ص 75)

قصیدہ لولاک:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا ہے کہ عارف باللہ سیدی علی بن ابی الوفاء رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی خوبصورت بات کی ہے

سَکَنَ الفُؤَادُ فَعِشْ هَنِیئًا یَاجَسَدُ
هٰذَا النَّعِیمُ هَوَا لِمُقِیمٍ اِلَی اَبَدِ

دل پرسکون ہوگیا اے میرے جسم! اچھے طریقے سے زندگی بسر کر یہ ایسی نعمت ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

رُوحُ الْوُجُوْدِ حَیَاۃُ مَنْ هُوَ وَاحِدٌ

لَوْلَاهُ مَاتَمَّ الْوُجُوْدُ لِمَنْ وَاحِدٌ

وہ کائنات کی روح ہیں، سارے موجودات کی زندگی ہیں، اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو وجود والوں کا وجود مکمل نہ ہوسکتا۔

عِیْسٰی وَاٰدَمُ وَالصُّدُوْرُ جَمِیْعُهُمْ

هُمْ أَعْیُنٌ هُوَ نُوْرُهَا لِمَا وَرَدَ

حضرت عیسیٰ و آدم اور سارے انبیاء و مرسلین علیہم السلام گویا کہ آنکھیں ہیں اور آپ ﷺ ان کی آنکھوں کا نور بن کر تشریف لائے۔

لَوْ اَبْصَرَ الشَّیْطَانُ طَلْعَةَ نُوْرِهٖ

فِیْ وَجْهِ اٰدَمَ کَانَ اَوَّلَ مَنْ سَجَدَ

اگر شیطان چہرہ آدم میں آپ ﷺ کے نور کو دیکھ لیتا وہ سب سے پہلے سجدہ میں گرجاتا۔

لَوْ رَاٰی نِمْرُوْدُ نُوْرَ جَمَالِهٖ

عَبَدَ الْجَلِیْلَ مَعَ الْخَلِیْلِ وَمَاعَنَدَ

اگر نمرود آپ ﷺ کے جمال اور حسن کا نور دیکھ لیتا تو وہ حضرت خلیل علیہ السلام کے ساتھ رب جلیل کی عبادت کرتا اور عداوت نہ کرتا۔

لٰکِنْ جَمَالُ اللّٰہِ جَلَّ فَلَا یُرٰی

اِلَّا بِتَوْفِیْقٍ مِنَ اللّٰہِ اَحَا لِصَمَدٍ

لیکن رب تعالیٰ کا حسن و جمال بہت عظیم ہے جس کی زیارت رب تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد ج1 ص76)

اظہار ربوبیت:۔

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ "لَوْ لَاہُ لَمَا خَلَقَ اللّٰہُ سُبْحَانَہُ الْخَلْقَ وَ لَمَا اَظْھَرَ الرَّبُوْبِیَّۃَ" اگر حضور پر نور ﷺ کی ذات بابرکات نے اس عالم دنیا میں ظہور نہ فرمانا ہوتا۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی میں اپنی ربوبیت کا اظہار فرماتا۔

(مکتوبات شریف)

شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ متوفی 696ھ نے اسی لیے عرض کیا ہے۔

وَ کَیفَ تَدعُوْ اِلَی الدُّنْیَا ضَرُوْرَۃُ

مَنْ لَوْلَاہُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْیَا مِنَ الْعَدَمِ

اور کیونکر دنیا کی طرف ضرورتیں ایسے نفس زکی کو بلا سکتی ہیں، کہ اگر وہ دنیا میں جلوہ افروزی نہ فرماتے تو دنیا عدم سے منصہ شہود پر ظاہر نہ ہوتی۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک کا شور نہ ہو

یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

میثاق انبیاء

خصوصیات مصطفےٰ ﷺ میں عظیم خاصیت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارواح سے اپنی ربوبیت کا اظہار کروایا وہاں خاص ارواح انبیاء سے آپ ﷺ کی رسالت پر عہد بھی لیا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :

"وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ"

(آل عمران 81:3)

اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے، تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا، اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کیا، ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

آیت کی تفسیر :۔

"وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ" "اِذْ" یا تو "اُذْکُرْ" پوشیدہ کا ظرف ہے ۔اور اس میں حضور ﷺ سے خطاب ہے ۔ یا "اُذْکُرُوْا" پوشیدہ کا ظرف ہے ۔اور اس سے یہود سے خطاب ہے یعنی اے محبوب ﷺ انہیں یاد دلاؤ یا اہل کتاب یاد کرو چونکہ

تورات وانجیل میں اس کا تفصیلی ذکر تھا اس لئے اہل کتاب کو وہ پڑھا ہوا عہد یاد دلایا گیا۔ یاد کرنا قولی بھی ہوتا ہے عملی بھی، ظاہر ہے کہ یہاں قولی یاد کرانا مراد ہے۔ عید قربان کے دن قربانی وحج جناب خلیل علیہ السلام کی عملی یادگار ہے۔

چھ الفاظ میں فرق:۔

اس آیت میں استعمال ہونے والا لفظ میثاق یہ وثوق سے بنا ہے جو "وَثَقَ یَثِقُ" کا مصدر ہے، بمعنی پختگی اور مضبوطی کے ہے۔ میثاق اسم مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی بہت مضبوط عہد۔ عہد و پیمان کے لیے استعمال ہونے والے چھ لفظوں میں فرق جاننا ضروری ہے۔ اقرار، دعویٰ، وعدہ، عہد، میثاق، اصرار۔ گزشتہ زمانہ کی کسی چیز کو اپنے ذمہ لینے کا نام اقرار ہے اور گزشتہ بات کو دوسرے کے ذمہ لگانا دعویٰ۔ آئندہ زمانہ کے متعلق کسی بات کو اپنے ذمہ لینے کا نام وعدہ ہے۔ پھر اگر یہ معمولی طور پر زبانی کرلیا جائے تو محض وعدہ ہی کہلاتا ہے۔

اگر تحریر میں آجائے اور اس پر کچھ پختگی کرلی جائے تو عہد بن جاتا ہے۔ یعنی محفوظ وعدہ اور اگر گواہی ورجسٹری وغیرہ سے اور زیادہ پختگی کردی جائے جس سے انکار کرنا ناممکن ہو جائے تب میثاق ہے اور اس کے خلاف کرنے پر کوئی سزا بھی مقرر کر دی جائے کہ اگر میں اس کے خلاف کروں تو فلاں سزا کا مستحق ہونگا تب اصرار کہلاتا ہے۔ یعنی بوجھل وعدہ۔ غرضیکہ وعدہ میں بھول کا احتمال ہے اور عہد میں انکار کی گنجائش۔ کہ معاہد کہہ دے کہ یہ میری تحریر نہیں ہے۔ لیکن میثاق اور اصرار میں نہ بھول کا احتمال نہ انکار کی گنجائش۔

یہاں میثاق فرمایا۔کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے اس عہد پر سارے فرشتے اور خود پیغمبر ایک دوسرے پر گواہ تھے رب تعالیٰ کی شاہی گواہی بھی اس میں شامل تھی۔ پھر آسمانی کتابوں ،لوح محفوظ اور قرآن کریم میں اس کی تحریر بھی ہوئی۔لہٰذا یہ میثاق ہوا نہ کہ محض وعدہ وعہد۔اور چونکہ اس کی خلاف ورزی کرنے پر سزا بھی تجویز ہو چکی ہے۔" فَمَنْ تَوَلّٰی "لہٰذا یہ اصرار بھی ہوا اسی لیے رب تعالیٰ نے اسے میثاق اور اصرار فرمایا ہے۔خیال رہے کہ اس آیت کریمہ میں اس وعدے کو میثاق بھی فرمایا گیا ہے اور اقرار بھی اصرار بھی کہ ارشاد ہوا " ءَأَقْرَرْتُمْ "اور فرمایا" وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِی "یا تو اقرار بمعنی وعدہ ہے اور یا اپنے ہی معنی میں ہے۔چونکہ اس کا ذکر رب تعالیٰ نے فرمایا۔اور اس مذکورہ معہود کو حضرات انبیاء علیہم السلام نے اپنے ذمہ لیا۔

(تفسیر نعیمی ج3ص552)

امام ابن ابی حاتم عبدالرحمٰن بن محمد الرازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 327ھ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے آیت مذکورہ کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں کہ:

"لَمْ يَبْعَثْ نَبِيَّ قَطُّ مِنْ لَدُنْ نُوحٍ إِلَّا أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَهُ لَيُؤْمِنَنَّ بِمُحَمَّدٍ وَلَيَنْصُرَنَّهُ إِنْ خَرَجَ وَهُوَ حَيٌّ وَالْأَخْذُ عَلَى قَوْمِهِ أَنْ يُؤْمِنُوا بِهِ وَيَنْصُرُونَهُ إِنْ خَرَجَ وَهُمْ أَحْيَاءٌ"

حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے عہد و پیمان نہ لیا ہو کہ محمد ﷺ پر ضرور ایمان لانا اور آپ ﷺ کی مدد کرنا ،بشرطیکہ وہ تمہارے زمانہ حیات میں ظہور پذیر ہو جائیں اور یہ اپنی امت سے عہد و میثاق کر لینا کہ وہ سب ان پر ایمان لائیں اور مدد کریں بشرطیکہ ان کے زمانہ

حیات میں مبعوث ہو جائیں۔

(تفسیر ابن ابی حاتم۔ ج2،ص187)

امام ابوالفضل محمد بن مکرم الانصاری الافریقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 711ھ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کا تذکرہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد میں مبعوث ہونے والے انبیاء کرام علیہم السلام سے فرماتا رہا۔ تمام سابقہ امتیں اپنے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے بشارت ظہور سنتی رہیں۔ اور آپ کے وسیلہ سے دعائے فتح وظفر مانگتی رہیں حتیٰ کہ اللہ نے حضور ﷺ کو بہترین امت، بہترین عہد، بہترین صحابہ رضی اللہ عنہم اور بہترین شہر میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس شہر میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا قیام فرمایا۔ یہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حرم تھا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہجرت مدینہ کے لیے حکم فرمادیا۔ اس لیے وہ شہر حضور ﷺ کا حرم ہے تو گویا مقام بعثت اور مقام ہجرت دونوں حرمین ہیں۔

(مختصر تاریخ دمشق۔ ج2،ص111)

امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ نے آیت مذکورہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد ﷺ کا نور تخلیق فرمایا تو بعد میں اسے حکم دیا کہ انوار انبیاء علیہم السلام (یعنی ارواح انبیاء) کی طرف متوجہ ہو، پس حضور ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کی ارواح کو (اپنے) نور سے ڈھانپ لیا انہوں نے عرض کیا۔ اے رب عزوجل ہمیں کس کے نور نے ڈھانپ لیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ھٰذَا نُوْرُ مُحَمَّدِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اِنْ اٰمَنْتُمْ بِہٖ وَ جَعَلْتُکُمْ اَنْبِیَاءَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِہٖ وَبِنُبُوَّتِہٖ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی أَشْھَدُ عَلَیْکُمْ قَالُوْا نَعَمْ فَذَالِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ۔ وَ اَنَا مَعَکُمْ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ۔"

(مواہب اللدنیہ: ج1ص33)

یہ محمد بن عبد اللہ کا نور ہے۔ اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے۔ تو تمہیں نبی بناؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے کہا۔ ہم اس پر اور اسکی نبوت پر ایمان لے آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں خود تمہارے نبوت محمدی ﷺ پر ایمان لانے پر گواہ ہو جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس امر کی طرف قرآن کریم کے اس ارشاد سے اشارہ ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے یہ وعدہ لیا (کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر تمہاری طرف یہی آخر الزماں رسول ﷺ آئے جو تمہاری تصدیق کرنے والا ہے، تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنا ہوگی۔ اور اب میں خود تمہارے ساتھ تمہارے اس اقرار پر گواہ ہوں۔

سب سے پہلی گواہی:۔

اللہ رب العزت کی واحدانیت و ربوبیت کی سب سے پہلے گواہی مصطفٰے کریم ﷺ نے دی۔

امام احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ نقل کرتے ہیں کہ سہل بن صالح الہمدانی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ حضور ﷺ سارے انبیاء علیہم السلام سے مقدم کیسے ہو گئے؟ حالانکہ آپ کو آخر میں مبعوث کیا

گیا ہے ۔انہوں نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو ان کی پشتوں سے نکالا۔اور انہیں اپنے آپ پر گواہ بنایا تو انھوں نے فرمایا:

"أَلَسْتُ بِرَبِّكُم كَانَ مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ مَنْ قَالَ بَلٰى وَلِذَالِكَ صَارَ يَتَقَدَّمُ الْأَنْبِيَاءَ وَهُوَ اٰخِرُ مَنْ بُعِثَ"

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ جس ذات نے سب سے پہلے "بلیٰ""ہاں کیوں نہیں" کہا۔وہ حضور کریم ﷺ کی ذات اقدس تھی۔اس لیے آپ ﷺ سارے انبیاء کرام علیہم السلام سے مقدم ہوئے اور سب سے آخر میں مبعوث کیے گئے۔

(المواہب اللدنیہ: ج1ص30)

تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے نبی

تاج نبوت:۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی 241ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ کے سر مبارک پر نبوت کا تاج کب سجایا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا" اس وقت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے"۔

(مسند احمد: رقم الحدیث.20474)

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد الذہبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 748ھ لکھتے ہیں کہ حضرت ابن ابی الجدعاء رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ کا ذکر خیر کب لکھا گیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

"كُتِبْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ"

(تاریخ اسلام: ج1،ص493

میں اس وقت نبی لکھا گیا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

اگر اس روایت کو پچھلی روایت کے ساتھ ملایا جائے کہ آپ کی نبوت کے وجوب، اس کے ثبوت اور خارج میں اس کے ظہور کا احتمال رکھتی ہے کیونکہ کتابت اس امر میں استعمال ہوتی ہے جو شرعی طور پر واجب ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ" "تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ یا مقدار ہو۔ جیسا کہ ارشاد ہوا: "كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي" "اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آکر رہیں گے۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ متوفی 279ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے سر مبارک پر نبوت کا تاج کب سجایا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ"

(سنن الترمذی: ج1،ص957، رقم الحدیث 3618)

کہ حضرت آدم علیہ السلام اس وقت روح اور جسم کے درمیان تھے۔

خاتم النبیین لکھا جانا:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی 241ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ"

میں رب تعالیٰ کے ہاں "ام الکتاب" میں "خاتم النبیین" لکھا گیا تھا۔ اس وقت آدم علیہ لسلام اپنی مٹی میں گوندے ہوئے تھے۔

(مسند احمد: رقم الحدیث 17085)

الحافظ ابو الفرج ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ متوفی 795ھ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں"

اس حدیث پاک کا مقصود یہ ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت اس سے پہلے بھی معروف ومشہور تھی کہ رب تعالیٰ آپ ﷺ کو تخلیق کرتا اور آپ کو دنیا میں جلوہ گر کرتا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل "ام الکتاب" میں آپ کا ذکر خیر مرقوم تھا۔ "ام الکتاب" سے مراد لوح محفوظ ہے۔ "ذکر" سے مراد بھی یہی ہے۔

(لطائف المعارف ج1ص79)

دو ہزار سال پہلے نبی:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا ہے کہ سعید بن ابی راشد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا حضور ﷺ مخلوق کی تخلیق سے پہلے نبی تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! اللہ کی قسم! دنیا کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل آپ نبی تھے۔

سَبَقَتْ نُبُوَّتُه وَادَمُ طِيْنَةً

فَلَهُ الْفَخَارُ عَلٰى جَمِيْعِ النَّاسِ

سُبْحَانَ مَنْ خَصَّ النَّبِیَ مُحَمَّدًا

بِفَضَائِلَ تُتْلٰی بِغَيْرِ قِيَاسٍ

(سبل الھدیٰ والرشاد ج 1 ص 80)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سبقت لے گئی، حالانکہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام مٹی میں گوندے ہوئے تھے آپ کو سارے لوگوں پر فخر ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسے فضائل مختص کیے جنہیں کسی شک وشبہ کے بغیر پڑھا جاسکتا ہے۔

خمیر جسد کی تخلیق:۔

امام ملا معین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 907ھ روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر کو وجود دینا چاہا تو حضرت جبریل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کو حکم ملا کہ خطہ زمین پر جائیں اور آرام گاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ) کی خاک پرانوار برائے خمیر صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر آئیں۔ جب ملائکہ مقربین نے یہ بشارت اس خاک پاک کو پہنچائی تو وہ فرحت و مسرت میں آگئی۔ اور وہاں کی خاک کافور سے زیادہ ظاہر ہوئی اور حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا جاؤ مشک زعفران، سنبل، ماء معین، سلسبیل اور شراب تسنیم مہیا کرکے اس خاک کو ان تمام چیزوں میں ملادو حضرت جبریل علیہ السلام نے ان تمام اشیاء کی

آمیزش کے بارے میں سوال کیا تو جواب ملا کا فوراً استخوان زعفران سے پشت اور مشک سے خون اور سنبل سے بال سلسبیل سے دہن مبارک اور ماء معین سے لب و دندان دوران خون کو شراب تسنیم سے جاری کرو میں اس ذات مقدس کو تمام مخلوق کا شفیع بناؤں گا۔

جب اس خمیر سے وجود رحمت عالم ﷺ تیار ہو گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس دُرِ شب افروز کو تمام آسمانوں میں گھماؤ اور ملائکہ کے محلوں میں لیجاؤ بہشت کی نہروں میں غوطہ دو تمام عالم کے بحر و بر کو دکھاؤ اور اعلان کرو

"طِینَۃُ حَبِیبِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَ شَفِیعُ الْمُذْنِبِینَ وَ مَشْھُوْرٌ فِی الْاَوَّلِینَ وَ مَذْکُوْرٌ فِی الْاٰخِرِینَ"

یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب شفیع المذنبین ﷺ جو اولین میں مشہور اور آخرین کی بشارت گاہ ہے۔ اس کے بعد اس مٹی کو نور سے منور کر کے قندیل میں رکھ کر ساق عرش مجید میں لٹکا دیا اور وہ جگہ نور مصطفوی ﷺ کا گہوارہ بن گئی۔ اب یہ اس قندیل کو پیشانی آدم علیہ السلام میں ودیعت رکھے جانے تک لٹکا دیا۔ اس کے بعد وہ نور آدم علیہ السلام کا پتلہ بنانے کے بعد پیشانی آدم علیہ السلام میں منتقل کر دیا گیا اور وہ مقام نور جس کو بدر منیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جو جسد آدم علیہ السلام میں بنایا گیا تھا اور جب آدم علیہ السلام کے جسد خاکی میں روح پھونکی گئی، تو نور مصطفی ﷺ یہاں سے منتقل ہو کر ان کی پیشانی میں چمکنے دمکنے لگا جس طرح زہرہ مطلع آسمانی پر چمکتا ہے۔

(معارج النبوۃ: ج.1 ص.358)

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کا بیان :۔

امام احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ نے نقل کیا ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کے پیکر بشری کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایسی مٹی میرے پاس لے آؤ جو میرے محبوب پاک کے جسم اقدس اور جسد اطہر کی تخلیق کے لائق ہو تو وہ سفید مٹی کی ایک مٹھی روضہ اطہر والی جگہ سے لے کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے تو امر خداوندی سے اس کو تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا جنت کی نہروں میں دھویا گیا۔ پھر نور نبوت اس میں رکھ کر اس کو عرش و کرسی، لوح و قلم آسمانوں اور زمینوں میں ہر جگہ پھرایا گیا، تا کہ ہر شے حضور ﷺ کے شرف و کمال کو پہچان لے، آپ ہی سے مروی ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام کے بعد نور محمدی ﷺ ان کی پشت میں ودیعت کیا گیا جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے جھلکنے والے نور سے محسوس ہوتا تھا اور ان سے کہا گیا ۔اے آدم! یہ تیری نسل میں پیدا ہونے والے انبیاء و مرسلین کا سردار ہے۔جب حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اطہر میں حضرت شیث علیہ السلام منتقل ہوئے۔تو وہ نور بھی حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس کی طرف منتقل ہو گیا، وہ ہر دفعہ دو جڑواں بچوں کو جنم دیتی تھیں۔ ماسوائے حضرت شیث علیہ السلام کے کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے جد امجد ہونے کی برکت سے تنہا پیدا ہوئے اور سب بھائیوں سے مرتبہ و کمال کے لحاظ سے یکتا بنے۔ پھر نبی الانبیاء کا نور انور پے در پے پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ مزید

روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے آخری وقت یعنی انتقال کا یقین ہو گیا، تو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے بیٹے! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں تم سے اس نور محمدی ﷺ کے بارے سے عہد لوں جو تمہاری پیشانی میں جلوہ گر ہے، کہ تم اس کو پاکیزہ ترین عورت کی طرف منتقل کرنا۔ سو یہ وصیت نسل در نسل حضور ﷺ کے نسب مبارک کا ہر فرد اپنے بیٹے کو کرتا رہا یہاں تک کہ یہ نور تمام زمانوں میں پاکیزہ پشتوں اور پاکیزہ رحموں سے ہوتا ہوا حضرت عبد المطلب کے بیٹے حضرت عبد اللہ کی پشت مبارک تک آن پہنچا۔

(مواہب اللدنیہ: ج 1، ص 34)

اولاد آدم کے سردار :۔

ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 597ھ نے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ میں نے بارگاہ نبوت ﷺ میں عرض کیا کہ:

"یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی کُنْتَ نَبِیًّا؟

حضور ﷺ! آپ کب سے شرف نبوت کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے؟

"قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْاَرْضَ وَاسْتَوٰی اِلَی السَّمَاءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَخَلَقَ الْعَرْشَ کَتَبَ عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ: مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَخَلَقَ اللّٰہُ تَعَالَی الْجَنَّۃَ الَّتِیْ اَسْکَنَھَا اٰدَمَ وَحَوَّا فَکَتَبَ اِسْمِیْ عَلَی الْاَبْوَابِ وَالْاَوْرَاقِ وَالْقِبَابِ وَالْخِیَامِ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ فَلَمَّا اَحْیَی اللّٰہُ تَعَالٰی نَظَرَ اِلَی الْعَرْشِ فَرَاٰی اِسْمِیْ فَاَخْبَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّہٗ سَیِّدُ

وَلْدِکَ فَلَمَّا غَرَّهُمَا الشَّيْطَانُ تَابَا وَاسْتَشْفَعَا بِاسْمِی اِلَیهِ"

(الوفاء باحوال المصطفٰی: ج1ص26)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد فرمایا اور ان کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا جب کہ عرش کو ان سے پہلے بنایا اور عرش کے پائے پر محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء لکھا اور جنت کو پیدا فرما کر حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو اس میں ٹھہرایا اور میرا نام نامی جنت کے دروازوں پر اس کے اشجار کے پتوں اور اہل جنت کے خیموں پر لکھا حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کا روح اور جسد کا باہمی تعلق قائم نہیں ہوا تھا پس جب ان کی روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی تب انہوں نے عرش معظم کی طرف نگاہ اُٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔ جب شیطان نے ان دونوں کو دھوکہ دیا تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں توبہ کی اور میرے نام سے ہی شفاعت طلب کی۔

حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت :۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ متوفی 923ھ نے نقل کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ تو ان کی کنیت ابو محمد رکھی، تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کیا "یَارَبِّ لِمَ کُنِیَتِی اَبَامُحَمَّدٍ" اے میرے رب میری کنیت ابو محمد کیسے ہے۔

تو اللہ کریم جل جلالہ نے فرمایا۔ اے آدم علیہ السلام "اِرْفَعْ رَاْسَکَ" اپنے سر مبارک کو اُٹھا کر اوپر دیکھو "فَرَفَعَ رَاْسَهٗ" پس انہوں نے سر مبارک کو

اٹھایا" فرای نور محمد ﷺ فی سرادق العرش " انہوں نے نور محمد ﷺ کو عرش کے پائے مبارک پر دیکھا۔ تو آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: " ما ھذا النور " یہ نور کیسا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " ھذا نور نبی من ذریتک " یہ میرے نبی کا نور ہے جو تمھاری اولاد سے ہوگا۔ " اسمہ فی السماء احمد و فی الارض محمد " ان کا اسم مبارک آسمان میں احمد اور زمین میں محمد ﷺ ہے۔

" لولاہ ما خلقتک ولا خلقت سماء ولا ارضا " (مواہب الدنیہ ج 1 ص 35)

اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرتا۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 544ھ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی شان اقدس میں درج ذیل نعتیہ اشعار کہے ہیں۔

مِنْ قَبلِهَا طِبتَ فِی الظِّلَالِ وَفِیْ
مُسْتَودِعٍ حَیثُ یُخصَفُ الْوَرَقُ

آپ ﷺ کی ذات نور وحدت کے جلووں میں اس وقت موجود تھی جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے جسم پر پتے چپکا رہے تھے۔

ثُمَّ هَبَطتَّ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ
اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ زمین پر تشریف لائے اس وقت نہ کوئی بشر تھا اور نہ کوئی رحم مادر میں

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْکَبُ السَّفِیْنَ وَقَدْ
اَلْجَمَ نَسْرًا وَ اَهْلَهُ الْغَرَقُ

آپ ﷺ پوشیدہ طور پر کشتی نوح میں سوار ہوئے اس حال میں کہ بت اور ان کے پجاری غرق ہو گئے۔

تَنَقَّلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰی رَحِمٍ
اِذَا مَضٰی عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

آپ ﷺ پاک پشتوں سے پاک ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے عالم دنیا کے ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ کی طرف۔

ثُمَّ احْتَوٰی بَیْتُکَ الْمُهَیْمِنُ
مِنْ خِنْدِفٍ عَلْیَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

حتی کہ آپ ﷺ اپنے مبارک گھر میں تشریف فرما ہوئے اور آپ ﷺ باعتبار نسب سب سے اعلیٰ ہیں۔

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ
وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ

جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو زمین و آسمان کناروں تک روشن ہو گئے

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِکَ الضِّیَاءِ وَفِی
النُّوْرِ وَسُبُلُ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

(الشفاء۔ ج1، ص144)

اور ہم اس نور کی روشنی میں راستہ اور منزل پا رہے ہیں۔

رفعت نام محمد ﷺ

نام احمد، محمد کی تفصیل:۔

امام احمد بن علی حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 852ھ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے اسمائے گرامی محمد اور احمد کا مادہ "حمد" ہے اور حمد کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے اخلاق حسنہ، اوصاف حمیدہ، کمالات جمیلہ اور فضائل ومحاسن کو محبت، عقیدت اور عظمت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اسم پاک محمد ﷺ مصدر تحمید (باب تفعیل) سے اسم مفعول ہے اور اس سے مقصود وہ ذات بابرکات ہے جس کے حقیقی کمالات، ذاتی صفات اور اصلی محامد کو عقیدت ومحبت کے ساتھ بکثرت اور بار بار بیان کیا جائے۔ لفظ محمد میں یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ وہ ذات جس میں خصال محمودہ اور اوصاف حمیدہ بدرجہ کمال اور کثرت سے موجود ہوں۔

اسی طرح احمد اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک اسم فاعل جبکہ بعض کے نزدیک اسم مفعول کے معنی میں۔ اسم فاعل کی صورت میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف کرنے والا اور مفعول کی صورت میں سب سے زیادہ تعریف کیا گیا اور سراہا گیا۔

مزید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے زمانہ جاہلیت میں صرف چند اشخاص ایسے ملتے ہیں جن کا نام محمد تھا۔ بعض نے سات بعض نے زیادہ بھی نقل کیے ہیں۔ ان لوگوں کے والدین نے اہل کتاب سے سن رکھا تھا کہ جزیرہ عرب میں ایک ایسا نبی ظاہر ہونے والا ہے جس کا نام محمد ہوگا اس شرف کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے

اپنے بچوں کا یہ نام رکھ لیا۔ البتہ کسی نے احمد نام نہیں رکھا۔ مشیت الٰہی دیکھیں کہ محمد نام کے ان لوگوں میں سے کسی نے بھی نبوت اور رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔

(فتح الباری: ج6،ص689)

قرآن میں احمد و محمد:۔

آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی احمد قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ مذکور ہوا ہے اور وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے طور پر: ارشاد فرمایا

''وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ''

(الصف 6:61)

یعنی میں (عیسیٰ علیہ السلام) اس پیغمبر کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام احمد ہوگا۔

اور آپ ﷺ کا اسم گرامی محمد ﷺ چار مرتبہ قرآن مجید میں آیا ہے اور ہر مرتبہ آپ ﷺ کے مقام نبوت و رسالت کے سیاق و سباب میں:

''وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ''

(آل عمران 144:3)

محمد ﷺ تو اللہ کے رسول ہیں۔

''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ''

(الاحزاب 40:33)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، بلکہ اللہ کے رسول اور انبیا (کی نبوت) کی مہر یعنی نبوت کو ختم کردینے والے ہیں۔

”وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ“

(محمد 47:2)

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اسے مانتے ہیں اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے ان سے ان کے گناہ معاف کردیئے اور ان کی حالت سنوار دی

”مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

(الفتح 48:29)

ان چاروں آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ونبوت کے منصب کو واضح طور پر بیان فرمایا تا کہ کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہ جائے۔

اسی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت نے دنیا کی تمام قوموں اور امتوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف کی اور قیامت تک کرتی رہے گی۔ ہر کام کے آغاز واختتام پر اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حمد کا حکم دیا گیا اور امت کا ہر فرد یہ فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ بالکل اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد ومحاسن اور خصال محمودہ، اوصاف حمیدہ اور فضائل وکمالات کا بیان اور ذکر جس کثرت سے کیا گیا ہے اور ابد تک کیا جاتا رہے گا اس کی مثال بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں مل سکتی۔

عرش پر نام محمد ﷺ :۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 458ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جب خطا سرزد ہوگئی تو انہوں نے التجا کی:

"یَا رَبِّ أَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِي"

اے رب! بہ حق محمد ﷺ مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا ہے:

عرض کیا: جب تو نے میرے پتلے کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور جان آفرینی کی، میں نے سر اٹھایا تو دیکھا تو عرش کے ستونوں پر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہوا ہے۔ تو میں نے جان لیا کہ جس ذات اقدس کا نام نامی تیرے اسم گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناً وہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ و محترم ہوگا۔

رب عظیم نے فرمایا:

"صَدَقْتَ یَا اٰدَمُ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ"

(دلائل النبوۃ للبیہقی ج 5، ص 489)

اے آدم! تم نے ٹھیک سمجھا۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا۔

سبز پردوں پر نام محمد ﷺ :۔

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571ھ نے

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا (حضرت جبریل علیہ السلام) شب معراج مجھے سیر کراتے ہوئے عرش پر لے گئے تو وہاں کے سبز پردوں پر سفید نورانی حروف سے میں نے لکھا ہوا دیکھا:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْق، عُمَرُ الْفَارُوْق، عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَيْنِ"۔

(تاریخ دمشق: ج30ص204)

نورانی حروف:۔

امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 360ھ نے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کی آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسا کوئی درخت نہیں جس کے پتوں پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْق، عُمَرُ الْفَارُوْق، عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَيْنِ" لکھا ہوا نہ ہو۔

(معجم الکبیر للطبرانی: ج11ص76)

نام محمد ﷺ کے ساتھ یاروں کا نام:۔

امام احمد بن علی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 852ھ نے روایت کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "معراج کی شب مجھے سیر کرائی گئی تو میں نے عرش پر:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْق عُمَرُ الْفَارُوْق

، عُثمَانُ ذُوالنُّورَین" لکھا ہوا دیکھا۔

(لسان المیزان: ج4،ص209)

ہر آسمان پر نام:۔

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571ھ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَمَّا عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ مَا مَرَرتُ بِسَمَاءٍ إِلَّا وَجَدتُ اِسمِي فِیهَا مَکتُوبًا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ"

جب مجھے معراج کی شب آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام "محمد رسول اللہ" لکھا ہوا دیکھا۔

(تاریخ دمشق: ج30،ص203)

جنت کے دروازوں پر نام محمد ﷺ:۔

حافظ الکبیر امام ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"مَکتُوبٌ عَلٰی بَابِ الجَنَّةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ"

کہ جنت کے دروازوں پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ" لکھا ہوا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء: ج7،ص256)

اشجار کے پتوں پر نام محمد ﷺ :۔

امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا فِي الْجنۃ شَجرَۃ عَلَیھَا ورقۃ إلّا مَکْتُوب عَلَیھَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمّدٌ رَسُوْلُ اللہِ" کہ جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کے پتوں پر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمّدٌ رَسُوْلُ اللہِ" نہ لکھا ہوا ہو۔

(حلیۃ الاولیاء۔ ج3،ص304)

جنت کی اشیاء پر اسم محمد ﷺ :۔

امام احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء ومرسلین کی گنتی کے برابر لاٹھیاں دیں۔ یہ تعین نہیں کیا جاسکتا کہ وہ لاٹھیاں کتنی اور کیسی تھیں۔ (واللہ اعلم بالصواب) بعد ازاں حضرت آدم علیہ السلام اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے میرے فرزند! جب میرے بعد تم میرے قائم مقام ہو تو اس منصب اور خلافت کو "عمارۃ التقوی" اور "عروۃ الوثقی" کے ساتھ لو اور جب تم حق تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ ہی "محمد رسول اللہ" کا نام نامی لیا کرو کیونکہ

"فَاِنِّي رَأَیتُ اِسمَہٗ مَکتُوبًا عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ وَاَنَا بَینَ الرُّوحِ وَالطِّینِ"

میں نے عرش الٰہی کے ستونوں پر آپ ﷺ کا نام نامی اس وقت لکھا دیکھا

جبکہ میں روح ومٹی کے درمیانی مرحلہ میں تھا۔

پھر میرے رب نے مجھے آسمانوں پر پھرایا تو میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر اسم ''محمد'' ﷺ لکھا دیکھا۔ پھر میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں ہر محل اور ہر دریچہ پر اسم ''محمد'' ﷺ تحریر دیکھا۔ نیز میں نے ''محمد'' ﷺ کو حورالعین کی پیشانیوں پر اور جنت کے جنتی درختوں کے سبز پتوں پر، درخت طوبیٰ کے ہر پتے پر ''سدرۃ المنتھیٰ'' کے ہر ورق پر، پردوں کے تمام گوشوں پر اور تمام فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا دیکھا ہے۔

''فَاَکْثِرْ ذِکْرَہٗ فَاِنَّ الْمَلَائِکَۃَ تَذْکُرُہٗ فِي کُلِّ سَاعَاتِھَا''

تو اس اسم گرامی کا کثرت سے ذکر کرو کیونکہ فرشتے اس کا ورد کرتے ہیں۔

(مواہب الدنیہ: ج1 ص372)

شانوں کے درمیان اسم محمد ﷺ:۔

امام نورالدین علی بن برھان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1044ھ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ:

''مَکْتُوْبٌ بَیْنَ کَتِفَيْ اٰدَمَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ''

حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ'' لکھا ہوا تھا۔

(سیرت حلبیہ ج1 ص320)

انگوٹھی پر اسم محمد ﷺ :۔

امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 360ھ نے ذکر فرمایا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ کا رنگ آسمانی تھا۔ یہ نگینہ ان کو اللہ عزوجل کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ نگینہ اپنی انگوٹھی کے حلقہ میں جڑوالیا تھا۔ اس نگینہ پر ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا ہوا تھا''

(مسند الشامین للطبرانی: ج1 ص405، رقم الحدیث 703)

پھولوں پر اسم محمد ﷺ :۔

امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571ھ نے اپنی تاریخ میں ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ میں ہندوستان کے کسی شہر میں گیا تو میں نے ایک گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھولوں کا ایک درخت دیکھا۔ وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول میں کھلتا تھا۔ نہایت پاکیزہ خوشبو تھی اسکی پتیوں کا رنگ سیاہ تھا اور ان پتیوں پر سفید حروف میں لکھا تھا۔

''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ عُمَرُ الْفَارُوْقُ''

مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہیں۔ اسکے بعد میری نظر ایک اور کلی پر پڑی۔ میں نے ہاتھ سے اسے کھولا تو دیکھا اس میں بھی ویسا ہی لکھا تھا۔ اس بستی میں ایسے پھول بکثرت تھے حالانکہ اس بستی کے باشندے بت پرست تھے، وہ اللہ عزوجل کو جانتے بھی نہ تھے۔

(تاریخ دمشق: ج13 ص9)

رب تعالیٰ کے ہاں معزز:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کو نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں باہم مباحثہ ہونے لگا کہ رب تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز مخلوق کون سی ہے؟ ان میں سے بعض نے کہا: ''حضرت آدم علیہ السلام معزز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دست اقدس سے تخلیق کیا۔ مسجود ملائکہ بنایا'' دوسروں نے کہا نہیں بلکہ ملائکہ زیادہ معزز ہیں۔ جو رب تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔'' انہوں نے یہ گفتگو حضرت آدم علیہ السلام سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا:

''لَمَّا نَفَخَ فِیَّ الرُّوحَ لَم تَبلُغ قَدمِی فَاستَوَیتُ جَالِساً فَبَرقَ العَرش فَنَظَرتُ فِیهِ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ فَذَاکَ اَکرَمُ الخَلقِ عَلَی اللهِ عَزَّوَجَلَّ''

جب رب تعالیٰ نے مجھ میں روح پھونکی۔ ابھی روح قدموں تک نہ پہنچی تھی کہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

میرے سامنے عرش جگمگا اٹھا۔ میں نے دیکھا وہاں لکھا ہوا تھا۔ ''مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ'' وہی رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔

(سبل الھدیٰ والرشاد۔ ج1، ص86)

مچھلی پر نعرہ توحید و رسالت:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے ایک شیخ سے نقل کیا ہے کہ

''میں ہندوستان کے ایک شہر میں گیا۔میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جو ایسا پھل دیتا تھا جو بادام کے مشابہ تھا۔اسکے دو چھلکے تھے۔جب اسے توڑا جاتا اسکے اندر سبز چھلکا نکلتا جس پر سرخ رنگت میں عمدہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' لکھا ہوا تھا۔وہاں کے لوگ اس سے برکت حاصل کرتے تھے۔جب رحمت کی بارش رک جاتی تو وہ اس کے وسیلہ سے بارش کے لیے دعائیں مانگتے تھے۔میں نے یہ واقعہ ابو یعقوب الصیاد کو بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ''یہ کتنا عظیم واقعہ ہے۔میں الابلہ کے دریا میں مچھلیاں پکڑتا تھا۔میں نے ایک مچھلی پکڑی اسکی دائیں طرف ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' اور بائیں طرف ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ'' لکھا ہوا تھا۔جب میں نے اسے یوں دیکھا تو احترام کرتے ہوئے میں نے اسے دریا میں پھینک دیا۔

مزید نقل کرتے ہیں کہ عبد الرحمن بن ہارون المغربی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا'' میں مغرب کے سمندر پر عازم سفر ہوا۔جب میں السوطون کے مقام پر پہنچا میرے ساتھ ایک صقلی غلام تھا۔اسکے پاس ایک کانٹا تھا اس نے سمندر میں پھینک دیا۔جس سے اس نے بالشت برابر مچھلی پکڑی ہم نے اس کے ایک کان پر دیکھا وہاں ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' لکھا ہوا تھا۔اسکی گدی اور دوسرے کان پر ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ'' لکھا ہوا تھا۔

''وَكَانَ اَبْيَنَ مِنْ نَقْشٍ عَلٰى حَجَرٍ ،وَكَانَتِ السَّمَكَةُ بَيْضَاءَ وَالْكِتَابَةُ سَوْدَاءَ كَاَنَّهَا بِحِبْرٍ فَقَذَفْنَا فِى الْبَحْرِ''

یہ لکھائی پتھر پر نقش سے زیادہ واضح تھی۔وہ مچھلی سفید تھی۔کالے رنگ میں لکھا

ہوا تھا گویا کہ وہ سیاہی کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ ہم نے وہ مچھلی سمندر میں پھینک دی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج1 ص88)

پتھر پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم :۔

امام محمد بن یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ "ہاں! امیر المومنین میں نے پڑھا ہے کہ حضرت خلیل اللہ نے ایک پتھر پایا اس پر چار سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ پہلی سطر میں: "اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ" دوسری "اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَنَا مُحَمَّدٌ رَسُوۡلِیۡ طُوۡبٰی لِمَنۡ اٰمَنَ بِہٖ وَ اتَّبَعَہٗ" تیسری میں "اِنِّیۡ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا مَنِ اعۡتَصَمَ بِیۡ نَجَا" چوتھی سطر میں اِنِّیۡ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا الۡحَرَمُ لِیۡ وَ الۡکَعۡبَۃُ بَیۡتِیۡ مَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیۡ اَمِنَ مِنۡ عَذَابِیۡ لکھا ہوا تھا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج1 ص19)

پہلی سطر میں لکھا تھا کہ "میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو"۔ دوسری سطر میں تھا کہ "بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے رسول ہیں خوشخبری ہو اسے جو ایمان لایا اور آپ ﷺ کی پیروی کی"۔ تیسری سطر میں تھا کہ "میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جس نے مجھے مضبوطی سے تھاما وہ نجات پا گیا"۔ چوتھی سطر میں تھا کہ "میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں حرم میرا ہے اور کعبہ میرا گھر ہے تو جو میرے گھر میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا۔"

مزید نقل کیا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا

''میں نے گھر میں ایک پتھر پایا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ایک شخص کو بلایا گیا اس نے اسے پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا ''اَلْمُنْتَخَب'' ''اَلْمُتَوَکِّل'' ''اَلْمُنِیْب'' ''اَلْمُخْتَار'' ''میرا بندہ ہے وہ مکہ میں پیدا ہوگا مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کریگا۔ان کا وصال نہ ہوگا حتیٰ کہ وہ ٹیڑھے راستہ کو سیدھا کر دیگا۔وہ گواہی دیگا کہ رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ان کی امت تعریف کرنے والی ہوگی۔وہ ہر ٹیلے پر رب تعالیٰ کی تعریف کرے گی وہ اپنے وسط میں تہبند باندھے گی اور اپنی اطراف کو پاکیزہ رکھے گی۔

(سبل الھدی والرشاد۔ج1ص88.89)

تعظیم اسم محمد ﷺ کی برکت:۔

حافظ الکبیر امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔جس نے دوسوسال تک خدا کی نافرمانی کی۔پھر وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اسے کوڑا گھر (گندگی ڈالنے کی جگہ) پر ڈال دیا۔اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ:''أَنِ اخْرُجْ فَصَلِّ عَلَیْهِ'' آؤ وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب عزوجل!بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دوسوسال تک تیری نافرمانی کی ہے۔حق تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی:

ھٰکَذَا کَانَ إِلَّا أَنَّهُ کَانَ کُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَنَظَرَ إِلَی اسْمِ مُحَمَّدٍ

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبَّلَہٗ وَوَضَعَہٗ عَلٰی عَیْنَیْہِ، وَصَلّٰی عَلَیْہِ، فَشَکَرْتُ

ذَالِکَ لَہٗ، وَغَفَرْتُ ذُنُوْبَہٗ، وَزَوَّجْتُہٗ سَبْعِیْنَ حَوْرَاءَ

واقعتاً ایسا ہی شخص تھا لیکن وہ جب بھی تورات کو تلاوت کے لئے کھولتا تو اسم گرامی ''احمد مجتبیٰ ﷺ'' پر اسکی نظر پڑتی تو اسے چومتا. آنکھوں سے لگاتا اور درود بھیجتا تھا۔ میں نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ اس کے گناہوں کو بخش دیا اور ستر حوروں سے اس مشہور نافرمان کا نکاح کر دیا۔

(حلیۃ الاولیاء، ج 4، ص 42)

وسیلہ مصطفی ﷺ

آپ ﷺ کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ:۔

امام محمد بن عبد اللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفی 405ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جب اجتہادی خطا سرزد ہوگئی تو انہوں نے التجا کی: ''یَا رَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ ﷺ لَمَا غَفَرْتَ لِیْ'' اے رب! بحق محمد ﷺ مجھے بخش دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا'' تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا ہے:

''اِنَّکَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِیَدِکَ وَنَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُوْحِکَ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَرَاَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ فَعَلِمْتُ اِنَّکَ لَمْ تُضِفْ اِلٰی اسْمِکَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْکَ''

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: جب تو نے میرے پتلے کو اپنے دست

قدرت سے بنایا اور جان آفرینی کی ، میں نے سر اٹھایا تو دیکھا عرش کے ستون پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " لکھا ہوا ہے ۔تو میں نے جان لیا کہ جس ذات اقدس کا نام تیرے نامی اسم گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناوہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ ومحترم ہوگا۔

رب عظیم نے فرمایا: "قَالَ صَدَقْتَ یَا آدَمُ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ"

(المستدرک للحاکم : ج 2،ص 679)

اے آدم! تم نے ٹھیک سمجھا۔اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔

رحمت عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے سرکار سیدنا آدم علیہ السلام کی لغزش اللہ کریم نے معاف فرمائی ،اسی روایت کو محدثین کی ایک جماعت نے اپنی کتب میں درج فرمایا ہے۔

سب کی بخشش :۔

امام احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ نقل کرتے ہیں کہ ایک روایت میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو فرمایا اے آدم علیہ السلام مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم " لَوْ تَشَفَّعْتَ اِلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ فِیْ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَشَفَّعْنَاکَ "اگر تم جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے وسیلہ سے تمام آسمان اور زمین والوں کی شفاعت کی التجا کرتے تو بھی تمہاری شفاعت کو قبول کرلیا جاتا۔

(المواھب اللدنیہ : ج 1 ص 43)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے فتح:۔

امام محمد بن عبد اللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفی 405ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا، خیبر کے یہودی بنی غطفان سے دشمنی رکھتے تھے اور اہل خیبر جاتے شکست کھا جاتے تھے تو وہ اس موقع پر ان الفاظ میں دعا کرتے:

"اَللّٰھُمَ اِنَّا نَسْأَلُکَ بِحَقِ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْأُمِیِّ الَّذِی وَعَدْتَنَا تُخْرِجُہُ لَنَا فِی آخِرِ الزَّمَانِ أَلَّا نَصَرْتَنَا عَلَیْھِمْ"

(المستدرک الحاکم: ج،2،ص،289)

اے ہمارے خدا! ہم تجھ سے اس نبی موعود کے وسیلہ سے التجا کرتے ہیں کہ جس کا نام احمد ہے اور زمانہ آخر میں ہماری رہنمائی کے لئے جس کے ظاہر فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے ہماری مدد کر۔ اس کے بعد جب مقابلہ ہوتا تو یہودی آتے اور بنی غطفان شکست کھا جاتے، لیکن جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہی یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفر کیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "وَ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ" اور اس سے پہلے وہ نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ "اے خدا! ہمارے لئے اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما، جو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے قحط کا ختم ہونا:۔

عظیم مؤرخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 230ھ

نے روایت کیا کہ مخرمہ بن نوفل الزہری کہتے تھے میں نے اپنی ماں سے سنا جن کا نام رقیقہ بنت ابی صفیی بن ہاشم بن عبد مناف ہے جو کہ عبد المطلب ہم عمر ہیں (ہم عمر، اکٹھے پرورش پانے والے) رقیقہ مذکورہ وہ بیان کرتی ہیں۔

قریش پر ایک مرتبہ ایسی خشک سالیاں گزریں جو مال سب (اپنے ساتھ) لے گئیں اور جان پر آبنی میں نے انہی دنوں ایک شخص کو خواب میں کہتے سنا:

"یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِنَّ ھٰذَا النَّبِیَّ الْمَبْعُوْثَ مِنْکُمْ وَھٰذَا اِبَانُ خُرُوْجِہٖ وَبِہٖ یَاْتِیْکُمُ الْحَیَاءُ وَالْخَصْبُ ، فَانْظُرُوْا رَجُلًا مِنْ اَوْسَطِکُمْ نَسَبًا طِوَالًا عِظَامًا اَبْیَضَ، مَقْرُوْنَ الْحَاجِبَیْنِ، اَھْدَبَ الْاَشْفَارِ، جَعْدًا سَھْلَ الْخَدَّیْنِ، رَقِیْقَ الْعِرْنَیْنِ، فَلْیَخْرُجْ ھُوَ وَجَمِیْعُ وَلَدِہٖ وَلْیَخْرُجْ مِنْکُمْ مِنْ کُلِّ بَطْنٍ رَجُلٍ، فَتَطَھَّرُوْا وَتَطَیَّبُوْا، ثُمَّ اسْتَلِمُوا الرُّکْنَ ثُمَّ ارْقُوْا رَاْسَ اَبِیْ قُبَیْسٍ، ثُمَّ یَتَقَدَّمُ ھٰذَا الرَّجُلَ فَیَسْتَسْقِیْ وَتُؤْمِنُوْنَ فَاِنَّکُمْ سَتُسْقَوْنَ"

رقیقہ کو جو خواب میں بشارت ہوئی اس کا مفہوم یہ تھا:۔

یہ پیغمبر جو مبعوث ہونے والا ہے۔تم ہی لوگوں سے ہوگا۔اس کے طفیل تمہیں فراخی وکشادگی نصیب ہوگی، دیکھو ایسا شخص تلاش کرو جو تم سب میں اوسط النسب یعنی نہایت شریف خاندان کا ہو، بلند و بالا ہو بڑا ہو، بھاری بھر کم ہو۔سفید رنگ گوار چٹا ہوں ،اس کی بھویں ہوں، پلکیں دراز ہوں، گھونگریالے بال، رخسار بہت بھرے ہوئے، ناک پتلی ہو (یا ناک کا بانسا پتلا ہو)، وہ نکلے اور اس کی اولاد نکلی اور تم سے ہر ایک گھرانے کا ایک شخص نکلے سب کے سب طہارت کرو، خوشبو لگاؤ، رکن کو بوسہ دو، حرم کو بوسہ

دو، جبل ابی قبیس کی چوٹی پر چڑھ جاؤ، وہ شخص آگے بڑھے استسقاء کے لئے دعا کرے اور تم سب آمین کہو، ایسا کرو گے، تو سیراب کیے جاؤ گے (یعنی دعا قبول ہوگی اور بارش نازل ہوگی)

رقیقہ نے اس خواب کا واقعہ لوگوں سے بیان کیا سب نے دیکھا تو یہ صفت اور یہ حلیہ جو خواب میں بتایا گیا تھا اس کے حامل صرف عبدالمطلب ہی تھے۔

سب لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے ہر گھرانے سے ایک ایک شخص نکلا، جو حکم ملا تھا بجا لائے پھر جبل ابی قبیس پر چڑھ گئے۔ ساتھ میں رسول ﷺ بھی تھے جو کہ اس وقت (ظاہری عمر کے اعتبار سے) لڑکے ہی تھے۔ عبدالمطلب سے آگے بڑھے اور دعا کی:

"اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلاءِ عَبِیۡدُکَ وَبَنُوۡ عَبِیۡدِکَ وَاَمَاءُکَ وَبَنَاتُ اَمَائِکَ وَقَدۡ نَزَلَ بِنَامَاتَرٰی وَتَتَابَعَتۡ عَلَیۡنَا ھٰذِہِ السِّنُوۡنَ فَذَھَبَتۡ بِالظِّلۡفِ وَالۡخُفِّ وَاَشۡفَتۡ عَلَی الۡاَنۡفُسِ فَاذۡھَبۡ عَنَّا الۡجَدۡبَ وَائۡتِنَا بِالۡحَیَا وَالۡخِصۡبِ"

یا اللہ یہ تیرے بندے ہیں یہ تیرے بندہ زادے ہیں یہ تیری لونڈیاں ہیں۔ یہ تیری کنیز زادیاں ہیں، تو دیکھ رہا ہے کہ ہم پر کیا مصیبت نازل ہوئی ہے، یہ خشک سالیاں ایسی پڑیں ہے کہ اُن تمام جانوروں کو ہلاک کر ڈالا جو پنجے اور سُم رکھتے ہیں اور اب تو ہماری جانوں پہ آبنی ہے،

یا اللہ! ہم سے اس قحط کو دور کر ابر رحمت برسا اور فراخی عطا فرما۔

لوگ ابھی واپس بھی نہ چلے تھے کہ اتنی بارش ہوئی وادیاں جاری ہو گئیں، نالے بہنے لگے، سیلاب آگیا۔ رسول ﷺ کے طفیل میں ان سب کو سیرابی ہوئی۔ اسی کے بارے میں رقیقہ بنت ابوصفي بن ہاشم بن عبد مناف کہتی ہیں:

بِشَیْبَۃِ الْحَمْدِ اَسْقَی اللّٰہُ بَلْدَ تَنَا
وَقَدْ فَقَدْنَا الْحَیَاءَ وَاَجْلَوْذَ الْمَطَر

"حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے طفیل میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر کو سیراب کیا، حالانکہ کیفیت یہ تھی ابر باراں کو ہم کھو چکے تھے۔ اور بارش بسرعت روانہ ہو چکی تھی۔

فَجَادَ بِالْمَاءِ جَوْنِی لَہٗ سُبُلٌ
دَانٍ فَعَاشَتْ بِہٖ الْاَنْعَامُ وَالشَّجَرُ

"آخر ایسے ابر تاریک نے پانی برسائی جو بارش سے لبریز تھا اور اس بارش کے باعث حیوانات و نباتات کو نئی زندگیاں میسر آئیں۔

مِنَّا مَنَّ اللّٰہُ بِالْمَیْمُوْنِ طَائِرُہٗ
وَخَیْرُ مَنْ بَشَّرَتْ یَوْمًا بِہٖ مُضَرُ

"یہ اللہ تعالیٰ کا احسان تھا اور اس بابرکت اور نیک طالع کے باعث یہ احسان ظہور پذیر ہوا۔ جو ان سب لوگوں سے بہتر ہے۔ جن کی کبھی قوم مضر کو بشارت ہوئی تھی"

مُبَارَکُ الْاَمْرِ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِہٖ
مَافِی الْاَنَامِ لَہٗ عَدْلٌ وَّخَطَرُ

"وہ کہ خود مبارک ہے اسکے امور مبارک ہیں۔ اس کی بدولت باران رحمت

نازل ہوتی ہے، وہ بے نظیر ہے۔ اور خلائق میں کوئی اس کا عدیل و مشکل نہیں''
(طبقات الکبریٰ: ج،1،ص،89)

حضرت عبداللہ کا ذبح سے محفوظ رہنا:۔

عظیم مؤرخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 230ھ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زمزم کھودنے میں عبدالمطلب نے جب اپنے مددگاروں کی قلت دیکھی تو تنہا اور صرف اپنے بیٹے حارث جو کہ خلف اکبر تھے شریک حال فرما کر کنواں کھودنا شروع کر دیا۔ منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے دس بیٹے دیے حتی کہ ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لوں، تو ایک بیٹا قربانی کے طور پر ذبح کروں گا۔

جب دس کی تعداد پوری ہوئی تو باپ نے بیٹوں کو جمع کیا اس منت کی اطلاع دی اور چاہا کہ اس نذر کو اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کریں ان بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

1۔ الحارث بن عبدالمطلب 2۔ الزبیر بن عبدالمطلب 3۔ ابو طالب بن عبدالمطلب
4۔ عبداللہ بن عبدالمطلب 5۔ حمزہ بن عبدالمطلب
6۔ ابولہب بن عبدالمطلب 7۔ الغیداق بن عبدالمطلب 8۔ المقوم بن عبدالمطلب
9۔ ضرار بن عبدالمطلب 10۔ العباس بن عبدالمطلب

ان میں سے کسی نے بھی اختلاف نہ کیا سب نے وفائے نذر کی اور ان کے حسب خواہش عمل کرنے کا مشورہ دیا۔ عبدالمطلب نے کہا اچھا تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے نام لکھ کر ڈال دے۔

اس پر عمل ہو چکا تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا خانہ کعبہ کے اندر آکے سادن (پجا) سے کہا ان اسماء کو لے کر نام نکال سادن نے نام نکالا تو سب سے پہلے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام نکلا جن سے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو خاص محبت تھی۔ ذبح کرنے کیلئے چھری ہاتھ میں پکڑے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قربان گاہ کی طرف چلے۔ لڑکیاں (یعنی عبداللہ کی بہنیں) بھی وہیں کھڑی تھیں رونے لگیں۔ اور ایک نے کہا اس قربانی بدل کی تدبیر کرو اور وہ یہ ہے کہ مکہ میں جو تیری ساٹھ اونٹنیاں ہیں ان پر سے قرعہ ڈال میں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سادن سے کہا: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور دس اونٹنیوں پر قرعہ ڈال۔ سادن نے نام نکالا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام نکلا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ دس اونٹ بڑھاتے رہے۔ حتیٰ کہ سو(100) اونٹوں کی تعداد پوری ہوگئی اور اب قرعہ ڈالا تو قربانی کے لئے اونٹوں کے نام نکل آیا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں اپنے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لے گئیں۔ اور اونٹوں کو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے صفا اور مروہ کے درمیان ذبح کیا۔

عظیم مؤرخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 230ھ نے مزید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جب ان اونٹوں کی قربانی کی تو ہر عام و خاص کے لئے ان کو چھوڑ دیا (یعنی جو چاہے گوشت کھائے کسی قسم کی روک تھام نہ رکھی)۔ انسان درندہ یا پرندہ کوئی بھی ہو کسی کیلئے ممانعت نہ تھی۔ البتہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نہ خود کھایا نہ ان کی اولاد

میں سے کسی نے کوئی فائدہ اُٹھایا۔

عظیم مؤرخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی متوفی 230ھ نے مزید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان دنوں دیت (خون بہا) دس اونٹ مقرر تھی (یعنی یہ دستور تھا کہ ایک جان کے بدلے دس اونٹ دیے جائیں) عبدالمطلب پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے ایک جان کا بدلہ سو اونٹ قرار دیا۔ جس کے بعد قریش اور عرب میں بھی یہ دستور ہو گیا اور رسول ﷺ نے بھی اسی کو بحال رکھا۔

(طبقات الکبریٰ: ج،1ص،70)

کتب سابقہ میں ذکر مصطفی ﷺ

اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

"اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ"

(الاعراف 7:،157)

وہ لوگ جو اتباع کریں گے اس رسول امی لقب کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تورات وانجیل میں۔

دوسرے مقام پر اس بارے میں ارشاد ہے۔

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ

اَخرَجَ شَطئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاستَغلَظَ فَاستَوٰی عَلٰی سُوقِہٖ یُعجِبُ الزُرَّاعَ۔"

(الفتح 29:48)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے ہیں اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدے کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 256ھ عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے ملا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی کوئی خاص بات بتائیے تو انہوں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم آپ ﷺ تورات میں بیان کردہ اوصاف سے متصف ہیں اور آپ ﷺ کی بہت ساری صفات قرآن میں ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ کو شاہد، مبشر، نذیر اور امیوں کا رسول بنایا۔ آپ ﷺ میرے بندے اور رسول ہیں میں نے آپ ﷺ کا نام المتوکل رکھا۔ نہ آپ ﷺ بد خلق ہیں اور نہ سخت مزاج اور نہ سخت لہجے والے۔ نہ آپ ﷺ بازار میں زور سے بولنے والے ہیں۔ اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں، بلکہ عفو و درگزر آپ ﷺ کی خصلت ہے۔

وَلَن یَقبِضَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی حَتّٰی یُقِیمَ بِہِ المِلَّۃَ العَوجَاءَ بِاَن یَقُولُوا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیَفتَحُوا بِھَا اَعیُنًا عُمیًا وَ آذَانًا صُمًّا وَ قُلُوبًا غُلفًا۔

اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک اس وقت تک قبض نہ فرمائے گا جب تک کہ کج روسیدھے نہ ہوجائیں اوروہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" نہ کہہ لیں۔اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔

(الادب المفرد: ج1ص71رقم الحدیث،246)

کتب سماویہ میں اوصاف مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۔

امام ابوالعباس احمد علی المقریزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 845ھ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری علامات واوصاف کے بارے میں (کتب سماویہ) میں بیان ہوا ہے کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توکل ہیں ان کی جائے ولادت مکہ اوران کا مقام ہجرت مدینہ ہے نہ وہ بدخلق اورسخت مزاج ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینے والے ہیں، ان کی امت بہت حمد کرنے والی ہے اوروہ نصف کمر تک تہبند باندھنے والے ہیں وہ اپنے اعضاء جسمانی پر وضو کریں گے اور ان کے سینوں میں کتاب الٰہی ہوگی، وہ نمازوں کے لیے اس طرح صفیں باندھیں گے جس طرح میدان جنگ میں صفیں باندھی جاتی ہیں اوران کی قربانیاں ایسی ہوں گی جس سے میرا قرب حاصل ہوگا۔راتوں میں عبادت کریں گے اور دنوں میں وہ شیر دل (اللہ کے دین کے سپاہی) جنگ کریں گے۔

(امتاع الاسماع: ج3ص343)

حضرت عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام:۔

امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571ھ نے حضرت

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ کی خبر سنی تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"اَنتَ ابنُ سَلَامٍ عَالِمُ اَھلِ یَثرِب؟" اے ابن سلام! تم اہل مدینہ کے عالم ہو؟۔

انہوں نے عرض کیا: ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" بِاللہِ الَّذِیْ اَنزَلَ التَّورَاۃَ عَلٰی مُوسٰی بِطُورِ سِینَا ھَل تَجِدُ صِفَتِی فِی کِتَابِ اللہِ"

میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے تورات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔کیا تم میری صفات کو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پاتے ہو؟

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اپنے رب تعالیٰ کا نسب بیان کیجئے؟ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ارتعاش کی کیفیت طاری ہو گئی۔عین اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر وحی سنائی:

قُلْ ھُوَ اللہُ أَحَدٌ (1) اللہُ الصَّمَدُ (2) لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ (3) وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا أَحَدٌ (4)

(الاخلاص 112: 1-4)

"اے محبوب فرما دیجیے! اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے نہ اسکی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ ہی اس کے جوڑ کا کوئی ہے۔"

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ "دل نشین و دل کشا" کلام سن کر عرض کی: میں

گواہی دیتا ہوں کہ یقینا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا اور بلا شبہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب (تورات) میں یہ پڑھا ہے کہ" اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! بے شک، ہم نے آپ کو شاہد، مبشر، اورنذیر بنا کر بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام متوکل لکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ سخت مزاج ، دُرشت خو اور بد گو ہیں اور نہ بازاروں میں چیخنے چلانے والے ہیں اور نہ آپ بدی کا بدلہ بدی سے لیں گے بلکہ عفوو درگزر سے کام لیں گے اور اللہ عزوجل اس وقت تک آپ کی روح قبض نہ فرمائے گا۔ جب تک "کج رو" لوگ سیدھی راہ پر نہ آجائیں اور وہ اخلاص کے ساتھ نہ کہنے لگیں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا۔ اس کے بعد بہ طریق زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف تورات میں اس طرح ہے"

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا۔"

(تاریخ دمشق: ج3،ص 387)

دونشانیاں:۔

امام امیر علاؤ الدین الفارسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 354ھ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی اللہ تعالیٰ نے جب زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر نظر ڈالی تو علامات نبوت میں سے کوئی علامت باقی نہ رہی جس کو میں نے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے انور میں نہ دیکھ لیا ہو۔صرف دو باتیں ایسی رہیں، جن کو میں چہرہ انور سے نہ پہچان سکا۔ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جہل پر غالب ہوگا۔

دوسرے یہ کہ دوسروں کے جہل کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شدت کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلم ہی زیادہ ہوگا۔

چنانچہ اس کی پہچان کے لیے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نرمی کا برتاؤ اختیار کرکے ایک معاملہ کیا۔تاکہ میں بعد میں طے شدہ معاملہ کے خلاف کرکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلم اور جہل کو پہچان سکوں۔لہذا میں نے ایک خاص مدت مقرر کرکے ایک متعین مقدار کھجور خریدنے کا معاملہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیمت دی۔پھر اس مدت مقررہ سے دو یا تین دن پہلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص اور چادر کے ایک گوشہ کو پکڑ کر غضبناک جذباتی انداز میں کہا:

"أَلَا تَقْضِينِي يَا مُحَمَّدُ حَقِّي؟ فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُكُمْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِمَطْلٍ، وَلَقَدْ كَانَ لِي بِمُخَالَطَتِكُمْ عِلْمٌ"

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! تم میرا حق ادا نہ کرو گے؟ اللہ کی قسم تم سب آل مطلب وعدہ خلافی کرنے والے لوگ ہو اور بے شک تمہارے اس معاملہ میں لاپرواہی کو میں خوب جانتا ہوں۔

میری یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے دشمن خدا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی بات کہتا ہے اور پھر میں موجود سن رہا ہوں خدا کی قسم" مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس درجہ احترام نہ ہوتا تو میں اپنی تلوار سے اب تک تیرا سر اڑا چکا ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر معمولی سکون اور وقار کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے۔ اس کے بعد فرمایا:

"إِنَّا كُنَّا أَحْوَجَ إِلَى غَيْرِ هٰذَا مِنْكَ يَا عُمَرُ"

اے عمر رضی اللہ عنہ! میں اور یہ (میری جانب اشارہ کرتے ہوئے) تمہاری اس سخت بات کے علاوہ کسی اور ہی چیز کے متمنی تھے۔

اے عمر رضی اللہ عنہ تم مجھے اس کا حق ادا کرنے کو کہتے ہو اور ان کو مہذب طریقہ سے مطالبہ کرنے کی تلقین کرتے۔ جاؤ اے عمر رضی اللہ عنہ! انہیں لے جاؤ ان کا مطالبہ پورا کرنے کے بعد مزید بیس صاع کھجوریں ان کی خوش دلی حاصل کرنے کے لیے اسے دینا کیونکہ تم نے ان کو تکلیف دی۔

امید ہے کہ یہ بد دل نہ ہوں گے انہوں نے جب حکم کی تعمیل فرمائی تو میں نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! نبوت کی تمام علامتیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پر نور چہرے میں دیکھ لی تھیں۔ صرف دو علامتیں ایسی تھیں، جن کو میں جاننا چاہتا تھا۔ ایک یہ کہ ان کا حلم ان کے غصہ پر غالب رہے گا۔ دوسری یہ کہ جاہلوں کی ان کے ساتھ جس درجے کی شدت ہوگی اسی قدر ان کا حلم ان کے ساتھ بڑھے گا تو میں نے یہ دونوں نشانیاں پہچان لی ہیں۔ لہٰذا اب میں اقرار کرتا ہوں کہ:

"فَأُشْهِدُكَ يَا عُمَرُ أَنِّي قَدْ رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا"

میں آپ کو گواہ بناتا ہوں اے عمر کہ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اسلام کے

دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا۔

(صحیح ابن حبان: ج.1،ص 521، رقم الحدیث 288)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:۔

ابوالفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے نقل کیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرا باپ تمام لوگوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ کتاب کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ علم کو مجھ سے چھپاتا بھی نہیں تھا اس نے مجھے اپنی موت کے وقت بلایا اور کہا: اے بیٹے! تم جانتے ہو میں نے اپنا علم تم سے پوشیدہ نہیں رکھا سوائے دو ورقوں کے۔ ان اوراق میں ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے جن کی بعثت کا زمانہ بہت قریب ہے لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ تمہیں اس کی اطلاع کر دوں اس لیے کہ مجھے خطرہ ہے کہ بعض نبوت کے جھوٹے مدعی ظاہر ہوں گے اور تم ان کی اطاعت کرنے لگو۔ لہذا میں نے ان دو ورقوں کو تمہارے سامنے کے روشن دان میں رکھ دیا ہے اور ان پر مہر لگادی ہے تم ان اوراق کو ابھی نہ دیکھنا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بھلائی کا ارادہ فرمائے اور وہ نبی مذکور آجائے تو تم اس کی پیروی کرنا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ اور ہم نے ان کو دفن کر دیا اس کے بعد میرے لیے اس سے بڑھ کر کوئی شئے محبوب نہیں تھی کہ میں ان اوراق کو دیکھوں بالآخر میں نے اس روشن دان کو کھولا اور ان ورقوں کو نکالا ان میں لکھا تھا:

"مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ

وَمُهَاجِرُهُ بِطَيْبَةَ لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيظٌ وَلَا صَخَابٌ فِي الْأَسْوَاقِ وَيَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ وَيَعْفُوْ وَيَصْفَحُ"

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ" ہیں۔ انکی جائے ولادت مکہ اور ان کا مقام ہجرت مدینہ ہے۔ وہ نہ ہی بد خلق ہیں، نہ وہ سخت مزاج، نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے وہ عفوو درگزر سے کام لیں گے۔

ان کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہوگی، وہ لوگ ایسے ہوں گے کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے ان کی زبانیں حمد وثنا میں سرگرم ہوں گی وہ دشمنان دین کے مقابلے میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کریں گے۔ وہ اپنی شرم گاہوں کو دھوئیں گے اور وہ نصف کمر تک تہبند باندھیں گے۔ خدا تعالیٰ کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی۔ اور وہ باہم اتنے رحیم وکریم ہوں گے جس طرح ماں جائے بھائی باہم رفیق وشفیق ہوتے ہیں اور وہ لوگ قیامت کے دن تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا اس کے بعد جب تک خدا نے چاہا میں ٹھہرا رہا۔ پھر جب مجھے اطلاع ملی کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں مبعوث ہوئے ہیں تو میں انتظار کرنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر یقین کرنے کے لیے ثبوت مل جائے۔ اس کے بعد مجھے خبر ملی کہ آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں اور ان کا لشکر ہمارے علاقے کی طرف آرہا ہے۔ میں نے دل میں کہا: میں ان

کے دین کو اس وقت تک قبول نہیں کروں گا جب تک کہ میں ان کے اقوال و اعمال نہ دیکھ لوں ۔ بالآخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ عامل ہماری طرف آئے اور میں نے ان کے اندر وفائے عہد اور وہ جملہ علامات دیکھیں تو جان لیا کہ یہ وہی امت اور وہی لوگ ہیں جن کا میں انتظار کر رہا تھا اللہ تعالیٰ گواہ ہے میں ایک رات اپنے گھر کی چھت پر تھا۔ میں نے دیکھا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کلام الٰہی کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا۔

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا۔"

(النساء4:47)

اے کتاب والو! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا، تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتا ہے قبل اس کے کہ ہم بگاڑیں کچھ مونہوں کو"

جب میں نے اس آیت کو سنا تو میں ڈر گیا کہیں ایسا نہ ہو کہ صبح ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ میرے منہ کو میری گدھی کی طرح بنا دے ۔ اس وقت بس میری ایک یہی خواہش تھی کہ کسی صورت سورج طلوع ہو جائے اور کاش ابھی صبح ہو جائے تا کہ میں کلمہ پڑھ سکوں۔

پھر جب صبح ہوئی تو میں مسلمانوں کے پاس گیا اور میں مسلمان ہوا۔

(خصائص الکبریٰ: ج1 ص25)

امام احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ نے ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: "آپ تورات میں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کس طرح پاتے ہیں؟" تو انہوں نے جواب دیا "ہم

نے تورات میں حضور اکرم ﷺ کی یہ صفات پائی ہیں کہ:

"مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ اِسمُهُ الْمُتَوَكِّلُ لَيسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَابٍ فِي الْاَسوَاقِ وَأُعطِيَ الْمَفَاتِيحَ لِيَبْصُرَ اللهُ بِهِ أَعْيُنًا عُورًا وَيَسْمَعُ بِهِ آذَانًا صُمًّا وَيُقِيمَ بِهِ السَّنَةَ مَعْوَجَّةً حَتّٰى يَشْهَدُوا اَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ يُعِينُ الْمَظْلُومَ وَيَمْنَعُهُ مِنْ اَنْ يُسْتَضْعَفَ"

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کا نام متوکل ہے، وہ نہ بدخلق نہ سخت مزاج اور نہ سوقیانہ و بازاری فقرے اور آواز کستے ہیں اور انہیں (خزانوں) کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بینائی دے اور بہروں کے کانوں کو شنوائی بخشے اور ٹیڑھی زبانیں حضور ﷺ کے ذریعے سیدھی ہوں گی "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ" کی گواہی دیں گے وہ مظلوم کی دستگیری فرمائیں گے اور کمزوروں کو طاقت والوں سے بچالیں گے۔

(مواہب اللدنیہ: ج 2، ص 43)

انجیل میں اوصاف مصطفی ﷺ:۔

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے نقل کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف انجیل میں اس طرح ہیں کہ:

"لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيظٌ وَلَا صَخَابٌ فِي الْاَسوَاقِ وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ"

وہ نہ بدخلق ہیں، نہ سخت مزاج، نہ سوقیانہ (بازاری) انداز سے شوروغل کرنے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہوں گے بلکہ عفوودرگزر سے کام لیں گے۔

(خصائص الکبریٰ: ج1ص20)

حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی:۔

ابوالفضل امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے نقل کیا کہ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی "اے داؤد علیہ السلام! تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد، محمد ﷺ ہوگا اور وہ صادق ہے۔ نہ اس پر کبھی میرا غضب ہوگا اور نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا میں اس کے سبب سے اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کروں گا۔ اس کی امت مرحومہ ہے، میری بخشش ان پر بہت ہوگی ان میں سے بعض پر بعض کی بخششیں انبیاء علیہم السلام کی مانند ہوں گی۔ میں ان پر ایسے فرائض لازم کروں گا جو انبیاء کرام علیہم السلام پر کیے ہیں۔ وہ امت قیامت کے دن اس شان سے آئے گی کہ ان کا نور انبیاء علیہم السلام کی مانند ہوگا۔ اور یہ نور اس عائد کردہ فرض کی وجہ سے ہوگا۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہر نماز کے لیے وضو کریں گے۔ اور مثل انبیاء کرام علیہم السلام کے غسل جنابت کریں گے اور انبیاء علیہم السلام کی طرح حج کریں گے اور مثل انبیاء کرام علیہم السلام کے دین حق کی مدافعت کریں گے۔ اور اشاعت جہاد کریں گے۔ اے داؤد علیہ السلام! میں نے محمد ﷺ اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضلیت دی ہے۔ نیز ان کو ایسی چھ خصلتیں دوں گا۔ جو میں نے دیگر کسی امت کو نہیں

دی ہیں اور ان کی خطا اور نسیان پر مواخذہ نہیں کروں گا۔

(خصائص الکبریٰ۔ ج1،ص26)

حضرت اشعیاء علیہ السلام پر وحی:۔

حافظ الکبیر امام ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اشعیاء علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ: ''میں نبی امی کو مبعوث کرنے والا ہوں'' جس کے ذریعے بہرے کان، محجوب دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ اور مقام ہجرت مدینہ اور ملک شام ہے۔ اور یہ میرا بندہ متوکل، مصطفیٰ، مرفوع، حبیب، محبوب اور مختار ہے۔ جو برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا بلکہ عفوو درگزر سے کام لے گا۔ ایمان والوں کے ساتھ رحم دلی کا سلوک کرے گا اور زیادہ بوجھ لدے ہوئے اور بوجھل جانور کو دیکھ کر دردمند ہو جائے گا اور بے سہارا عورت کی گود میں یتیم بچوں کے لیے وہ دل گرفتہ ہوگا۔ وہ بدخلق ہوگا نہ سخت مزاج۔ وہ نہ بازاروں میں شور مچاتا پھرے گا نہ فحش کے ذریعہ زینت کو پسند کرے گا نہ بیہودہ گفتگو کرنے والا ہے نہ بری بات کرنے والا ہے۔ اگر وہ چراغ کے قریب سے گزرے گا تو سکون وقار سے تاکہ چراغ گل نہ کردے۔ اور اگر وہ سخت وطویل میدان میں رواں ہوگا تو اس کی رفتار پروقار اور بے آواز ہوگی۔ وہ مبشر ونذیر ہے میں اس کے اعمال میں توازن اور اخلاق میں حسن وعظمت دوں گا۔ طمانیت اور وقار کو اس کا لباس بناؤں گا، اور نیکی کو اس کا شعار، تقوی کو اس کا ضمیر اور حکمت کو اس کی فراست بناؤں گا۔ اور صدق ووفا اس کی طبیعت ہوگی اور عفوو بخشش اور بھلائی اس کی عادت ہوگی۔ عدل وانصاف اس کی سیرت ہوگی، حق اس کی شریعت ہدایت اس کا

امام اور اسلام اس کی ملت ہوگی۔ اس کا نام گرامی احمد ہے۔ میں اس کے ذریعہ گمراہی سے لوگوں کو نجات دوں گا۔ میں اس کے ذریعہ جاہلوں کو علم عطا کروں گا۔ میں اس کے ذریعہ گمنامی کے بعد سربلندی دوں گا اور ناواقفیت کے بعد میں اس کے ذریعہ لوگوں کو معرفت دوں گا اور قلت کے بعد میں اس کے ذریعہ کثرت دوں گا اور مفلسی کے بعد اس کے ذریعہ خوشحال بناؤں گا اور انتشار و تفریق کے بعد مجتمع کروں گا اور دلوں میں اس کے ذریعہ الفت پیدا کروں گا۔ اور پراگندہ خیالات مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد فکر اور خیر خواہی پیدا کروں گا اور اس کی امت کو خیر امم یعنی بہترین امت بناؤں گا۔ جو لوگوں کی ہدایت کے لیے ظاہر کی گئی ہے وہ امت نیکی کا حکم دے گی اور برائی سے منع کرے گی۔ وہ لوگ میری وحدانیت کا چرچا کریں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے، میرے ساتھ عقیدہ اور محبت میں اخلاص ہوگا اور میرے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول ﷺ جو الہام و ہدایت لائے ہیں وہ ان سب کی تصدیق کریں گے اور وہ لوگ نمازوں کے اوقات کے لئے سورج کے طلوع اور غروب پر نظر رکھیں گے۔ ایسے چہروں اور روحوں کو خوشخبری ہو جو میرے ساتھ مخلص ہوں گے۔ میں ان کو مسجدوں میں، مجلسوں میں اور ان کے کاروباری اداروں میں، ان کی گزرگاہوں میں اور ان کی آرام گاہوں میں تسبیح و تکبیر اور تحمید و توحید کرنے کی توفیق دوں گا۔ وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح فرشتے عرش کے گرد صفیں بناتے ہیں۔ وہ میرے محبوب و محسن کے مددگار ہیں۔ میں ان کے ذریعے اپنے دشمن سے بدلہ لوں گا، وہ میرے لئے قیام و قعود اور رکوع و سجود کے ساتھ نمازیں پڑھیں گے۔ وہ میری رضا و خوشنودی کی خاطر دیار امصار اور جائیدادوں سے دستکش ہوں گے۔ وہ قتل کریں

گے اور شہید بھی ہوں گے۔ ان کی جماعت میں مجاہدوں کی بڑی تعداد ہوگی۔ میں ان کی کتاب کے ذریعہ دوسری کتابوں کو اور ان کی نظام زندگی کے ذریعہ دوسرے باطل نظاموں کو اور ان کے قانون شریعت کے ذریعہ دوسری خلاف عدل سیاہ قوانین کو ختم کردوں گا۔ پس جو کوئی بھی ان کے زمانہ کو پائے گا۔ پھر بھی ان کی کتاب کو نہ مانے اور ان کے دین یعنی نظام حیات اور قانون شریعت کو نہ اپنائے، تو وہ میرا نہیں اور مجھ سے بری ہے، میں نے ان کو تمام امتوں پر افضل بنایا اور نیز ان کو 'امت وسط' اور تمام لوگوں پر گواہ بنایا۔ جب وہ غضبناک ہوتے ہیں میری تکبیر کہتے ہیں اور جب وہ لاچار ہوتے ہیں تو میری کبریائی بیان کرتے ہیں اور جب جھگڑتے ہیں تو میری تسبیح کرتے ہیں۔ وہ اپنے چہروں ہاتھوں اور پاؤں کو وضو سے پاک صاف کرتے ہیں اور نصف کمر تک تہبند باندھتے ہیں اور ہر نشیب و فراز پر تکبیر و تہلیل کرتے ہیں، ان کی قربانیاں خون بہانا ہے اور کتاب اللہ ان کے سینوں میں محفوظ ہے وہ رات کو عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ان کو منادی یعنی اپنی آواز سے فضاء آسمانی میں گونج پیدا کردیتا ہے، جس طرح شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔

"طُوبَی لِمَنْ کَانَ مَعَهُمْ وَعَلَی دِینِهِمْ وَمَنَاهِجِهِمْ وَشَرِیعَتِهِمْ ذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ وَأَنَا ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ"۔

خوشخبری ہو اسے جو ان کے ساتھ ہے اور ان کے دین، ان کے طریقہ اور ان کی شریعت پر ہے۔ یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں دیتا ہوں اور میں ہی وہ فضلیت و عظمت والا ہوں۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم: ج 1 ص 36)

امت محمدیہ ﷺ کے اوصاف:۔

حافظ الکبیر امام ابو نعیم اصبھانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب تورات نازل فرمائی گئی اور انہوں نے اسے پڑھا تو اس میں امت محمدیہ ﷺ کا تذکرہ پایا: انہوں نے عرض کیا: اے رب تعالیٰ! میں اس تورات کی تختیوں میں اس امت کا تذکرہ پاتا ہوں جن کا زمانہ تو آخری ہوگا مگر ان کا دخول جنت میں پہلے ہوگا لہذا ایسے لوگوں کو میری امت بنادے۔

قَالَ تِلْکَ اُمَّۃُ اَحْمَدَ

حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار! میں نے ان تختیوں سے جانا ہے کہ وہ امت فرماں بردار ہوگی اور ان کی دعائیں مستجاب ہوں گی، تو اسے میری امت بنادے۔

قَالَ تِلْکَ اُمَّۃُ اَحْمَدَ

رب عظیم نے فرمایا: وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا۔ اے پروردگار عالم! میں نے ان الواح میں پڑھا ہے کہ وہ ایسی امت ہے کہ جس کے سینوں میں تیری کتاب ہے۔ جس کو وہ پڑھیں گے تو حق کا اظہار ہوگا، تو اس امت کو میری امت بنادے،

قَالَ تِلْکَ اُمَّۃُ اَحْمَدَ

حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد مجتبیٰ ﷺ امت کی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔اے پروردگار کائنات! میں نے ان الواح میں پڑھا ہے کہ وہ ایسی امت ہے کہ وہ امت غنائم سے نفع حاصل کرے گی، تو اس امت کو میری امت بنادے۔

قَالَ تِلْکَ اُمَّۃُ اَحْمَدَ

حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔اے پروردگار کائنات! میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ وہ امت صدقات کے اموال کھائے گی اور پھر اس پر انہیں اجروثواب بھی دیا جائے گا۔تو اس امت کو میری امت بنادے۔

قَالَ تِلْکَ اُمَّۃُ اَحْمَدَ

حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔اے پروردگار کائنات! میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ اس امت کا کوئی شخص اگر نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور وہ کسی بے بسی کی بنا پر اس نیکی کو نہ کرسکے، تب بھی وہ نیکی اس کے حساب میں تحریر کر دی جائے گی اور اگر وہ اس نیکی کو عمل میں لے آئے تو اس کے لیے دس نیکیاں درج کی جائیں گی تو اس امت کو میری امت بنادے۔

قَالَ تِلْکَ اُمَّۃُ اَحْمَدَ

حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔اے پروردگار کائنات !میں نے ان الواح مقدسہ میں دیکھا ہے کہ جب اس امت میں کوئی شخص بدی کرنے کا ارادہ کرے اور پھر خوف خدا سے باز رہے تو کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر ارتکاب کرلے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی تو اس امت کو میری امت بنادے۔

قَالَ تِلْکَ اُمَّۃُ اَحْمَدَ

حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔اے پروردگار کائنات !میں نے ان الواح مقدسہ میں تحریر پایا کہ وہ امت اولین و آخرین کے علم کی وارث ہوگی اور گمراہ پیشواؤں اور مسیح دجال کو ہلاک کردے گی تو اس امت کو میری امت بنادے۔

قَالَ تِلْکَ اُمَّۃُ اَحْمَدَ

حق تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔اے مہربان پروردگار کائنات !پھر تو تو مجھے بھی احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت میں شامل فرمادے۔تو اس کے جواب میں انکو دو خصلتیں عطا فرمادی گئیں اور حق تعالیٰ نے فرمایا:

"یٰمُوْسٰی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلَتِیْ وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَا اٰتَیْتُکَ وَ کُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ۔"

(الاعراف 7:144)

"اے موسیٰ علیہ السلام میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا ہے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے پس لے لیں جو میں نے جو تجھے عطا فرمایا اور شکر کرنے والوں میں سے

ہو جاؤ۔ اس ارشاد پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

قَالَ قَدْ رَضِیتُ یَا رَبِّ

اے میرے رب! میں راضی ہو گیا۔

(دلائل النبوۃ للاصبہانی: ج 1 ص 34)

چسپاں ورق:۔

عظیم مؤرخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 230ھ سہل مولیٰ غثمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل مریس کا نصرانی اور یتیم تھا اور اپنے چچا کی کفالت میں تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے انجیل کو پڑھا مطالعہ کے دوران مجھے ایک ورق چسپاں ملا۔ میں نے اس کو کھولا تو اس میں محمد ﷺ کے اوصاف حمیدہ اس طرح تحریر تھے کہ آپ ﷺ پست قد ہوں گے نہ طویل القامت، رنگ گورا ہوگا۔ دو زلفیں ہوں گی دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، احتباء کی حالت میں اکثر بیٹھیں گے، صدقہ کو قبول نہ کریں گے، دراز گوش اور اونٹ پر سواری کریں گے۔ بکری کا دودھ دوہیں گے۔ پیوند لگا لباس زیب تن فرمائیں گے۔ جو شخص اپنی خصلت میں ایسا ہو وہ ظاہر ہے کہ غرور و تکبر سے پاک ہوگا۔ آپ ﷺ میں یہ تمام اوصاف ہوں گے، اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ہوں گے اور اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا۔

(طبقات الکبریٰ: ج 1 ص 272)

اعتراف کرنے والے کا جنازہ:

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی

911ھ نے نقل کیا کہ ابوصخر عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک عرب کے بدوی نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر اس یہودی کے پاس سے ہوا جو ایک بستر پر تورات رکھے بیمار لڑکے کے آگے پڑھ رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: ”کہ میں تجھ کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی کیا تو اس تورات میں میرا اور میرے مقام ہجرت کا ذکر پاتا ہے؟“ اس یہودی نے اپنے سر کے اشارے سے کہا کہ: ”نہیں“، مگر اس کے بیٹے نے کہا: ”میں اس ذات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی کہ تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ہجرت کا بیان موجود ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔“ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

”اَقِيمُوا الْيَهُودِيَّ عَنْ صَاحِبِكُمْ وَقُبِضَ الْفَتٰى فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“

اس یہودی کو اس کے ساتھی کے پاس سے علیحدہ کر دو۔“ اس کے بعد وہ جوان فوت ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

(خصائص الکبریٰ: ج1ص30)

آزمائش کا انوکھا طریقہ :۔

امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571ھ نے حضرت

علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ ایک یہودی کے کچھ دینار تھے۔ یہودی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقاضا کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''اس وقت تو میرے پاس کچھ موجود نہیں جو میں تم کو ادا کروں۔'' یہ جواب سن کر یہودی نے کہا:

''فَإِنِّي لَا أُفَارِقُکَ یَا مُحَمَّدُ حَتّٰی تُعْطِیَنِي''

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے پاس سے ہرگز نہ ٹلوں گا جب تک کہ میں اپنا مطالبہ نہ لے لوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہارے پاس بیٹھا رہوں گا۔'' اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس بیٹھ گئے۔'' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس یہودی کو دھمکاتے رہے۔ پھر صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ یہودی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں ہی رکھے گا؟'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مَنَعَنِي رَبِّي أَنْ أَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَ لَا غَیْرَہٗ''

مجھ کو میرے رب نے معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا۔

پھر ایک پہر گزرنے کے بعد یہودی مسلمان ہو گیا اور اس نے کہا: ''میرا آدھا مال خدا کی راہ میں ہے۔

''وَ قَالَ شَطْرُ مَالِي فِي سَبِیلِ اللّٰہِ أَمَا وَ اللّٰہِ مَا فَعَلْتُ الَّذِي فَعَلْتُ بِكَ إِلَّا لِأَنْظُرَ إِلٰی نَعْتِکَ فِي التَّوْرَاۃِ''

اب میں عرض کرتا ہوں کہ میرا یہ رویہ آپ ﷺ کے ساتھ صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ کے ان اوصاف کی آزمائش کرسکوں جو تورات میں مذکور ہیں۔"

(تاریخ دمشق: ج1،ص184)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پروحی :۔

امام محمد بن یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا ہے کہ حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پروحی کی: "بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے خوب کوشش کریں۔ اس کوشش میں وسنجیدگی کا اظہار کریں۔ خوب غور سے سنیں اور اطاعت کریں۔ اے طاہرہ باکرہ اور بتول کے فرزند! میں نے آپ علیہ السلام کو باپ کے بغیر پیدا کیا ہے، آپ علیہ السلام کو سب جہانوں کے لیے نشانی بنایا ہے۔ صرف میری ہی عبادت کریں۔ صرف اس پر ہی توکل کریں، اہل سورانیہ کی طرف جائیں اور جو سامنے آئیں ان کو تبلیغ کریں کہ میں زندہ وجاوید ہوں۔ وہ قائم ہوں جسے زوال نہیں۔ اس اُمی نبی کی تصدیق کرو جو اونٹ کی سواری کریں گے، جو جبہ اور عمامہ پہنیں گے، نعلین پہنیں گے اور عصا پکڑیں گے، ان کے بال گھنگھریالے ہوں گے، ان کی پیشانی کشادہ اور روشن ہوگی، پلکیں باہم ملی ہوئی ہوں گی، آنکھیں سرمگیں ہوں گی، ناک مبارک بلند ہوگی، رخسار مبارک چوڑے ہوں گے، داڑھی مبارک گھنی ہوگی پیشانی پر پسینے کے قطرات موتیوں کی طرح چمک رہے ہوں گے، ان سے مشک کی خوشبو آئے گی، انکی گردن مبارک گویا کہ چاندی کی صراحی ہوگی، گویا کہ مبارک گلے میں سونا رواں ہوگا۔ سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لائن ہوگی جو عصا کی مانند ہوگی، ان کے علاوہ سینہ اقدس اور بطن مبارک پر بال نہ

ہوں گے، ہتھیلی اور قدم چوڑے ہوں گے، جب وہ لوگوں سے ملیں گے تو وہ شرف وقدر میں بلند ہوں گے۔ جب چلیں گے تو گویا وہ پہاڑ سے اتر رہے ہوں گے۔ یا کسی نشیبی علاقے میں اتر رہے ہوں ان کی نسل قلیل ہوگی۔'' اس سے مراد آپ ﷺ کی پشت مبارک سے مذکور اولاد ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج1ص98)

اصحاب رسول ﷺ کا تذکرہ

آیت مع ترجمہ:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ''

(الانبیاء 105:21)

اور ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

امت کو وارث بناؤں گا:۔

ابوالفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی متوفی 911ھ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب: اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۔

پڑھا تو کہا: ہم ہی وہ صالحین بندے ہیں اور فرمایا کہ میں زبور کے اس

نسخے سے واقف ہوں جس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور میں نے انکی چوتھی سورت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"یَادَاوٗدُ اِسمَعْ مَاأَقُوْلُ وَمُرْسُلَیمَانَ فَلْیَقُلْہُ لِلنَّاسِ مِنْ بَعْدِکَ اَنَّ الْأَرْضَ لِی أُوْرِثُھَامُحَمَّداًأَوْ اُمَّتَہٗ"

اے داوٗد علیہ السلام میں جو سناتا ہوں اسے سنو اور سلیمان کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو بتائے کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے اور میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی امت کو اس کا وارث کروں گا۔

(الخصائص الکبریٰ ج 1، ص 51)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ:۔

امام ابوالحسن علی ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 630ھ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے یمن کی طرف گیا اور قبیلہ ازد کے ایک شیخ کے پاس پہنچا جو متبحر عالم اور کتب سماویہ کو پڑھنے والا شخص تھا اور اس کی عمر تین سو نوے برس تھی۔ اس ازدی عالم نے مجھ سے کہا میرا خیال ہے کہ تم حرم مکہ کے رہنے والے ہوں؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ تم قریشی ہو۔ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا میرا خیال ہے کہ: تم تیمی ہو؟ میں نے کہا ہاں!۔ اس نے کہا اب صرف ایک نشانی تمہاری طرف سے باقی رہ گئی ہے جس سے میں واقف نہیں ہوسکا ہوں۔ میں نے پوچھا: وہ کونسی نشانی ہے؟ اس نے کہا: تم اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھاوٗ۔ میں نے کہا

کس لئے؟ اس نے کہا کہ میں نے علم صادق پایا ہے کہ: حرم میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور اس کے دعویٰ نبوت میں ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر کا شخص مددگار ہوں گے اور جوان شدتوں اور دشمنوں کے اتحاد قوت اور ہجوم مصائب کو خاطر میں نہ لائے گا اور ان کا زور توڑ کر رکھ دے گا۔ اور دوسرا ادھیڑ عمر کا شخص گورے رنگ اور لاغر جسم کا ہوگا اور اس کے پیٹ پہ تل ہوگا۔

تو تمہارا کیا حرج ہے اگر تم اپنا پیٹ مجھے دکھا دو اور تمہارے جو اوصاف میں پاتا ہوں اور اس پوشیدہ علامت کو دیکھنے سے میرا علم کامل ہو جائے گا اور اس کے علاوہ ایک آدھ مخفی رہ جائے کوئی حرج نہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"فَكَشَفْتُ لَهُ عَنْ بَطْنِي فَرَأَى شَامَةً سَوْدَاءَ فَوْقَ سُرَّتِي، فَقَالَ: اَنْتَ هُوَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ"

میں نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھالیا اور وہ ازدی عالم میری ناف کے اوپر سیاہ تل کو دیکھ کر کہنے لگا۔ رب کعبہ کی قسم! بلاشبہ تم وہی شخص ہو۔

(اسد الغابہ: ج 3، ص 310)

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا ہے کہ ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔

"مَكْتُوبٌ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ مَثَلُ اَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ مَثَلُ الْقَطْرِ أَيْنَ يَقَعُ نَفَعَ"

کتب سابقہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال قطرات بارش کی

طرح ہے کہ وہ جہاں بھی گرتے ہیں نفع پہنچاتے ہیں۔

(سبل الھدی والرشاد: ج،10 ص،310)

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر متوفی 571ھ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ان کے پاس کچھ لوگ کھانا کھارہے تھے۔آخر میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔حضرت عمر نے ان میں سے ایک پر نظر ڈالی اور فرمایا: تم کتب سماویہ میں کیا کچھ پاتے ہو؟اس نے جواب دیا کہ

''خَلِیۡفَةُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صِدِیۡقُهُ''

:رسول ﷺ کا خلیفہ صدیق ہوگا۔

(تاریخ دمشق: ج،30 ص،296)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ:۔

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر متوفی 571ھ رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں قریش کے تیس لوگوں کے ساتھ تجارت کی غرض سے شام گیا۔پھر جب ہم مکہ واپس ہونے لگے،تو مجھے ایک ضروری کام یاد آگیا،جسے میں بھول گیا تھا۔لہذا میں نے ساتھیوں سے کہا: میں ایک ضروری کام کرکے تم سے آکر مل جاؤں گا۔واللہ میں بازار میں گزر رہا تھا کہ دفعتاً!ایک آدمی نے پیچھے سے آکر مجھے گردن سے پکڑ لیا اور مجھے لے جانے لگا۔میری مزاحمت کے باوجود وہ مجھ کو کنیسہ تک لے جانے میں کامیاب ہوگیا اور بہت بڑے مٹی کے ڈھیر کے پاس لے جا کر ٹوکری اور بیلچہ میرے آگے ڈال دیا اور کہا اس انبار سے مٹی اٹھا کر دوسری جگہ

ڈالو۔ میں بیٹھ گیا اور پیش آمدہ مشکل پر سوچنے لگا کہ کیا کروں۔ وہی شخص کچھ دیر بعد آیا اور کہنے لگا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے کچھ بھی کام نہیں کیا ہے۔

پھر ایک مُکّا بنا کر پوری قوت سے میرے سر پر مارا۔ میں برقی رو کی طرح اٹھا اور وہی بیلچہ سامنے سے اٹھا کر اس کے سر پر مارا اور اس کے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی بھیجہ نکل کر بکھر گیا۔ اس کے بعد بلا توقف میں کنیسہ سے باہر آگیا۔ اور غیر ارادی طور پر چل کھڑا ہوا میں نہیں جانتا تھا کہ کدھر جا رہا ہوں اور میں ایک رات اور دن برابر چلتا رہا حتیٰ کہ میں صبح کو ایک گرجا کے قریب سے گزر رہا تھا کہ آرام کرنے کو جی چاہا اور گرجا کے سائے میں آرام کرنے لگا۔ اتنے میں ایک شخص نکل کر میرے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے بندے اس جگہ کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا: میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں۔ اس کے بعد وہ میرے لیے کھانا اور پانی لایا اور مجھ کو اور میرے سارے جسم کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا رہا پھر بولا:

اے اجنبی! اہل کتاب جانتے ہیں کہ اس وقت روئے زمین پر کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب الٰہی کا جاننے والا نہیں،

”وَاِنِّی اَجِدُ صِفَتَکَ الَّذِیْ تُخْرِجُنَا مِنْ ھٰذَا الدِّیْرِ وَ تَغْلِبُ عَلٰی ھٰذِہِ الْبَلَدَۃِ“

اور میں تجھ میں وہ اوصاف دیکھ رہا ہوں ایک وقت آئے گا کہ تو ہمیں اس گرجے سے نکالے گا اور اس شہر پر غلبہ پائیگا۔

میں نے اس کے جواب میں کہا اے استاد! میں ایک دوسرے مذہب کا

ماننے والا ہوں۔ پھر اس نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا۔

''عمر بن الخطاب''اس کے بعد اس نے پہلے سے زیادہ وثوق اور اعتماد کے لہجے میں کہا: واللہ ایسا ہی ہوگا، اور تو ہی ہمارا غالب اور فاتح ہے۔

اس میں کوئی مغالطہ اور شبہ نہیں۔مہربانی کروآپ میرے حق میں اس گرجا اور تمام اشیاء ولوازمات کی ایک دستاویز لکھ دو۔

میں نے کہا: اے صاحب علم! تو نے بلاشبہ میرے ساتھ حسن سلوک کیا ہے پس اب تو ایسی بات کر کے مجھے شرمسار نہ کر۔

اس نے اصرار کیا کہ ایسی ایک تحریر لکھ دینے میں آپ کو کیا نقصان ہے؟ حالانکہ بات واضح ہے اگر تو ہمارا حاکم ہوگیا تو یہ تحریر ہمارے حق میں مفید ہوگی۔اور اگر ایسا نہ ہوا تو تیری ذات کو کیا نقصان ہے؟

میں نے کہا: اچھا سامان کتابت لاؤ۔وہ جلدی ہی کاغذ وغیرہ لے آیا اور میں نے اس کے مطالبے اور خواہش کے مطابق تحریر لکھ کر دستخط کر دیے۔پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں شام پہنچے تو وہی راہب آپکے پاس آیا جو ''دیر القدوس'' کا انچارج تھا۔

اس نے وہی تحریر پیش کی، حضرت عمر نے اس تحریر کو تعجب سے دیکھا۔اور جو مسلمان ساتھ تھے انہیں تحریر کا پس منظر بتایا۔راہب نے عرض کیا میرے لئے جو شرائط منظور ہو چکی ہیں انہیں پورا فرمائیے۔اس کا جواب آپ نے دیا۔

''لَیسَ لِعُمَرَ وَ لَا لِاَبِیْ عُمَرَ فِیهِ شَیْءٌ'' (تاریخ دمشق: ج،44،ص،6)

اس معاملہ میں نہ عمر کو اختیار ہے اور نہ اولاد عمر کو۔

ران پر تل کا نشان:۔

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر متوفی 571ھ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا رہے تھے اتفاقاً انکی ران سے تہبند اڑا اور اہل نجران میں سے کسی نے ران پر سیاہ تل کو دیکھ لیا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے کہا:

”هٰذَا الَّذِی کُنَّا نَجِدُ فِی کِتَابِنَا أَنَّهُ یُخرِجُنَا مِنْ أَرْضِنَا“

(تاریخ دمشق: ج،44،ص،275)

یہی وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اور یہی شخص ہمیں اپنے اس علاقے سے نکال دے گا۔

بیت المقدس کو عمر فتح کرے گا:۔

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر متوفی 571ھ رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن آدم، ابی مریم رحمہم اللہ اور ابی شعیب بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مقام جابیہ میں تھے۔ اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لائے تو نصرانی راہب نے ان سے کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: خالد بن ولید۔ پھر انہوں نے پوچھا: آپ کے امیر کا نام کیا ہے؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”حضرت عمر بن الخطاب“ پھر انہوں نے امیر کی شناخت پوچھی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم کی نشانیاں بیان کیں۔ جن کو سن کر راہب بولے:

"أَمَّا اَنْتَ فَلَسْتَ تَفْتَحُهَا وَ لٰكِنْ عُمَرُ"

تم بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے البتہ عمر رضی اللہ عنہ کر سکتے ہیں، کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا کہ ہر شہر کسی دوسرے شخص سے فتح ہو جائے گا اور ہر شخص جو جس شہر کو فتح کرے گا اس کی نشانیاں ہمیں معلوم ہیں۔

"اِنَّا نَجِدُ فِي الْكِتَابِ اَنَّ قَيْسَارِيَةَ تَفْتَحُ قَبْلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ، فَاذْهَبُوْا فَافْتَحُوْهَا ثُمَّ تَعَالَوْا بِصَاحِبِكُمْ"

ہماری کتاب مقدس میں ہے کہ بیت المقدس سے پہلے "قیساریہ" فتح ہو گا پس جاؤ اسے فتح کرو، پھر اپنے امیر کو ساتھ لے کر آنا۔

(تاریخ دمشق: ج،66،ص،286)

حضرت عثمان و علی کا تذکرہ:۔

حافظ الکبیر امام ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے مغیث اوزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کہ تم تورات میں میری کیا علامت پاتے ہو؟ کعب نے جواب دیا:

"خَلِيْفَةٌ قَرْنٌ مِنْ حَدِيْدٍ، أَمِيْرٌ شَدِيْدٌ لَا يَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ"

ایسا خلیفہ جو آہنی عزم و شدید قوت کا حامل اور احکام خداوندی کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے گا۔ پھر تمہارے بعد ایسا خلیفہ ہو گا جسے امت قتل کرے گی۔ اور وہ لوگ اس خلیفہ کے حق میں ظالم ہیں۔ پھر اس کے

بعد ملت مصائب میں مبتلا ہو جائے گی۔

(حلیۃ الاولیاء: ج،6،ص،25)

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر متوفی 571ھ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسقف کو بلا کر دریافت فرمایا: کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا بھی کچھ ذکر پاتے ہو۔

اسقف نے جواب دیا:

"نَجِدُ صِفَتَکُمْ وَ أَعْمَالَکُمْ وَ لَا نَجِدُ اَسْمَاءَ کُمْ اِسْمًا اِسْمًا"

ہم تمہاری علامت و اوصاف کو تو پاتے ہیں مگر ان کا ذکر نام بنام نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔تم میرا ذکر کس طرح پاتے ہو؟ اسقف نے جواب دیا:

"قَرْنًا مِنْ حَدِیْدٍ"

آہن کے مانند لوہے کے مشابے۔آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا: اس کا مطلب ہے کہ اصولوں کا بہت سختی سے پابند امیر دشمنان دین کے لئے مثل آہن۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بڑائی اور ہر طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

پھر فاروق اعظم نے پوچھا: میرے بعد ہونے والے خلیفہ کا ذکر کس طرح ہے؟ اس نے کہا: وہ ایک حلیم الطبع، بہت ہی باحیاء اور صالح مرد ہے۔جو اقرباء کو دوسروں پر ترجیح دے گا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ برادرم عفان کے بیٹوں پر رحم فرمائے۔پھر سوال کیا اس کے بعد کون خلیفہ ہو گا اس کے بارے میں

کیا مذکور ہے؟ اسقف نے جوب دیا: لوہے کا میل۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہائے افسوس! اسقف راہب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا قطع کلام کرتے ہوئے بولا۔ اے امیر ٹھہریئے!

"رَجُلٌ صَالِحٌ ،وَلٰكِنْ تَكُوْنُ خِلَافَتُهٗ فِيْ هِرَاقَةٍ مِنَ الدِّمَاءِ وَالسَّيْفُ مَسْلُوْلٌ"

وہ مرد صالح ہے لیکن اس کی خلافت کا قیام خون ریزی اور کھینچی ہوئی برہنہ تلواروں کے درمیان ہوگا۔

(تاریخ دمشق: ج،139، ص،189)

مشاجرات صحابہ کا تذکرہ:۔

امام سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہم متوفی 360ھ نے محمد بن یزید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قیس بن خرشہ اور کعب احبار رضی اللہ عنہما دونوں اکٹھے جا رہے تھے یہاں تک کہ جب یہ دونوں مقام صفین پر پہنچے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے اور کچھ دیر اس سرزمین پر نظر ڈالی پھر فرمایا۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيُهْرَاقَنَّ بِهٰذِهِ الْبُقْعَةِ مِنْ دِمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْءٌ لَا يُهْرَاقُ بِبُقْعَةٍ مِنَ الْأَرْضِ"

اس خطہ سرزمین پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہے گا کہ اتنا خون کسی جگہ پر نہیں بہا ہوگا۔ اس پر قیس نے کہا یہ بات تمہیں کس ذریعہ سے معلوم ہوئی؟ حالانکہ یہ غیب سے ہے۔ اور غیب کا علم صرف اللہ کو ہے۔ اس پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے

کہا :

"مَامِنَ الأَرْضِ شِبْرٌ اِلَّا مَکْتُوْبٌ فِی التَوْرَاۃِ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی مُوْسٰی مَایَکُوْنُ عَلَیْہِ"

(المعجم الکبیر: ج،18،ص،345)

زمین کا بالشت بھر ٹکڑا بھی ایسا نہیں ہے جس کا ذکر تورات میں نہ ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے لکھا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب مختار کا سر ان کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے کہا کعب رضی اللہ عنہ نے جو باتیں بتائی تھیں۔ ان سب باتوں کو درست پایا سوائے اس بات کے جو مجھ سے کہی کہ عنقریب ایک ثقفی شخص مجھ کو قتل کرے گا۔ اعمش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ :

"مَا اَدْرِیْ أَنَّ الْحَجَّاجَ خَبِیءٌ لَهُ"

(خصائص کبریٰ: ج 1 ص 56)

وہ اسے نہ جان سکے کہ حجاج ثقفی کو ان کے لئے پوشیدہ رکھا گیا۔

حجاج بن یوسف کے ظلم کا ذکر :۔

امام محمد بن عبد اللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفی 405ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"اِنِّی أَجِدُ مَکْتُوْبًا فِی الْکِتَابِ رَجُلًا مِّنْ شَجَرَۃِ مُعَاوِیَۃَ یَسْفِکُ الدِّمَاءَ، وَیَسْتَحِلُّ الْاَمْوَالَ وَیَنْقُضُ ھٰذَا الْبَیْتَ"

میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک ہم نسب شخص لوگوں کے خون بہائے گا اور دوسروں کے اموال کو حلال جانے گا اور بیت اللہ کے ایک ایک پتھر کو توڑے گا۔میری حیات میں اگر اسی طرح کے واقعات رونما ہوئے ۔تو میں دیکھ لوں گا ورنہ تم ان باتوں کو یاد رکھنا۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بات مغیرہ نے جبل ابوقبیس پر رہنے والی عورت سے کہی تھی چنانچہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حجاج کے مقابلہ کے دوران بیت اللہ کو منہدم ہوتے دیکھ کر اس خاتون نے کہا۔

"رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَدْ کَانَ حَدَّثَنَا بِھٰذَا"

خدا عبداللہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے کیسی درست بات کہی تھی۔

(المستدرک للحاکم: ج،4،ص،520)

بشارات

دعاء ابراہیم علیہ السلام پر بشارت:۔

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ"

(البقرۃ2:،129)

"اے میرے رب! ان میں سے ایسا رسول بھیج جو انہی میں سے ہو جو ان کو تیری آیات سنائے ۔ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے، تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے"

مقبولیت دعاء:۔

امام اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 774ھ نے اپنی تفسیر میں ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دعا کی "رَبَّنَا وَابعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنهُم" تو ان سے فرمایا گیا کہ: قَدِ استُجِيبَ لَکَ، وَهُوَ كَائِنٌ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ "ہم نے تمہاری دعا قبول کر لی اور وہ خاتم الانبیاء سب کے بعد جلوہ افروز ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر: ج1 ص317)

عظیم مورخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 230ھ نے حضر تضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء ہوں۔ انہوں نے اس وقت دعا مانگی جب وہ خانہ کعبہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے۔ "رَبَّنَا وَابعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنهُم" یہاں تک اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مجھے ظاہر فرمایا۔

(طبقات الکبریٰ: ج1 ص149)

دعائے ابراہیم اور بشارت عیسیٰ علیہما السلام:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی رحمہ اللہ متوفی 458ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبَشَارَةُ عِيسَى بِي"

میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی: ج1 ص80)

امر کی ابتدا:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس امر کی ابتدا کیسے ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "دَعْوَۃُ اَبِی اِبْرَاهِیْمَ وَ بَشَّرَبِیْ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ" میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے بارے میں بشارت دی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج1ص94)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت:۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَاِذْقَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیٓ اِسْرَاءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَابَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ" (الصف 6:61)

"جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس (عظیم) رسول ﷺ کی بشارت دینے والا ہوں، جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہے"

علامہ سعیدی کی تحقیق:۔

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1437ھ کی تحقیق ہے کہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ بشارت دو باتوں کو متضمن ہے:

(1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ کی آمد کی تبلیغ کی تاکہ جب آپ ﷺ تشریف لے آئیں تو یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ قرار پائے۔

(2) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ خبر صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پہچانی ہو اور ان کی امت کو اس کی تبلیغ کا حکم نہ دیا ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارے نبی سیدنا احمد ﷺ کے آنے کی بشارت دی ہے اس بشارت کا بھی ''انجیل'' میں ذکر ہے: ''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ سے اس کا کچھ نہیں۔

(تبیان القرآن: ج،11،ص،868)

امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 360ھ نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس 40 مردوں پر پہنچ گئی تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور ان میں لوٹ مار مچادی۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعائے ضرر کی۔

اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا:

''یَا مُوسٰی بنُ عِمرَانَ لَا تَدعُ عَلَیھِم فَإِنَّ مِنھُمُ النَّبِيَّ الأُمِيَّ النَذِیرَ البَشِیرَ''

اے موسیٰ علیہ السلام! ان کے لیے دعائے ضرر نہ کریں۔ اس لیے کہ ان لوگوں کی نسل سے نبی اُمّی بشیر و نذیر پیدا ہوں گے۔

نیز ان میں امت محمدیہ پیدا ہو گی۔ یہ خدا کے تھوڑے رزق پر راضی ہوں

گے اور خدا ان کے تھوڑے عمل سے راضی ہوگا۔ اور وہ امت ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہتی ہوئی داخل فردوس ہوگی۔ ان کے نبی محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔ جو اپنی وضع قطع میں متواضع ہوں گے۔ ان کا سکوت حکمت و دانائی کی وجہ سے ہوگا۔ ان کی حکمت حقائق پر مبنی ہوگی۔ حلم اور سنجیدگی ان کی خصلت ہوگی۔ میں اہل قریش کے بہترین گھرانے میں ان کو پیدا کروں گا وہ قریش کے منتخب روزگار فرد ہوں گے۔ تو وہ بہتر ہیں اور بہتر لوگوں کی طرف مبعوث ہیں اور ان کی متبعین اچھائی اور خیر کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج8ص140)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو راہبوں کی خبر:۔

عظیم مورخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 230ھ نے روایت کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایرانی النسل تھا اور میرا باپ ایک کاشت کار تھا جو مجھ پر بڑا مہربان اور شفیق تھا۔ حتی کہ گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا۔ وہ مذہباً! آتش پرست اور عقائد میں شدید غلو کرنے والا، میں اس کے آتش خانے کا محافظ اور منتظم تھا۔ میں دوسرے لوگوں کے مذہبی نظریات اور رسوم سے بے خبر تھا، اس سلسلے میں مجھے بس اسی قدر معلوم تھا جو کچھ میں نے اپنے ماحول سے حاصل کیا تھا۔ میرے باپ کی زمین پر کچھ کارندے مقرر تھے۔ ایک روز میرے باپ نے مجھے بلا کر کہا: ''میرے بیٹے! مجھے اس زمین کی فکر لاحق ہے۔ اس کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔ تم کھیتوں پر جا کر کارندوں سے یہ کہہ دینا مگر وہاں نہ ٹھہر جانا کیونکہ تمہارے ٹھہر جانے سے سارا کام

درہم برہم ہو جائے گا‘‘ میں کہنے کے مطابق چل پڑا۔ راستہ میں عیسائیوں کے ایک معبد پر سے گزرا۔ اندر سے آوازیں آرہی تھیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: ’’یہ عمارت کس کی ہے اور اس میں کون لوگ رہتے ہیں؟‘‘ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ عیسائیوں کا کنیسہ (عبادت خانہ) ہے اور اندر لوگ عبادت میں مصروف ہیں۔ یہ ان کی آوازیں ہیں جو تم سن رہے ہو۔ میں ان کو اور ان کے طریقہ عبادت کو دیکھنے کے لیے اندر چلا گیا۔ مجھے ان کا طرز عبادت دیکھ کر اس قدر حیرانی ہوئی کہ میں ان کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ ان کے پاس سے ہٹنے کو دل نہ چاہا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ میں رات کے وقت جب گھر واپس آیا تو لوگ مجھے تلاش کرنے کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔ مجھے دیکھ کر میرے والد نے کہا کہ تم کہاں رہ گئے تھے؟ کیا میں نے تم کو جلد واپس آنے کی تاکید نہیں کی تھی؟ میں نے کہا: ’’ابا جان! میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کو لوگ عیسائی کہتے ہیں۔ مجھے ان کی عبادت اور دعا بھلی معلوم ہوئی۔ میں اس خیال سے بیٹھ گیا کہ دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں؟ میرے والد نے جواب دیا: ’’اے میرے بیٹے! تیرا دین اور تیرے آباؤ اجداد کا دین ان سے بہتر ہے‘‘

میں نے باپ سے عرض کیا: ’’واللہ! ہم لوگوں کا دین ان لوگوں کے دین سے جو اللہ کی عبادت اور اس کی پرستش کرتے ہیں، بہتر نہیں ہے۔ ہم لوگ آگ کو پوجتے ہیں جس کو ہم خود روشن کرتے ہیں۔ اگر ہم روشن کرنا چھوڑ دیں تو وہ خاکستر ہو جائے۔‘‘ یہ جواب سن کر میرے باپ کو اندیشہ ہوا۔ لہٰذا اس وجہ سے اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے گھر میں قید کر دیا۔

اس کے بعد میں نے ان عیسائیوں کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور ان سے

پوچھا: ''تمہارے دین کے اصول کہاں ملیں گے؟ انہوں نے بتایا کہ ملک شام سے
یں نے پیغام دیا: ''آپ حضرات میں سے کوئی صاحب وہاں جانے والے ہوں تو
مجھے خبر کر دیں۔'' کچھ عرصہ بعد چند عیسائی تاجر آئے تو انہوں نے مجھے اطلاع کر دی۔
میں نے کہلوادیا کہ تاجر اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر جب واپسی کا ارادہ کریں تو مجھے
اس موقع پر خبر کر دینا۔ لہذا جب وہ اپنی مصروفیات ختم کر کے واپس جانے لگے تو
مقامی عیسائیوں نے مجھے خبر کر دی۔ میں نے پاؤں سے بیڑیاں نکال دی اور ان
کیساتھ ہو کر ملک شام پہنچ گیا۔ اور عیسائی مذہب کے سب سے بڑے ''اسقف''
نامی (پادری) کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا: ''کنیسہ کا منتظم ایک
اسقف ہے۔'' میں اس کے پاس گیا اور عرض کی:

میری خواہش ہے کہ میں تمہارے کنیسہ میں رہوں اور اللہ کی عبادت کروں
اور تم سے اچھی اچھی باتیں سیکھوں۔'' اس نے اجازت دے دی اور میں اس کے
پاس رہنے لگا وہ ایک برا آدمی تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ لوگوں کو صدقات کی تلقین کرتا۔
جب لوگ صدقات لے کر اس کے پاس آتے تو وہ خزانے میں رکھ دیتا اور جن
مسکینوں کے نام پر یہ صدقات حاصل کیے تھے ان صدقات سے انکو محروم رکھتا۔ مجھے یہ
صورت حال دیکھ کر اس سے نفرت ہوگئی مگر وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا اور وہ مر گیا۔ جب
لوگ اس کو دفن کرنے کے لیے آئے تو میں نے ان سے کہا: ''یہ بدطینت شخص تھا۔ تم
لوگوں کو تو صدقہ کی تلقین کرتا اور اس کے لیے تمہیں شوق دلاتا اور پھر جب تم صدقات
اکٹھے کر کے اس کے پاس لاتے تو یہ ان کو جمع کر لیتا تھا۔ اور غرباء و مساکین کو کچھ نہ دیتا
تھا۔'' لوگوں نے کہا: ''اس کا ثبوت کیا ہے؟ میں نے کہا: ''میں اس کا ابھی اندوختہ نکال

کر آپ کے رو برو رکھتا ہوں ۔انہوں نے کہا کہ: ''اچھا لاؤ!'' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گیا اور سات مٹکے سونے اور چاندی سے لبریز ان کے سامنے لا کر رکھ دیئے۔

جب لوگوں نے دیکھا تو کہنے لگے: ''ہم اسے ہرگز دفن نہ کریں گے۔'' اس کے بعد انہوں نے اس اسقف (پادری) کو سولی پر لٹکایا اور سنگسار کر دیا۔

اس کے بعد وہ عیسائی ایک اور شخص کو لے کر آئے جو ان کے خیال میں ایک قابل اور ایمان دار شخص تھا۔اور اس کو اسکے منصب پر مقرر کر دیا۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی آج تک نہ اپنوں میں اور نہ غیروں میں الغرض کسی شخص کو بھی اس شخص کی طرح زاہد اور شب زندہ دار نہیں دیکھا تھا۔اس کے دن رات عبادت میں گزرتے تھے۔میں نہیں جانتا کہ میں نے کبھی اس سے زیادہ کسی اور سے محبت کی ہو۔بہر حال میں اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔اس وقت میں نے ان سے کہا:

''اے جناب! اب آپ کا آخری وقت ہے اور جو امر الٰہی میں ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں میں قسم سے کہتا ہوں کہ میرا آپ سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا۔براہ مہربانی مجھے کچھ حکم دیجئے اور کسی کی طرف میری رہنمائی کیجئے۔اس نے کہا کہ: ''اے میرے بیٹے! میں اور تو کسی کو نہیں جانتا البتہ ایک شخص موصل میں ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ یقیناً تم اس کو میری طرح پاؤ گے۔پھر جب وہ فوت ہو گیا تو میں موصل پہنچا اور اس شخص کے پاس گیا۔میں نے اس کو عبادت و ریاضت اور ترک دنیا اور زہد میں اسی طرح پایا۔میں نے اس عابد کو بتایا کہ شام کے اسقف نے مرتے وقت مجھ کو آپ کی خدمت

میں حاضر ہونے کی وصیت کی ہے لہذا میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور آپ کا فیض صحبت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: ”اے بیٹے! شوق سے رہو“ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مقیم ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت قریب آگیا۔ میں نے اس سے کہا: ”میں وصیت کے مطابق آپ کے پاس آیا تھا اور اب آپ کی حالت حکم خداوندی کے انتظار میں ہے لہذا آپ میری کسی کی طرف رہنمائی فرمائیں۔ اس نے کہا: ”اے میرے بیٹے! خدا کی قسم میں نہیں جانتا البتہ کہ ایک شخص نصیبین میں ہے وہ ہمارے ہی دین و مسلک پر ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ۔ امید ہے اس کی صحبت میں رہ کر تم اپنا مقصد ضرور حاصل کر لو گے۔“ اس کو دفن کرنے کے بعد میں نصیبین میں اس شخص کے پاس پہنچا اور بتایا کہ فلاں فلاں نے آپ کی طرف رہنمائی کی تھی اور انہوں نے اب آپ کے پاس بھیجا ہے۔ تو اس نے کہا: ”اے صاجزادے تم رہو!“ پھر میں اس کے پاس سابقہ طور پر شب و روز رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی وفات کا وقت بھی قریب آگیا۔ میں نے ان سے کہا: اب آپ کے لیے بھی حکم خداوندی آگیا ہے جو آپ محسوس کر رہے ہیں فلاں شخص نے مجھے فلاں کے پاس جانے کا مشورہ دیا پھر اس نے آپکی خدمت میں بھیجا اب آپ کس طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ میں کہاں جاؤں؟ اس نے جواب دیا: ”اے بیٹے! میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا۔ جو ہمارے طریقہ پر ہو۔ مگر روم میں شہر عموریہ کے اندر ایک شخص ہے تم اس کے پاس جا سکتے ہو یقیناً تم اس کو اسی طریقہ و مسلک پر پاؤ گے جس پر ہم ہیں۔“

پھر جب ہم اسے دفن کر چکے تو میں سفر پر چل دیا اور زاہد عموریہ کے پاس پہنچ گیا میں نے اسے پہلے راہبوں کی مانند پایا اور اس کے پاس رہنے لگا میں نے

محنت اور مزدوری بھی شروع کر دی جس کے نتیجے میں میرے پاس کثیر بکریاں اور گائیں جمع ہوگئیں۔

بحکم خداوندی پھر ایک عرصہ بعد زاہد عموریہ کا بھی وقت آگیا تو میں نے اس سے کہا: ''اے میرے میزباں مجھے زاہد شام نے زاہد موصل کی طرف اور اس نے نصیبین کی طرف اور عابد نصیبین نے پھر آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے لیے حکم خداوندی آگیا ہے۔ جسے آپ دیکھ رہے ہیں کیا آئندہ کے لیے آپ وصیت فرمائیں گے۔''

اس نے ہمدردانہ لہجے میں کہا: اے بیٹے! خدا گواہ ہے میں کسی شخص کو نہیں جانتا ہوں جو ہمارے طریقے پر ہو اس لیے میں کس طرف رہنمائی کر سکتا ہوں؟ البتہ اس نبی ﷺ کا زمانہ قریب ہے جو مکہ میں پیدا ہوگا اور اس کا مقام ہجرت دو پتھریلی زمینوں کے درمیان ہوگا ایک شور زمین میں ہوگا جہاں کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس نبی ﷺ کی نشانی واضح ہوگی۔ اس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ ہدیہ تو قبول کریگا مگر صدقہ نہ لے گا۔ اگر تم تلاش حق کا جذبہ رکھتے ہو تو اس علاقہ کی طرف چلے جاؤ اس لیے کہ اس کا زمانہ قریب ہے۔

پھر جب اس کو دفن کر دیا تو میں چل کھڑا ہوا۔ دوران سفر مجھے سوداگران بنی کلب کا ایک قافلہ ملا میں نے ان سے کہا: ''تم مجھے اپنی سواری پر سرزمین عرب لے جاؤ۔ اس کے معاوضہ میں تمہیں اپنی بکریاں اور گائیں دے دوں گا۔'' انہوں نے کہا: ''ٹھیک ہے۔'' تو میں نے وہ سب جانور ان کو دے دئیے اور وہ مجھ کو سوار کر کے وادی حجاز لے آئے یہاں پہنچ کر انہوں نے مجھ پر تشدد کیا اور وادی القریٰ کے ایک یہودی

کے ہاتھ بیچ دیا۔

یہاں پہنچ کر میں نے جب کھجور کے درختوں کو دیکھا تو مجھے امید ہوئی کہ شاید وہی شہر ہو جس کی بشارت پیشوائے عموریہ نے دی تھی۔ مگر یہ بات تحقیق طلب تھی۔ یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص وادی القریٰ آیا تو اس نے میرے اس مالک سے مجھے خرید لیا اور اپنے قبیلہ میں مدینہ طیبہ لے آیا میں نے اس شہر کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اپنے یہودی آقا کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں اعلان نبوت فرما چکے تھے۔ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے کچھ نہ بتاتے تھے اور میں اسی طرح غلامی کی زندگی گزار رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قباء تشریف لائے اور میں اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا۔ کہ یہودی آقا کا چچازاد بھائی آیا اور کہا: ''اے فلاں! اللہ تعالیٰ بنی قیلہ کو ہلاک کرے یہ سارے لوگ اس وقت مکہ کے مسافر کے پاس جمع ہو رہے ہیں جو آج ہی آیا ہے ان لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ یہ سنتے ہی میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ جس کی وجہ سے مجھے گمان ہوا کہ اپنے قریب کھڑے ہوئے مالک پر گر پڑوں گا۔ میں اوپر سے یہ کہتا ہوا نیچے اتر آیا: ''یہ عجیب خبر ہے جسے میں سن رہا ہوں۔'' مالک نے میری یہ حالت دیکھ کر مجھے ایک طمانچہ رسید کیا اور کہا: ''کام سے کام رکھ اس کے جواب میں میں نے کہا: ''اس میں حرج ہی کیا ہے۔ جو خبر ہم سن رہے ہیں اس کے بارے میں تصدیق کر لیں۔'' یہ کہہ کر میں باغ سے نکل آیا۔ راستے میں اس شہر کی ایک عورت ملی۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس کے گھر کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ پھر اسی عورت نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک رسائی کی۔ میں جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں پہنچا اس وقت

شام ہوگئی تھی اور میرے پاس صدقہ کا کھانا موجود تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قباء میں ہی تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: ”مجھے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صالح مرد ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کچھ غریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ میرے پاس کچھ صدقے کا کھانا ہے۔ مجھے خیال آیا کہ آبادی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ حقدار ہیں لہذا یہ کھانا حاضر ہے تناول فرمایئے۔“

”قَالَ وَ اَمسَکَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِأَصحَابِہٖ کُلُوا“

رسول اللہ نے جب یہ سنا تو صحابہ کرام سے فرمایا: ”تم اسے کھاؤ۔ اپنا دست مبارک کھینچ لیا۔

میں نے سوچا کہ یہی وہ خصوصیت ہے جس کا ذکر عابد عموریہ نے کیا تھا۔ اس کے بعد، میں لوٹ آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قباء سے مدینہ آگئے۔ پھر جو کچھ موجود تھا میں نے اکٹھا کیا اور ساتھ لے کر دربار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دوبارہ حاضر ہوا اور کہا: ”میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ کا مال نہیں کھاتے ہیں یہ میری طرف سے ہدیہ ہے اور تحفہ ہے، صدقہ نہیں ہے“ میری بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی کھلایا میں نے خیال کیا کہ وہ دو خوبیاں ہیں جو مجھے بتائی گئی ہیں۔ اس کے بعد میں پھر دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازے کے ہمراہ جارہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس پر صفوف کی چادر تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں تھے۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد چکر لگانے لگا تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کرسکوں۔

"فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِسْتَدَرْتُهُ عَرَفَ أَنِّي اِسْتَثْبَتُ شَيْئًا قَدْ وُصِفَ لِي فَوَضَعَ رِدَاءَهُ عَنْ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ كَمَا وَصَفَ لِي صَاحِبِي"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس جستجو میں دیکھا تو سمجھ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پشت مبارک سے چادر اٹھا دی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جس کو میرے راہب ساتھی نے علامت نبوت کے طور پر بیان کیا تھا۔

پس میں نے اسے بوسہ دیا اور مجھ پر گریا طاری ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے سلمان رضی اللہ عنہ! پیچھے سے آگے آجاؤ تو میں سامنے آکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رو برو ہو کر بیٹھ گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جو نشانیاں کتب سماوی میں بیان کی تھیں وہ میری زبانی سنیں۔ جب میں ان کے بیان سے فارغ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے سلمان رضی اللہ عنہ مکاتب ہو جاؤ" لہذا میں اپنے مالک سے کھجور کے تین سو درختوں اور چالیس اوقیہ (چاندی) پر مکاتب ہوگیا۔ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درختوں کی فراہمی میں میری مدد کی کسی نے تیس، کسی نے بیس، اور کسی نے دس پودے دیئے۔ ہر ایک نے مقدور بھر تعاون کیا۔ پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پودوں کو لگانے کے لیے گڑھے کھودنے کے لیے فرمایا اور کہا:

"فَقِرْ لَهَا فَإِذَا فَرَغْتَ فَآذِنِّي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّذِي أَضَعُهَا بِيَدَيَّ"

جب تم گھڑے کھود لو تو مجھے بلا لینا میں ان کو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔

میں نے گڑھے کھودنا شروع کر دیئے۔ اس مرحلہ میں صحابہ نے بھی میری

مدد کی۔ وہ جہاں جہاں نشان لگاتے میں وہاں وہاں گڑھا کھودتا۔ جب کھودائی کا یہ کام مکمل ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ چنانچہ ہم لوگ حضور ﷺ کو پودے اٹھا کر دیتے اور حضور ﷺ ان کو اپنے دست قدرت سے لگاتے اور مٹی کو درست فرماتے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کوئی ایک پودا بھی خشک نہیں ہوا۔ اب میرے ذمہ درہم رہ گئے تھے۔ تو ایک شخص کسی کان سے انڈے کے برابر سونے کی ڈلی لایا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

"خُذْ هٰذِهٖ يَا سَلْمَانُ فَأَدِّهَا مِمَّا عَلَيْكَ"

اے سلمان رضی اللہ عنہ! اس ڈلی کو تم لے لو اور اس کے ذریعہ تم اپنی مکاتبت کا جتنا حصہ ہوسکے ادا کرو۔

میں نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! اس قدر چھوٹی ڈلی سے میرا قرض کس طرح ادا ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

"فَإِنَّ اللّٰهَ سَيُؤَدِّيْ بِهَا عَنْكَ" اللہ تعالیٰ اس سے تمہارا قرض ادا کردے گا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے اس سونے سے اس یہودی کو مکاتبت کا چالیس اوقیہ ادا کردیا اور اتنی ہی مقدار میں سونا میرے پاس باقی بچ گیا۔

(طبقات الکبریٰ: ج4، ص56)

آتش جہنم سے نجات :۔

امام ابوا عبد اللہ محمد بن احمد الذھبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 748ھ بروایت سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ۔انہوں نے فرمایا کہ ہمارے درمیان ایک یہودی تھا۔وہ اپنی قوم بنی اشہل کے پاس صبح کے وقت گیااور اس نے مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے اور قیامت قائم ہونے اور جنت و دوزخ اور حساب و میزان کا ذکر کیااور کہا کہ یہ حقیقت ہے ان بت پرستوں کے لیے حیرت افزا ہے جواس پر یقین نہیں کرتے ہیں ۔اس یہودی نے یہ بات حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے کہی تھی۔یہ سن کر لوگوں نے کہا:''اے شخص تیرا بھلا ہو (کچھ عقل سے کام لے!) یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔مرنے کے بعد اس گھر کی طرف اٹھائے جائیں گے جس میں جنت اور دوزخ ہے ۔اوران کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟اس نے کہاہاں قسم اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے۔

لوگوں نے پوچھا:''اس قول کی صحت پر تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟''اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہااس علاقے میں ایک نبی ﷺ مبعوث ہوگا۔''لوگوں نے پوچھا:''تیرے خیال میں وہ نبی ﷺ کب مبعوث ہوگا؟اس پر اس نے میری طرف دیکھا۔میں اس وقت اپنے قبیلے کے لوگوں میں سب سے کم عمر تھا پس اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا''اگر اس نے اپنی عمر کو پورا کیا تو یہ اس نبی ﷺ کو پائے گا۔

اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو

مبعوث فرمایا اور وہ یہودی ہمارے سامنے زندہ تھا۔ بحمد اللہ ہم نے اللہ عز وجل کے رسول ﷺ کی تصدیق کی اور ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے اور وہ یہودی بغاوت اور حسد کا رویہ اختیار کرنے کے بعد انکار کرتا رہا اور جب ہم نے اس سے کہا: ''کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو حضور ﷺ کے بارے میں طرح طرح کی پیشین گوئیاں ہم لوگوں سے کرتا تھا؟ اس نے جواب دیا: یہ وہ نبی نہیں ہے۔

(سیر اعلام النبلاء: ج 1 ص 196)

اس کا نام محمد ﷺ ہو گا:۔

امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 360ھ نے روایت کیا کہ خلیفہ بن عبدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا: ''زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھا؟ انہوں نے جواب دیا: ''میں نے بھی اپنے باپ سے یہی سوال کیا تھا تو میرے والد نے بتایا تھا کہ ہم چار آدمی تھے۔ ایک میں، دوسرے سفیان بن مجاشع بن دارم، تیسرے یزید بن عمر بن ربیع اور چوتھے اسامہ بن مالک خندف۔ ہم چاروں سفر پر روانہ ہوئے۔ جب ہم ملک شام پہنچے تو ایک تالاب پر جہاں سایہ دار درخت بھی تھے اترے۔ تو کچھ دیر بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا اور کہا: ''تم کون لوگ ہو؟ ہم نے جواب دیا: ''ہم قبیلہ مضر کے لوگ ہیں۔'' ہمارا جواب سن کر اس نے کہا:

''أَمَا أَنَّهُ سَيُبعَثُ مِنكُم وَشِيكًا نَبِيٌّ فَسَارِعُوا وَخُذُوا بِحَظِّكُم مِنهُ تُرشِدُوا فَإِنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ''

آگاہ ہو جاؤ عنقریب تم لوگوں میں ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوگا۔لہٰذا بلا تاخیر اپنے علاقہ کو لوٹ جاؤ اور اپنا حصہ حاصل کرو اور ہدایت یافتہ بنو۔کیونکہ وہ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں ۔ہم نے پوچھا: ’’اس کا نام کیا ہے؟‘‘ انہوں نے بتایا: قَالَ مُحَمَّدٌ اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

سفر سے جب ہم واپس ہوئے تو ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور چاروں نے نو مولود بچوں کا نام محمد رکھا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج17،ص111)

امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ نقل کرتے ہیں کہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ اہل عرب اہل کتاب اور کاہنوں سے سنا کرتے تھے کہ عرب میں ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوگا۔

’’اِسمُهٗ مُحَمَّدٌ فَسَمّٰی مَنْ بَلَغَهٗ ذٰلِكَ مِنَ الْعَرَبِ وَلَدَهٗ مُحَمَّدًا طَمَعًا فِي النُّبُوَّةِ‘‘

جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔تو اہل عرب میں سے۔جس نے یہ بات سنی اس نے طمع نبوت کے سبب اپنے بچے کا نام محمد رکھا۔

(خصائص الکبریٰ: ج1،ص41)

آٹھواں زلزلہ:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 458ھ روایت کرتے ہیں کہ مروان بن الحکم کی سند سے امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں

اور امیہ بن الصلت شام کیطرف روانہ ہوئے تو دوران سفر ہمارا گزر ایک بستی سے ہوا جس کے باشندے نصاریٰ تھے۔ جب انکی نظر امیہ پر پڑی تو اس کا استقبال اور پذیرائی کی اور ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ امیہ نے مجھ سے کہا: ''اے سفیان! میرے ہمراہ تم بھی چلو کہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جاؤ گے جو علوم نصرانیت کا علامہ اور بڑا فاضل ہے۔

میں نے اس سے کہا: ''میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ امیہ چلا گیا۔ پھر واپس آ کر اس نے کہا۔ جو بات میں تم سے کہوں گا۔ کیا تم اسے پوشیدہ رکھو گے؟ میں نے کہا ''ہاں'' اس نے کہا۔ مجھ سے ایک شخص نے جو علم تورات کا سب سے بڑا محقق ہے ایک اہم بات کہی ہے وہ یہ کہ بلاشبہ ایک نبی مبعوث ہوگیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا شاید کہ وہ میں ہی ہوں۔ مگر اس نے بتایا وہ تم میں سے نہیں ہے بلکہ وہ اہل مکہ میں سے ہے۔

میں نے اس سے پوچھا اس کا نسب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ اپنی قوم کا منتخب شخص ہے۔

''وَ قَالَ لِيْ اٰيَةُ ذٰلِكَ اَنَّ الشَّامَ قَدْ رَجَفَ بَعْدَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ثَمَانِيْنَ رَجْفَةً وَ بَقِيَتْ رَجْفَةٌ يَدْخُلُ عَلَى الشَّامِ مِنْهَا شَرٌّ وَ مُصِيْبَةٌ''

اور اس کی یہ نشانی بیان کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ملک شام میں آٹھ زلزلے آئیں گے۔ ابھی ایک زلزلہ باقی ہے۔ جس سے شام میں فساد و مصیبت داخل ہو جائے گی۔

پھر جب ہم واپس ہو کر مقام ثنیہ پر پہنچے تو اچانک ایک سوار آتا ہوا ملا ہم نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ملک شام سے۔ ہم نے کہا کہ وہاں کے متعلق کوئی نئی خبر تو نہیں؟ اس نے بتایا کہ خبر یہ ہے کہ شام میں زلزلہ آیا ہے جس کے سبب ہر طرف آفت ہی آفت نظر آتی ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج2،ص116)

حضرت دانیال علیہ السلام کی خبر:۔

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے نقل کیا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بخت نصر نے بہت بڑا خواب دیکھا جس کے ڈر سے وہ لرز اُٹھا مگر بیدار ہونے کے بعد خواب بھول گیا۔ اس نے کاہنوں اور جادوگروں کو بلایا اور اثرات خواب بیان کرنے کو کہا اور تعبیر چاہی۔ انہوں نے کہا کہ خواب بیان کرو۔ بخت نصر نے کہا کہ میں خواب بھول گیا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک خواب ہمارے سامنے نہ ہو، تعبیر کہاں سے ہوگی۔ پھر اس نے حضرت دانیال علیہ السلام (نبی) کو بلایا اور سارے حالات بیان کیے۔ انہوں نے فرمایا: ’’اے بخت نصر! تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے، جس کے پاؤں زمین میں اور سر آسمان میں ہے، اس کے اوپر کا حصہ سونے کا ہے اور درمیانی حصہ چاندی کا ہے اور اس کا نچلا دھڑ تانبے کا ہے اور اس کی پنڈلیاں لوہے کی ہیں، اور اس کے پاؤں کھنکھناتی مٹی کے ہیں، اس دوران کہ تم اس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور کاری گری پر حیرت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پتھر پھینکا جو کہ اس کے وسط میں گرا اور وہ از سر تا پاؤں ریزہ ریزہ ہو گیا

۔حتی کہ اس کا سونا، چاندی، اور لوہا، تانبہ اور مٹی اس طرح آمیختہ ہو گئے اور تم نے خیال کیا کہ اگر روئیت زمین کے تمام جن و انس مل کر بھی اس کے مخلوط اور آمیختہ اجزاء یا ذرات کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو عاجز رہیں گے اور اس بات پر قادر نہ ہوں کہ ان کو الگ الگ کر دیں۔ اور تم کو اس بات کا خطرہ درپیش تھا اور تم ڈر رہے تھے اگر ہوا چلے تو اسے اڑا لے جائے گی، اور تم نے اس پتھر کو دیکھا جو اس پر مارا گیا تھا کہ وہ بڑھتا، پھیلتا اور ہمہ گیر ہوتا جا رہا ہے۔

”حَتّٰی مَلَأَ الْاَرْضَ کُلَّهَا فَصِرْتَ لَا تَرٰی إِلَّا السَّمَاءَ اَوِ الْحَجَرَ“

یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین کو گھیر لیا اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

بخت نصر نے کہا: ”آپ نے سچ فرمایا: میں نے یہی خواب دیکھا ہے۔ تو اب اس کی تعبیر کیا ہے۔؟“

حضرت دانیال علیہ السلام نے جواب دیا: ”بت تو وہ مختلف امتیں ہیں جو ابتداء وسط اور آخر زمانوں سے متعلق ہیں اور وہ پتھر جس سے اس بت کو پاش پاش کیا گیا وہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ جس کے ذریعہ آخر زمانہ میں تمام امتوں کو ختم کیا جائیگا تا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا“۔

”لِيُظْهِرَهُ اللهُ عَلَيْهَا فَيَبْعَثُ اللهُ نَبِيًّا أُمِّيًّا مِنَ الْعَرَبِ فَيَدُوْخُ اللهُ بِهِ الْأُمَمَ وَالْأَدْيَانَ كَمَا رَأَيْتَ الْحَجَرَ دَوْخَ أَصْنَافِ الصَّنَمِ وَيُظْهِرُ عَلَى الْأَدْيَانِ وَالْأُمَمِ كَمَا رَأَيْتَ الْحَجَرَ ظَهَرَ عَلَى الْأَرْضِ“

(خصائص الکبریٰ: ج1 ص41)

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ عرب سے ''نبی'' امی کو مبعوث فرمائے گا اور اسکے ذریعہ ساری امتوں اور تمام دینوں کو منسوخ کریگا۔ جیسا کہ تم نے خواب میں دیکھا کہ اس پتھر نے بت کے ہر حصہ کو پامال کر دیا اور وہ دین تمام ادیان پر غالب ہوگا جس طرح تم نے اس پتھر کو تمام روئے زمین پر غالب اور پوری فضا پر محیط دیکھا ہے۔

حافظ الکبیر امام ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ روایت کرتے ہیں بادشاہت کی تاریخ میں بخت نصر ایک عجیب متضاد کردار کا کام ہے جس کے مزاج میں وہ تمام باتیں سمائی ہوئی تھیں جو بادشاہت کا خاصہ ہوتی ہیں۔ اور ایک مطلق العنان شخص کو کیا سے کیا بنا دیتی ہیں۔ بخت نصر نے ایک حکم جاری کیا جس نے اہل دربار کا سکون چھین لیا ہر طرف بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ ہوا یوں کہ بخت نصر نے ایک خواب دیکھا مگر بیدار ہوتے ہی بھول گیا صرف اتنا یاد رہا کہ خواب بڑا حیرت انگیز اور عجیب وغریب تھا۔ ارکان سلطنت کو بلا کر نادر شاہی حکم جاری کیا۔ کہ بتاؤ! میں نے کیا خواب دیکھا ہے؟ زلہ خواران نعمت نے دست بستہ عرض کیا، ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟

بخت نصر نے درباریوں کو حکم دیا کہ تمہیں مہلت دی جاتی ہے۔ تین دن کے اندر خواب مع تعبیر پیش کر دو۔ وگرنہ سب کو قید حیات سے رہائی دلا دی جائے گی۔ سب کو جان کے لالے پڑ گئے موت آنکھوں کے سامنے ناچنے لگی یہ شاہی حکم نامہ حضرت دانیال علیہ السلام کے کانوں تک پہنچ گیا۔ آپ نے اپنے ایک ساتھی سے کہا! بادشاہ کو جا کر بتا دو! میں خواب مع تعبیر بیان کر سکتا ہوں۔ ساتھی نے کہا مزاج شاہاں بہت نازک ہوتا ہے، خدانخواستہ خواب بادشاہ کے مزاج پر گراں گزرا یا اسے پسند نہ آیا تو آپکی ذات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور میں آپ کے لئے یہ خطرہ مول

لینے کو تیار نہیں اگر چہ میں جانتا ہوں یہ خواب مع تعبیر اگر کوئی بیان کرسکتا ہے تو وہ صرف آپ ہیں۔

حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا:

"لَا تَخَفْ عَلَیَّ فَاِنَّ لِیْ رَبًّا یُخْبِرُنِیْ بِمَا شِئْتُ مِنْ حَاجَتِیْ"

"کوئی خوف نہ کر میرے لیے رب تعالیٰ ہے! ضرورت پڑنے پر وہ مجھے حسب خواہش ہر چیز کا علم دے دیتا ہے"

پیغام رسانی کے بعد حضرت دانیال علیہ السلام کو دربار شاہی میں طلب کر لیا گیا۔ بخت نصر اپنے سر پر تاج رکھے تخت پر پورے جاہ و جلال کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اور دربار کے آداب میں یہ بات داخل تھی کہ ہر آنے والا بادشاہ کے سامنے سجدہ کو گر جاتا تھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام آگئے لیکن سجدہ نہ کیا۔

یہ عمل اس کے خلاف بغاوت کے مترادف تھا جسے بادشاہ نے بطور خاص محسوس کیا اور وقار شاہی قائم رکھتے ہوئے سب کے سامنے پوچھنا مناسب تھا تخلیہ کا حکم دیا۔ جب سب لوگ چلے گئے تو حضرت دانیال علیہ السلام سے پوچھا۔ تو نے شاہی آداب اور درباری تقاضے ملحوظ نہیں رکھے، کیا وجہ ہے؟

حضرت دانیال علیہ السلام نے جواب دیا۔

"اِنَّ لِیْ رَبًّا آتَانِیْ هٰذَا الْعِلْمَ الَّذِیْ سَمِعْتَ بِهٖ عَلٰی اَنْ لَّا اَسْجُدَ لِغَیْرِهٖ فَخَشِیْتُ اَنْ اَسْجُدَ لَکَ فَیَنْسَلِخَ عَنِّیْ هٰذَا الْعِلْمَ ثُمَّ اَصِیْرُ فِیْ یَدِکَ اُمِّیًّا فَلَا تَنْتَفِعُ بِیْ فَقَتَلْتَنِیْ فَرَاَیْتُ تَرْکَ السَّجْدَةِ أَهْوَنَ مِنْ قَتْلِیْ"

’’میرے علم میں ایک خاصیت ہے۔جوتو نے سن لی ہے یہ علم عطا کرنے والا میرا رب تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے۔اس کا حکم ہے کہ میں اس کے سوا کسی کو سجدہ نہ کروں۔ مجھے خوف ہوا کہ اگر میں تجھے سجدہ کر دیتا تو وہ میرا علم چھین لیتا۔ پھر میں تیرے سامنے بے علم رہ جاؤں گا۔اور تو مجھے قتل کر دیگا۔اس لیے میں نے قتل ہونے کی بجائے سجدہ نہ کرنے کو آسان سمجھا۔‘‘

بخت نصر خوش ہوگیا اور بولا ! اپنے مالک کے وفادار اور اطاعت گزار لوگ مجھے بہت پسند ہیں۔اپنے رب کو راضی رکھنے کے لئے تو نے جو کچھ کیا ہے اس سے میں بہت خوش ہوں۔اب اس نے خواب کی بات کی حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا۔خواب :اے بخت نصر !تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے، جس کے پاؤں زمین میں اور سر آسمان میں ہے،اس کے اوپر کا حصہ سونے کا ہے اور درمیانی حصہ چاندی کا ہے اور اس کا نچلا دھڑ تانبے کا ہے اور اس کی پنڈلیاں لوہے کی ہیں،اور اس کے پاؤں کھنکھناتی مٹی کے ہیں،اس دوران کہ تم اس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور کاری گری پر حیرت کررہے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پتھر پھینکا جو کہ اس کے وسط میں گرا اور وہ از سر تا پاؤں ریزہ ریزہ ہوگیا۔حتی کہ اس کا سونا چاندی،اور لوہا،تانبہ اور مٹی اس طرح آمیختہ ہو گئے۔تم نے خیال کیا کہ اگر روئیت زمین کے تمام جن و انس مل کر بھی اس کے مخلوط اور آمیختہ اجزاء یا ذرات کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیں تو عاجز رہیں گے اور اس بات پر قادر نہ ہوں گے کہ ان کو الگ الگ کر دیں اور تم کو اس بات کا خطرہ درپیش تھا اور تم ڈر رہے تھے اگر ہوا چلے تو اسے اڑا لے جائے گی، اور تم نے اس پتھر کو دیکھا جو اس پر مارا گیا تھا کہ وہ بڑھتا، پھیلتا اور ہمہ گیر ہوتا جا رہا ہے

، یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین کو گھیر لیا، اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔"

تعبیر: بت سے مراد مروجہ مذاہب اور رسوم اور بت پرستی کے طور طریقے ہیں ، پتھر سے مراد اللہ کا دین ہے۔ جو باطل ادیانِ عالم کو مٹا کر رکھ دے گا اور خود ہر طرف پھیل جائے گا اور فرمایا:

" یَبْعَثُ نَبِيًّا أُمِّيًّا مِنَ الْعَرَبِ فَيَدُوْخُ اللهُ بِهِ الْأُمَمَ وَالْأَدْيَا نَ فَيَمَحِّصَ اللهُ بِهِ الْحَقَّ وَ يَزْ هَقُ بِهِ الْبَا طِلَ وَ يَهْدِىْ بِهِ الضَّلَالَةَ وَ يُعَلِّمُ بِهِ أُمِّيِّيْنَ وَيُقَوِّىْ بِهِ الضُّعْفَةَ وَيَضُرُّ بِهِ الْأَذِلَّةَ وَيَنْصُرُ بِهِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ "

(دلائل النبوۃ، لابی نعیم :42)

"اللہ تعالیٰ ایک نبی امی مبعوث فرمائے گا۔ اور تمام جھوٹے ادیان و امم کا قلع قمع کر دے گا ۔ اللہ تعالیٰ اس نبی کے ذریعے حق کو خالص کرے گا، باطل کو مٹا دے گا گمراہوں کو ہدایت دے گا اور ان پڑھوں کو علم عطا کرے گا اس کی بدولت ضعیفوں کو قوت اور ذلیلوں کو عزت بخشے گا اور کمزور لوگوں کی مدد فرمائے گا۔

ظلم کرے گا نہ ظلم برداشت کرے گا:۔

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے نقل کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید بن عمر بن نفیل بھی بیٹھا تھا اتنے میں امیہ بن ابی صلت گزرا اس نے خبر دار کیا، جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے، وہ یا تو تم میں سے ہو گا یا فلسطین والوں

میں سے ۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے کسی نبی کے انتظار کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا کہ وہ ظہور فرمانے یا مبعوث ہونے والا ہے ۔اس کے بعد میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا انہوں نے کہا:

"نَعَمْ يَا ابْنَ اَخِيْ اَخْبَرَنَا اَهْلُ الْكِتَابِ وَ الْعُلَمَاءُ اَنَّ هٰذَا النَّبِيَّ الَّذِيْ يَنْتَظِرُ مِنْ أَوْسَطِ الْعَرَبِ نَسَبًا وَلِيَ عِلْمٌ بِالنَّسَبِ وَ قَوْمُكَ اَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا"

ہاں، اے بھتیجے! اہل کتاب اور علماء نے خبر دی ہے کہ نبی جس کا انتظار ہے عرب کے بزرگ ترین خاندان میں پیدا ہوگا۔میں اس کے نسب سے واقف ہوں۔

"قَالَ يَقُوْلُ مَا قِيْلَ لَهُ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَظْلِمُ وَ لَا يُظَالِمُ"

میں نے کہا اے چچا! وہ نبی کیا تعلیم دے گا؟

ورقہ نے کہا ان کی تعلیم وہی ہوگی، جس کی ہدایت یہ ہوگی نہ وہ خود ظلم کریگا نہ ظالموں کو برداشت کریگا۔

(خصائص الکبریٰ :ج1،ص 42)

لوٹ جاؤ:۔

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571ھ نے سعید بن زید سے اور انہوں نے عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میرے والد اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی جستجو اور تلاش میں نکلے اور وہ موصل میں ایک راہب کے پاس

پہنچے۔اس نے زید سے پوچھا: تم کہاں سے آرہے ہو؟ زید نے کہا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے۔اس نے کہا: کس چیز کے ارادہ اور تلاش میں نکلے ہو؟ زید نے جواب دیا: ''سچے دین کی تلاش میں''۔راہب نے کہا:

''اِرْجِعْ فَإِنَّهُ یُوْشَکُ اَنْ یُظْهَرَ الَّذِيْ تَطْلُبُ فِيْ أَرْضِکَ''

لوٹ جاؤ'' کیونکہ اس ذات گرامی کے ظہور کا وقت آ گیا ہے، جس کے لئے تم اپنی سرزمین سے دور سرگرم و محو جستجو ہو''۔

(تاریخ دمشق: ج19،ص500)

ستارہ طلوع ہو چکا ہے :۔

امام محمد بن یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نقل کرتے ہیں کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور حضور ﷺ نے اس سے فرمایا : اے چچا! میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری قوم تم سے دشمنی رکھتی ہے؟ انہوں نے کہا: انکی یہ بات بغیر اس کینہ کے ہے جو انکی طرف سے ہے۔دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ان کو گمراہی پر دیکھا تو دین حق کی جستجو میں گھر سے نکلا اور جزیرہ میں ایک بزرگ کے پاس پہنچا اور اس سے اپنے سفر اور آمد کا مقصد بیان کیا''۔

اس نے پوچھا: تم کن لوگوں سے ہو؟ میں نے کہا کہ اہل بیت اللہ سے۔اس نے کہا:

''فَإِنَّهُ قَدْ خَرَجَ مِنْ بَلَدِکَ نَبِيٌّ اَوْ هُوَ خَارِجٌ قَدْ طَلَعَ نَجْمُهُ

فَارْجِعْ فَصَدِّقْهُ وَاٰمِنْ بِه"

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج1،ص116)

بلاشبہ تمہارے شہر میں وہ نبی یا تو پیدا ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے۔کیونکہ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔لہٰذا تم جاؤ اس کی تصدیق کرو اور ایمان لاؤ۔

حضرت زید بن عمرو کی بشارت:۔

حافظ الکبیر امام ابو نعیم اصبھانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ عامر رضی اللہ عنہ نے کہا۔مجھے زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے غار حرا کی جانب جاتے ہوئے ملے۔اس زمانے میں ان کے اور انکی قوم کے درمیان اس بات پر رنجش تھی کہ انہوں نے پوری قوم کے عقیدہ اور عمل کے خلاف طرز فکر اختیار کر لیا تھا۔انکی بت پرستی سے بیزار ہو کر کنارہ کش ہو گئے تھے۔اس ملاقات میں زید نے عامر رضی اللہ عنہ سے کہا:"اے عامر! میں نے قوم کی مخالفت اور ملت ابراہیمی کی پیروی شروع کر دی ہے۔اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔اور میں اس نبی ﷺ کا منتظر ہوں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اور نسل عبد المطلب سے ہوں گے،جن کا نام احمد ﷺ ہو گا۔میرا خیال ہے کہ میں ان کا زمانہ نہ پاسکوں گا۔مگر میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور انکی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ عزوجل کے نبی ہیں۔اگر تمہاری زندگی وفا کرے اور ان کے عہد سعادت کو پاؤ تو میری جانب سے ان پر سلام عرض کرنا۔اے دوست عامر رضی اللہ عنہ! میں آنے والے نبی ﷺ کی کچھ علامات بتاتا ہوں۔تاکہ وہ ذات گرامی تم پر پوشیدہ نہ رہ جائے اور بغیر کسی ادنیٰ تامل کے تم ان کو پہچان سکو۔

"هُوَ رَجُلٌ لَيسَ بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ وَلَا بِكَثِيرِ الشَّعْرِ وَلَا بِقَلِيلِهِ، وَلَيسَ تُفَارِقُ عَينَيهِ حُمْرَةٌ وَخَاتَمُ النُّبُوَّةِ بَينَ كَتِفَيهِ وَاسمُهُ أَحْمَدُ، وَهٰذَا الْبَلَدُ مَولِدُهُ وَمَبْعَثُهُ حَتّٰى يُخرِجَهُ قَومُهُ مِنهَا، وَيَكرَهُونَ مَا جَاءَ بِهِ، حَتّٰى يُهَاجِرَ إِلَى يَثْرِبَ فَيَظْهَرَ أَمْرُهُ"

وہ نبی میانہ قد کے ہوں گے جسم پر بال زیادہ ہوں گے نہ کم آنکھوں کا رنگ شربتی ہوگا۔ اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، نام آپ کا احمد ﷺ ہوگا۔ اور یہ شہر ان کی ولادت اور بعثت کا مقام ہے۔ بعد میں انکی قوم انکو جلاوطن کر دے گی۔ اور وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے۔ پھر باطل حق کے مقابل نہ ٹھہرے گا۔

اے میرے راز دار عامر رضی اللہ عنہ! خبر دار ہو جاؤ کہ ان کے ساتھ تم فریب طرز والا عمل مت اختیار کر بیٹھنا۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ "میں دین ابراہیمی" کی تلاش میں ملکوں اور شہروں میں گھوما ہوں اور ہر ذی علم و نیک نہاد یہودی، نصرانی نے یہی کہا ہے کہ: "هٰذَا الدِّينُ وَرَاءَكَ" یہ دین تو تیرے پیچھے آرہا ہے۔

اور انہوں نے تقریباً بالاتفاق یہی علامتیں مجھے سکھائیں جن کو میں نے تم سے بیان کر دیا ہے اور وہ بتاتے تھے کہ بس اسی ایک نبی کا آنا باقی ہے۔

عامر رضی اللہ عنہ نے جب یہ کہا جب میں نے زید بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اس پورے واقعہ کو حضور ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کے لیے

"فَتَرَحَّمَ عَلَيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ لَقَدْ رَأَيتُهُ فِي الْجَنَّةِ يَسْحَبُ ذُيُلًا لَهُ أَوْ ذُيُولًا"

دعائے رحمت فرمائی اور کہا میں انکو جنت میں دامن پھیلائے دیکھ رہا ہوں۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم: ج1، ج54)

دین حنیف کو ارتقاء بخشے گا:۔

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے نقل کیا کہ عبد الرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں شام کے ایک راہب کے پاس گیا اور میں نے ان سے بت پرستی اور یہودیت اور نصرانیت سے اپنی بیزاری کا ذکر کیا تو اس نے جواب دیا:

"یَا أَخَا أَهْلِ مَكَّةَ إِنَّكَ لَتَطْلُبُ دِيْنًا مَا يُؤْخَذُ الْيَوْمَ بِهِ فَالْحِق بِبَلَدِكَ فَإِنَّ نَبِيًّا لَّا يُبْعَثُ مِنْ قَوْمِکَ فِي بَلَدِكَ يَأْتِي بِدِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ بِالْحَنَفِيَّةِ وَهُوَ أَكْرَمُ الْخَلْقِ عَلَى اللهِ"

"اے مکہ کے بیٹے! تم دین ابراہیمی کا نظارہ چاہتے ہو وہ تم کو کہیں بھی نظر نہ آئے گا" تم مکہ ہی لوٹ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم سے تمہارے ہی شہر میں ایک نبی مبعوث فرمائے گا۔ جو حضرت ابرہیم علیہ السلام کے "دین حنیف" کو بھی ارتقاء و تکمیل کے ساتھ جاری و نافذ کرے گا اور وہ بارگاہِ خالق میں اکرام الخلائق ہے۔

(خصائص الکبریٰ: ج1،ص43)

شرک کا خاتمہ:۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی 241ھ نے حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی

اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں زمانہ جاہلیت میں ہی اپنی قوم کے اصنام سے بیزار ہو گیا تھا۔ میرا یہ خیال تھا کہ یہ "پرستش اصنام" کا طریقہ قطعی باطل ہے۔ اسی زمانہ میں مجھے ایک اہل کتاب شخص ملا میں نے اس سے افضل دین کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ:

"یَخرُجُ رَجُلٌ مِنْ مَکَّۃَ وَیَرْغَبُ عَنْ اٰلِھَۃِ قَوْمِہٖ وَیَدْعُوْ اِلٰی غَیرِھَا وَھُوَ یَأْتِي بِأَفْضَلِ الدِّیْنِ فَإِذَا سَمِعْتَ بِہٖ فَاتَّبِعْہُ"

مکہ مکرمہ میں ایک شخص پیدا ہو گا جو اصنام پرستی اور شرک کو مٹائے گا۔ اور وحدہ لاشریک کی بندگی کی طرف بلائے گا اور افضل دین لائے گا۔ جب تم اس کا ذکر سنو تو اس کی دعوت دین پر لبیک کہنا۔

اس کے بعد میرا یہ وظیفہ ہو گیا کہ مجھے جو شخص بھی مکہ سے آتا ہوا ملتا، میں اس سے مکہ کے مخصوص حالات کے بارے میں دریافت کرتا جب کوئی خاص خبر حاصل نہ ہوتی، پھر میں اپنے گھر لوٹ جاتا۔ ایک مرتبہ چند سوار ملے اور مکہ کی خبریں پوچھنے پر انہوں نے کہا کوئی خاص بات نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی راستے پر بیٹھا ہی رہا کہ ایک سوار تیزی سے میرے قریب پہنچا۔ میں نے اس سے پوچھا "تم کہاں سے آرہے ہو؟"

اس نے کہا مکہ سے۔ میں نے کہا کیا کوئی خاص خبر ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں ایک شخص نے پوری قوم اور اپنے آباء واجداد کے، مراسم عبودیت سے نفرت و بیزاری کا اظہار کر دیا ہے اور صرف ایک معبود کی بندگی کی طرف بلاتا ہے۔ تو میں نے سوچا کہ شاید یہ شخص وہی ہے جس کا میں انتظار کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں مکہ مکرمہ آیا اور

حضور ﷺ کو موجود پایا۔

میں نے عرض کیا آپ ﷺ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نبی ہوں''
میں نے پوچھا نبی کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: ''رسول کو''
میں نے عرض کیا کس نے آپ کو بھیجا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میں نے سوال کیا: آپ کے بھیجنے کا مقصد کیا ہے؟ آپ ﷺ فرمایا:

''أَنْ تُوصَلَ الْأَرْحَامُ، وَتُحْقَنَ الدِّمَاءُ، وَتُؤْمَنَ السُّبُلُ، وَتُكَسَّرَ الْأَوْثَانُ، وَيُعْبَدَ اللهُ وَحْدَهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ''

تا کہ صلہ رحمی کی جائے، جان و مال کی حفاظت کی جائے، راستے مامون ہو جائیں اور بت شکنی کی جائے صرف ایک خدا کی بندگی کی جائے۔

میں نے شگفتہ دلی کے ساتھ عرض کیا بہت خوب! کیا ہی اچھی باتوں کے لئے آپ کو بھیجا گیا ہے لہذا میں اطمینان قلب سے شہادت دیتا ہوں کہ میں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لایا۔ اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ پھر عرض کیا: میں آپ ﷺ کے ساتھ رہوں یا آپ ﷺ کی جو رائے ہو؟ فرمایا: کہ تم دیکھ رہے ہو کہ جب میں دعوت دین دے رہا ہوں لوگ اسے تلخ اور ناگوار سمجھ رہے ہیں۔ لہذا تم اپنے گھر ہی رہو اور جب تم کو معلوم ہو کہ میں فلاں مقام پر ہجرت کر گیا ہوں تو تم وہاں میرے پاس پہنچ جانا اب واپس چلے جاؤ۔

چنانچہ جب میں نے سنا کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ پہنچ گے ہیں تو میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔

(مسند احمد، رقم الحدیث، 16956)

ناموس اکبر:۔

حافظ الکبیر امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم اور یہود باہم ذکر کیا کرتے تھے ایک نبی مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوگا۔ اور یہ نبی آخری نبی ہوگا۔ یہ خبر ہماری کتابوں میں ہے نیز یہ کہ وہ ان اوصاف کے حامل ہوں گے۔ اور اس طرح ظہور فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں حضور ﷺ کے بارے میں عہد و پیمان بھی لیا جاتا تھا۔ حویصہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس زمانے میں کم سن تھا۔ جو دیکھتا یاد رکھتا اور جو سنتا اسے نہ بھولتا اسی زمانے میں، میں نے ایک مرتبہ قبیلہ بنی اشہل کی جانب سے شور وغل کی آوازیں سنی، جس کی وجہ سے لوگوں کو خوف اور اس بات کا اندیشہ ہوا کہ کوئی معاملہ ضرور ہے۔ آوازیں کچھ آہستہ ہوئیں اور پھر بلند ہوئیں۔ اب ہم آواز کی طرف متوجہ ہوئے تو ہم نے سنا کہ بنی اشہل کے لوگ پکار رہے تھے۔

"يَا أَهْلَ يَثْرِبَ، هَذَا كَوْكَبُ أَحْمَدَ الَّذِي وُلِدَ بِهِ."

"اے ساکنان مدینہ! یہ ستارہ تو احمد ﷺ کا ہے اور اس کے طلوع پر ان کو بھی پیدا ہونا چاہیے۔

حویصہ نے کہا: "اس اعلان اور پکار کو ہم نے تعجب سے سنا۔ پھر بہت زمانہ گزر گیا اور ہم اس واقعہ کو بھول گئے۔ اور اس عرصہ میں ظاہر ہے پیدائش اور اموات کا عمل جاری رہا اور میں بھی ایک اچھی عمر کا شخص ہوگیا۔ اب پھر حسب سابق شور وغل ہوا کوئی کہہ رہا تھا۔

"يَا أَهْلَ يَثْرِبَ، قَدْ خَرَجَ أَحْمَدُ وَتَنَبَّأَ، وَجَاءَهُ النَّامُوسُ الْأَكْبَرُ الَّذِي كَانَ يَأْتِي مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ"

اے مدینے کے باشندو! بلاشبہ اس نبی کی بعثت ہوگئی ہے اور اس کے پاس "ناموس اکبر" آتے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھے۔

اسکے بعد زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔ پھر ہماری قوم کے نکلنے والے نکلے اور تاخیر کرنے والے تاخیر کرتے رہے۔ نوعمر لوگ ایمان لائے مگر میرے لیے حکم الٰہی نہ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور میں مسلمان ہوا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم: ج1 ص38)

تبع کے سامنے ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:۔

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571ھ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب تبع مدینے آیا اور وادی قناۃ میں اُترا تو اس نے احبار یہود کو پیغام بھیجا کہ میں اس شہر کو تباہ و برباد کردوں گا۔ تو شامون نے اس کا جواب دیا: "اے بادشاہ! بلاشبہ یہ وہ شہر ہے جس میں بنی اسرائیل کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی مولد یعنی مکہ سے ہجرت کر کے سکونت پذیر ہوں گے۔ جس کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مرقوم ہے۔ اور تمہارے پڑاو کی جگہ جان نثاران احمد اور دشمنان نبوت کی معرکہ آرائی اور مہمات واقع ہونے کا میدان ہے۔"

تبع نے پوچھا: اس نبی سے جنگ کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟"

شامون نے جواب دیا: اس کی اپنی قوم حملہ آور ہوگی۔

تبع نے پوچھا: "اس نبی کا مزار کس جگہ ہوگا؟ شامون نے کہا: "اسی شہر میں۔"

تبع نے پوچھا: "اس لڑائی کا نتیجہ کس کے حق میں ہوگا؟" شامون نے کہا: "کبھی تو ان کے حق میں ہوگا اور کبھی اہل باطل مخالفین کے حق میں ہوگا۔ اور اس مقام بر جہاں تم فروکش ہوئے ہو یہاں اللہ کے نبی کو زحمت برداشت کرنی پڑے گی اور اس جنگ میں ان کے اتنے مجاہد شہید ہوں گے کہ شاید کسی اور جنگ میں نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اس نبی کے لیے نیک انجام ہوگا اور غالب ہو جائیں گے اور امر نبوت میں کوئی ان سے اختلاف کرنے والا نہ رہے گا۔

تبع نے پوچھا: اس نبی ﷺ کی شان ووصف کیا ہے؟

اسکے جواب میں شامون نے کہا:

"رَجُلٌ لَا بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ فِيْ عَیْنَیْهِ حُمْرَةٌ یَرْکَبُ الْبَعِیْرَ یَلْبَسُ الشِّمْلَةَ سَیْفُهٗ عَلٰی عَاتِقِهٖ لَا یُبَالِي مَنْ لَاقٰی حَتّٰی یُظْهِرَ أَمْرَهٗ"

وہ نہ پست قد ہوں گے نہ طویل قامت، ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی، اونٹ پر سواری کریں گے، عمامہ کی بندش میں شملہ ہوگا، اکثر تلوار شانے پر آویزاں ہوگی، جو بھی طاقت ان کے کاموں میں مزاحم ہوگی، وہ اس کو پاش پاش کر دے گا اور بالآخر ان کا دین غالب آجائے گا۔

(تاریخ دمشق: ج 11 ص 14)

کعب بن لوی کا خطبہ :۔

حافظ الکبیر امام ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ کعب بن لوی بن غالب جمعہ کے قومی اجتماع میں اس طرح خطاب کرتا تھا۔''اے برادران قوم! غور سے سنو اور خبردار ہو جاؤ، رات تاریک اور دن روشن ہے، زمین بچھونا اور آسمان چھت ہے، پہاڑ میخ اور ستارے رہنما اور پچھلے اور اگلوں کی مانند مرد اور عورتیں ہیں۔ اور روح پرانی ہونے والی ہے، لہذا تم صلہ رحمی کرو، حقوق قرابت کا خیال کرو، اور اپنے اموال کو بڑھاؤ۔ تم نے دنیا میں دیکھا کہ کوئی مردہ دوبارہ اُٹھا؟ لیکن آخرت تمہارے سامنے ہے اور آخرت اس اندازہ وگمان کے سوا ہے جو تم دنیا میں رکھتے ہو اور جس کا ذکر کرتے ہو اپنے حرم کو زینت دو اور اس کی تعظیم کرو اور اس کو مضبوط تھامو کیونکہ عنقریب اس کے بارے میں ایک عظیم خبر ہونے والی ہے۔ اور بہت جلد اس حرم سے عزت والا نبی ظہور کرنے والا ہے۔

نَهَارٌ وَلَيْلٌ كُلٌّ أَوْبٍ بِحَادِثٍ
سَوَاءٌ عَلَيْهَا لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا
يَؤُوبَانِ بِالْأَحْدَاثِ حِينَ تَأَوَّبَا
وَبِالنِّعَمِ الضَّافِي عَلَيْنَا سُتُورُهَا
عَلَى غَفْلَةٍ يَأْتِي النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ
فَيُخْبِرُ أَخْبَارًا صَدُوقًا خَبِيرُهَا

"روزانہ دن اور رات نو بہ نو رونما ہوتے ہیں۔ ہم پر دن اور رات یکساں ہیں۔ اچانک نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لانے والے ہیں۔ وہ ایسی خبریں دیں گے کہ جن کی خبر رکھنے والا بہت سچا ہے۔"

خدا کی قسم اگر میں شنوائی و بینائی اور دست و پا رکھنے والا ہوتا تو انکے عہد نبوت میں (ان کے مشن کے لیے) ایسی محنت اور سرگرمی سے کوشاں ہوتا جس طرح ایک شتر محنت کش اور مشقت گیر ہوتا ہے اور ایسی تیزی دکھاتا، جس طرح ایک اونٹ اپنی طویل منزل مقصود تک پہنچانے میں دیکھاتا ہے، پھر کہا:

یَا لَیتَنِي شَاهِدٌ فَحوَاءَ دَعوَتِهِ

حِینَ العَشِیرَةُ تَبغِي الحَقَّ خُذلَانَا

"یعنی میں ان کی دعوت کے دور میں ہوتا۔ جبکہ قبائل حق کو چھوڑنے کی خواہش کریں گے۔"

حالانکہ کعب بن لوی کے مرنے کے بعد اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ برس کا زمانہ تھا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم: ج1، ص47)

قُس بن ساعدہ کا خطبہ:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ قُس بن ساعدہ اپنی قوم کو عکاظ کے بازار میں خطبہ دیا کرتا تھا۔ وہ اپنے خطبہ میں کہتا:

''سَيَعَمُّكُمْ حَقٌّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ مَكَّةَ قَالُوا لَهُ وَمَا هٰذَا الْحَقُّ قَالَ رَجُلٌ أَبْلَجُ أَحْوَرُ مِنْ وُلْدِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ يَدْعُوكُمْ إِلٰى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَعَيْشِ الْأَبَدِ وَنَعِيمٍ لَا يَنْفَدُ فَإِنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ وَلَوْ عَلِمْتُ أَنِّي أَعِيشُ إِلٰى مَبْعَثِهِ لَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ يَسْعٰى إِلَيْهِ''

عنقریب اس جگہ سے حق عام ہوگا۔ اور پھر اپنے ہاتھ سے مکہ کی طرف اشارہ کرتا۔ لوگ پوچھتے وہ حق کیا ہے؟ وہ جواب دیتا۔ ایک شخص کشادہ رو سیاہ چشم، لوی بن غالب کی نسل سے ہوگا۔ وہ لوگوں کو کلمہ اخلاص، ابدی زندگی کبھی ختم نہ ہونے والی نعمتوں کی طرف بلائے گا۔ تم اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ اگر میں اس کی بعثت میں ہوتا تو سب سے پہلے اس کی طرف دوڑ کر جانے والا ہوتا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج2،ص187)

خواب صدیق کی تعبیر:۔

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے نقل کیا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا اور وہ اس طرح کہ آپ بغرض تجارت شام گئے ،وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا۔ بحیرہ راہب نے پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ''تہامہ کے شہر مکہ میں'' بحیرہ نے سوال کیا: ''تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''قبیلہ قریش سے'' بحیرہ نے پھر سوال کیا: تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے؟

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''تجارت'' بحیرہ راہب نے اپنے سوالات کے جوابات پانے کے بعد خواب کی یہ تعبیر کی کہ ''اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدہ میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں سے ایک نبی مبعوث فرمائے گا اور تم اس نبی کے صاحب معتمد اور مشیر اعلیٰ ہو گے اور وفات کے بعد خلیفہ نبی ﷺ ہوں گے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ ''خواب وتعبیر'' کو پوشیدہ ہی رکھا۔ یہاں تک کہ نبی آخر الزماں ﷺ مبعوث ہوئے۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ اور عرض کی اے آقا ﷺ! آپ کے دعویٰ نبوت کی دلیل کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''وہ خواب جس کو تم نے شام میں دیکھا تھا۔ آپ یہ جواب سن کر حضور ﷺ سے چمٹ گے، پیشانی پر بوسہ لیا اور سمع وطاعت اور استجابت اور شہادت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کہا: ''اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللہِ'' میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

(خصائص الکبریٰ: ج1 ص49)

ریشم پر تصویر:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت بیان ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مجھے میرے ساتھ ایک شخص کو ہرقل صاحب روم کی طرف بھیجا گیا، تاکہ ہم اسے اسلام کی طرف بلائیں ہم عازم سفر ہو کر دمشق میں جبلہ بن الایہم غسانی کے پاس ٹھہرے۔ ہم اس کے پاس گئے تو وہ اپنے تخت پر بیٹھا

ہوا تھا۔اس نے ہماری طرف قاصد بھیجا تا کہ ہم اس کے ساتھ بات چیت کریں۔ہم نے کہا ہم قاصد سے بات چیت نہیں کریں گے۔قاصد جبلہ کے پاس گیا اس کو یہ معاملہ بتایا تو اس نے ہمیں اجازت دے دی۔حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ بات چیت کی اور اس کو اسلام کی طرف دعوت دی تو اس نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا۔حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے یہ کون سا لباس پہن رکھا ہے؟اس نے کہا میں یہ لباس اس قسم کے ساتھ پہنا ہے کہ میں اسکو اس وقت تک نہ اتاروں گا جب تک میں تمہیں شام سے نہ نکال دوں۔ہم نے اسے کہا انتظار کرو۔بخدا!ہم تم سے یہ سلطنت اور اقتدار چھین لیں گے۔انشاء اللہ!ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس کے بارے میں بتا دیا تھا۔اس نے کہا کیا تم سمراء ہو؟ہم نے کہا ہاں!اس نے کہا تم وہ نہیں ہو وہ تو دن کو روزہ رکھتے ہیں رات کو افطار کرتے ہیں۔تمہارا روزہ کیسے ہوتا ہے؟جب ہم نے اسے بتایا تو اس کا چہرہ تاریک ہو گیا۔اس نے کہا اٹھو!ہر اس نے ہمارے ساتھ ایک قاصد بھیجا۔جب ہم اس شہر کے قریب پہنچے تو اس قاصد نے کہا تمہارے یہ جانور اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ہم تمہیں براذین (غیر عربی گھوڑے) یا خچروں پر سوار کریں گے۔ہم نے کہا نہیں!بخدا!ہم ان جانوروں پر ہی اپنا سفر مکمل کریں گے اس نے بادشاہ کی طرف پیغام بھیجا کہ انہوں نے ہمارے جانوروں پر آنے سے انکار کر دیا ہے۔اجازت ملنے پر ہم اپنے جانوروں پر ہی اس شہر میں داخل ہوئے۔ہم اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔حتیٰ کہ ہم اس کے کمرے تک پہنچ گئے وہ ہمیں دیکھ رہا تھا۔ہم نے کہا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ !"اس نعرے کے بعد وہ کمرہ لرز گیا گویا کہ وہ کھجور کا گچھا ہو۔پھر ہم اس کے پاس گئے اس نے کہا اگر تم مجھے وہ سلام کرتے جو تم

آپس میں ایک دوسرے کو کرتے ہو تو تمہیں کیا ہوتا؟ ہم نے کہا جو سلام ہم باہم کرتے ہیں وہ تمہارے لیے جائز نہیں اور جو سلام تم باہم کرتے ہو وہ ہمارے لیے جائز نہیں۔اس نے پوچھا م کیسے سلام کرتے؟ ہم نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیکُمْ‘‘اس نے کہا تم اپنے بادشاہ کو کیسے سلام کرتے ہو؟ ہم نے کہا اسی طرح وہ بولا بادشاہ وہ تمہیں جواب کیسے دیتا ہے؟ ہم نے کہا اسی طرح بادشاہ تمہارا سب سے بڑا کلام کیا ہے؟ ہم نے کہا'' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اَللہُ اَکْبَرُ! جب ہم نے یہ کہا تو وہ پھر کمرہ لرز گیا۔حتیٰ کہ بادشاہ نے اپنا سر او پر اٹھایا۔بادشاہ نے پوچھا جب تم نے یہ کلمہ کہا تو یہ کمرہ لرزنے لگا کیا اپنے شہر میں جب بھی تم یہ کلمہ کہتے ہو تمہارے گھر اسی طرح لرزتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! یہ لرزہ تو صرف اسی جگہ آیا ہے اس نے کہا میری تمنا ہے کہ تم جب بھی یہ کہو تو ہر چیز گر پڑے اور میں نصف مملکت سے دست بردار ہو جاؤں ہم نے کہا: کیوں؟ اس نے کہا کیونکہ اس کے مناسب یہی ہے اور یہ اس امر کے زیادہ لائق ہے کہ یہ نبوت کا امر نہ بلکہ یہ لوگوں کے حیلوں میں سے ہو پھر اس نے ہمارے ارادہ کے بارے میں مختلف سوالات کیے۔ہم نے ان کے جوابات دیے۔اس نے کہا اٹھو! ہم اٹھ کھڑے ہوئے۔اس نے ہمارے لیے اچھے بستر اور عمدہ ضیافت کا اہتمام کیا۔ہم تین دن تک وہیں ٹھہرے رہے۔پھر اس نے رات کے وقت پیغام بھیجا ہم اس کے پاس گئے،اس نے اپنی بات دہرائی۔

ہم نے اس کو پہلے کی طرح جوابات دیے۔پھر اس نے بہت بڑا صندوق منگوایا۔جس میں چھوٹے چھوٹے خانے بنے ہوئے تھے۔جن پر دروازے لگے

ہوئے تھے۔اس نے ایک دروازہ کھولا اس میں سے سیاہ ریشم کا کپڑا نکال کر پھیلایا۔ اس میں سرخ تصویر بنی ہوئی تھی وہ اس شخص کی تصویر تھی جس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔

اس کی گردن طویل تھی اس وقت اس کی داڑھی نہ تھی اس کے بالوں کی دو خوبصورت مینڈھیاں تھیں۔اس نے پوچھا کیا انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر ہے۔ان کے بال سارے لوگوں سے زیادہ تھے۔پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا۔جس میں ایک سفید شخص کی تصویر تھی۔جس کے جسم پر بہت زیادہ بال تھے۔یہ بال گھنگریالے، آنکھیں سرخ، قامت بڑی اور داڑھی خوبصورت تھی۔اس نے پوچھا۔کیا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔اس نے کہا یہ حضرت نوح علیہ السلام کی تصویر ہے۔پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس سے سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا۔اس میں اس ذات کی تصویر تھی جو بہت زیادہ سفید، آنکھیں خوبصورت، پیشانی کشادہ، رخسار چوڑے اور داڑھی سفید تھی۔گویا کہ وہ تبسم فرما رہے تھے۔اس نے پوچھا: کیا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر ہے۔پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا۔اس میں تصویر تھی جو بہت زیادہ سفید تھی۔یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصویر تھی۔اس نے کہا کیا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ:

”نَعَمْ هٰذَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ثُمَّ بَكَيْنَا ۔ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ قَامَ لَهَا قَائِمًا ثُمَّ جَلَسَ وَ قَالَ وَ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَهُوَ ؟ قُلْنَا نَعَمْ اَنَّهٗ لَهُوَ فَاَمْسَكَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ

أَمَا اِنَّهُ آخِرُ البُيُوتِ، وَلٰكِنْ عَجَلْتُهُ لِأَنْظُرَ أَتَعْرِفُونَ ذٰلِكَ أَمْ لَا"۔

ہاں! یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔ پھر ہم رونے لگے ۔ بخدا وہ کھڑا رہا پھر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا بخدا! یہ وہی ہیں، وہ کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا یہ آخری خانہ میں تھی ۔لیکن میں نے اس کو جلدی اس لئے نکال لیا تاکہ میں دیکھوں تم انہیں جانتے ہو یا نہیں؟

پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا ۔اس میں گندم گو شخصیت کی تصویر تھی، جن کے بال بہت زیادہ گھنگریالے، نظر تیز، آنکھیں ذرا دھنسی ہوئی اور وہ چیں بہ جبیں تھے ۔ان کے لب سکڑے ہوئے، دانت تہ بہ تہ تھے گویا کہ غصے میں تھے ۔اس نے کہا کیا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں اس نے کہا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے ۔انکے پہلو میں ایک تصویر تھی جو انہیں کے مشابہ تھی ۔ان کے بالوں کو تیل لگا ہوا تھا۔ان کے پیشانی چوڑی تھی ۔اس نے پوچھا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں ۔اس نے کہا یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی تصویر ہے ۔ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے سفید ریشم کا کپڑا نکالا۔اس پر درمیانہ قد کی ایک تصویر تھی جس کے بال سیدھے تھے ۔اس نے پوچھا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ اس نے کہا یہ حضرت لوط علیہ السلام کی تصویر ہے ۔ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا ۔اس میں ایک شخص کی تصویر تھی جو سرخی کی طرف میلان رکھتے تھے ۔ناک مبارک سرخ، رخسار خفیف اور چہرہ خوبصورت تھا۔اس نے پوچھا انہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں ۔اس نے کہا یہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی تصویر ہے ۔ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے سفید ریشم کا

کپڑا نکالا ۔اس میں ایک ایسی تصویر تھی جو کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے مشابہ تھی ۔مگر ان کے لبوں پر تل تھا اس نے پوچھا نہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں ۔اس نے کہا وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تصویر ہے ۔پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا ۔وہاں سفید شخص کی تصویر تھی جن کا چہرہ بہت خوبصورت ،ناک بلند، قد دراز، چہرہ پرنور اور خشوع وخضوع عیاں تھا ۔وہ شخصیت مائل بہ سرخی تھے ۔اس نے پوچھا نہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں ۔اس نے کہا کہ یہ تمہارے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصویر ہے ۔پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا ۔جس میں ایسی خوبصورت تصویر تھی ۔گویا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے سفید ریشم کا کپڑا نکالا ۔جس میں ایک ایسے شخص کی تصویر تھی ۔جن کی رنگت سرخ، پنڈلیاں موٹی ،مگر آنکھیں ذرا چھوٹی تھیں اور پیٹ بڑا، قد درمیانہ تھا تلوار سونتے ہوئے تھے ۔اس نے پوچھا نہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں ۔اس نے کہا یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تصویر ہے ۔پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے سفید ریشم کا کپڑا نکالا ۔جس میں ایک ایسی شخصیت کی تصویر تھی جن کی پنڈلیاں موٹی ،ٹانگیں طویل تھیں وہ گھوڑے پر سوار تھے ۔اس نے پوچھا نہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں ۔اس نے کہا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تصویر ہے ۔پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا جس میں سے سفید ریشم کا کپڑا نکالا ۔اس میں ایک نوجوان کی سفید تصویر تھی ۔جن کی داڑھی کے بال سفید ،جسم پر بہت سے بال تھے چہرہ خوبصورت تھا ۔اس نے پوچھا نہیں جانتے ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں ۔اس نے کہا یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تصویر ہے ۔

ہم نے پوچھا یہ تصویریں کہاں سے لی ہیں؟ ہم جانتے ہیں یہ تصویریں بالکل صحیح ہیں۔ کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی تصویر بالکل صحیح ہے۔ اس نے کہا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب کریم سے التجا کی کہ وہ ان کی اولاد میں سے ہونے والے انبیاء کرام علیہم السلام کو دکھائے۔ رب کریم نے یہ تصاویر نازل فرمائیں، یہ مغرب الشمس کے پاس حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ (الماری) میں تھیں ذوالقرنین نے یہ وہاں سے نکالی تھیں اور بعد میں حضرت دانیال علیہ السلام کو دے دیں۔ پھر اس نے کہا:

"اَمَاوَاللهِ وَدِدْتُ اَنَّ نَفْسِیْ طَابَتْ بِالْخُرُوْجِ مِنْ مُلْکِیْ وَاَنِّیْ کُنْتُ عَبْدًالِأَشَرِّ کُمْ مَلَکَةً حَتّٰی أَمُوْتَ۔"

بخدا! میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے ملک سے نکل جاؤں۔ اور تم میں ادنی شخص کا غلام بن جاؤں حتی کہ میں مر جاؤں۔

پھر اس نے ہمیں عمدہ انعامات دیئے اور الوداع کہا۔ جب ہم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور بادشاہ نے جو ہمیں دکھایا یا سنایا تھا وہ انہیں بتایا تو وہ رونے لگے۔ اور انہوں نے کہا:

"مِسْکِیْنٌ !لَوْ أَرَادَ اللهُ تَعَالٰی بِهٖ خَیْرًا لَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ :أَخْبَرَنَارَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنَّ الْیَهُوْدَیَجِدُوْنَ نَعْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ عِنْدَهُمْ"

(سبل الھدی والرشاد :ج1ص135)

مسکین! اگر رب تعالیٰ نے اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہوتا وہ یہ کر گزرتا جو اس نے کہا۔ حضور ﷺ ہمیں بتاتے تھے کہ یہود حضور ﷺ کے اوصاف

اپنے ہاں پاتے ہیں۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفیٰ 942ھ فرماتے ہیں کہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن ظفر نے ''خیر البشر'' میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور امام بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا : جب رب تعالیٰ عزوجل نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ان کے امر کا مکہ میں اظہار کر دیا۔ میں شام کی طرف گیا۔جب میں بصرہ میں تھا۔تو میرے پاس عیسائیوں کی ایک جماعت آئی۔انہوں نے پوچھا: کیا تمہارا تعلق حرم پاک سے ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اس کنیسہ میں داخل کر دیا جس میں تصویریں تھیں۔ انہوں نے کہا: ذرا دیکھو کیا تمہیں ان کی تصویر نظر آ رہی ہے؟ کسی نے حضور ﷺ کی ایڑی کو پکڑ رکھا تھا۔انہوں نے پوچھا یا ان کے حلیہ سے آگاہ ہو؟ میں نے کہا: ہاں انہوں نے اشارہ کیا اور کہا کیا یہ وہی ہیں؟ میں نے کہا بخدا! یہ ان کی ہی تصویر ہے۔میں گواہی دیتا ہوں یہ وہی ہیں۔انہوں نے کہا کیا اس ذات کو جانتے ہو جنہوں نے ایڑی پکڑ رکھی ہے؟ کہا ہاں! ان عیسائیوں نے کہا:

''نَشْهَدُ أَنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمْ وَ أَنَّ هٰذَا الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِهِ''

(سبل الھدیٰ والرشاد : ج1،ص135)

ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارے صاحب ہیں اور یہ ان کے بعد خلیفہ ہوں گے۔

کاہن سطیح کی پیشین گوئی:۔

امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571ھ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سطیح کا ذکر کیا کرتے ہیں اور آپ کا یہ خیال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں کسی کو اس کی مثل نہیں پیدا کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سطیح کے تخت پر ایک گوشت کا لوتھڑا پیدا کیا۔ اس کی نقل و حمل تختہ ہی پر ہوئی، اس کے بدن میں ہڈی تھی نہ پٹھہ اس کی کھوپڑی تھی نہ گردن ہتھیلی بھی غائب تھی۔ اس کے اس لوتھڑے کو مثل گٹھڑی کے لپیٹ لیا جاتا۔ اس کے جسم میں کوئی حس و حرکت نہ تھی صرف زبان حرکت کرتی تھی۔ اس کے کہنے پر اس کو تختہ پر رکھ کر مکہ لایا گیا تو اس کے پاس چار قریشی آئے۔ آل قصی میں سے عبد شمس، عبد مناف، احوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص۔ ان چاروں نے اپنا نام اور نسبی تعارف کرایا۔ لوگوں نے کہا کہ جمح والے ہیں جو تمہاری زیارت کے لیے آئے ہیں۔ عقیل نے ایک ہندی تلوار اور روبینیہ برچھا بطور تحفہ پیش کیا اور دونوں چیزوں کو بیت اللہ کے دروازے پر رکھ دیا تاکہ وہ یہ دیکھ سکیں سطیح نے ان چیزوں کو اس سے پہلے دیکھا ہے یا نہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد سطیح نے کہا: اے عقیل! اپنا ہاتھ میرے سامنے لا۔ اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔ اس کے بعد سطیح نے کہا: ''قسم ہے باطن کے جاننے والے اور خطاؤں سے درگزر کرنے والے کی، قسم ہے پورے ہونے والے عہد کی، اور قسم ہے

بیت الحرم کی تم نے جو تحفہ پیش کیا ہے اس میں ہندی شمشیر اور دوسرا ردینی نیزہ ہے۔"

ان قریشیوں نے کہا: اے بزرگ سطیح! آپ نے درست فرمایا اس کے بعد سطیح نے کہا: "قسم ہے فرح کے ساتھ لات کی، قسم ہے قوس قزاح کی، قسم ہے سبقت لے جانے والے گھوڑے کی، قسم ہے پیشانی پر نشان والے گھوڑے کی، قسم ہے تازہ کھجور کے درخت کی قسم ہے خشک وتر خرموں کی، کو ابلا شبہ جس طرف اُڑا مبارک ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ لوگ جمح میں تعلق نہیں رکھتے اور ان کا نسب ان قریش سے ملتا ہے جو پتھریلی زمین کے رہنے والے ہیں۔"

ان چاروں نے کہا: "اے سطیح! آپ نے سچ کہا ہے۔ ہم اسی علاقے کے رہنے والے ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف ملاقات کی غرض سے آئے ہوئے ہیں۔ اب ہمیں آپ کے علم کا اندازہ ہوگیا ہے۔ تو اب ہمیں بتائیے کہ ہمارے زمانے میں اور ہمارے بعد کیا واقعات رونما ہوں گے۔ اگر اس بارے میں آپ کو کچھ خبر ہے۔ سطیح نے کہا: "بے شک تم سچ کہتے ہو اب میری باتوں کو سنو! جو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ مجھے بتائی ہیں۔

اے گروہ عرب تم بڑھاپے کے عالم میں ہو، تمہاری اور عجم کی بصیرتیں برابر ہیں۔ تمہارے پاس علم ہے نہ سمجھ اور تمہارے بعد آنے والے لوگ انواع علم کے متلاشی ہوں گے۔ اور بت شکنی کرتے ہوئے روم تک پہنچیں گے، عجمی باغیوں کو قتل کر کے غنائم حاصل کریں گے۔

اس تقریر کو سن کر چاروں نے کہا: اے بزرگ محترم سطیح! وہ کون لوگ ہوں گے؟ اس نے جواب دیا: رُکنوں والے گھر، امن وغلبہ کی قسم! وہ لوگ تمہارے بعد

تمہاری اولاد سے ہی ہوں گے۔ جو بتوں کو توڑ دیں گے۔ اور طاغوت کی بندگی چھوڑ کر اللہ کی فرمابرداری کریں گے اور دنیا کو توحید کا سبق دیں گے۔ اور دیان کے دین پر چلیں گے۔ اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔ عجمیوں پر سبقت لے جائیں گے۔

انہوں نے پوچھا : اے سطیح ! وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے؟ اس نے جواب دیا : قسم ہے اشرف الاشراف کی، قسم ہے اشراف کی نگہبانی کرنے والے کی، قسم ہے بلاد عاد کو ہلا دینے والے کی، اور قسم ہے کمزوروں کو طاقت دینے والے کی، وہ ہزاروں لوگ ہوں گے جن میں عبد شمس اور عبد مناف سے بھی ہوں گے اور دوسرے مختلف لوگ بھی ہوں گے،،

چاروں قریشیوں نے کہا: اے غیبی خبر دینے والے سطیح : ہمیں یہ بتا دیجئے کہ وہ کس شہر سے ظہور فرمائیں گے؟ اس نے کہا:

"وَ الْبَاقِي الْأَبَدُ وَ الْبَالِغُ الْأَمَدُ لَيَخرُجَنَّ مِنْ ذَا الْبَلَدِنَبِيٌّ مُهْتَدٍ يَهْدِىْ اِلَى الرُّشْدِبِرِفْضِ يَغُوْثَ وَ الْفَنَدُ يَبْرَأُ عَنْ عِبَادِهِ الضَدَ دِيَعْبُدُ رَبًّا اِنْفَرَدْ ثُمَّ يَتَوَفَّاهُ اللهُ مَحْمُودًا وَمِنَ الْاَرْضِ مَفْقُوْدًا وَفِي السَّمَاءِ مَشْهُوْدًا"

قسم ہے ذات ازل و ابد کی اور قسم ہے مددگار اعلیٰ کی، شہر مقدس سے ایک ہدایت یافتہ نبی پیدا ہوگا، جو سیدھی راہ دکھائے گا اور یغوث و اصنام سے کنارہ کشی اختیار کر کے ان کی پرستش سے بری ہوگا، وہ ایک خدا کی عبادت کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس نبی کو محمود کر کے وفات دے گا وہ زمین سے مفقود اور آسمان میں حاضر و موجود ہوگا۔

اس کے بعد صدیق ان کا خلیفہ ہوگا، اس کے فیصلے اور حقوق کی ادائیگی اور اس کے معاملات میں پورا اعتدال ہوگا، اس خلیفہ اول کے بعد دوسرا صاحب عدل و استقامت خلیفہ ہوگا، جو اعلیٰ درجے کا مدبر، تجربہ کار اور معاملہ شناس ہوگا۔ وہ کل ملت کا بہترین ذمہ دار، مہمان نواز اور عدلیہ کا ایک مثالی استحکام کرنے والا ہوگا۔ ان کے بعد وہ شخص خلیفہ اور نائب ہوگا جو اپنے سابقین کی طرح مستعد اور زرہ پوش اور آزمودہ کار ہوگا بایں ہمہ غدار منصوبے بنائیں گے اور اس کو بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالیں گے۔ پھر اس کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اکابرین و معززین امت اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ خلیفہ ہوں گے جو اپنی ذاتی رائے کو فریب دینے والے کی رائے سے متفق کر دیں گے پھر قلمرو میں لشکرِ عظیم مدمقابل ہوں گے۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوگا۔ وہ جمع شدہ مال میں ہاتھ ڈالے گا کم ہی لوگ ہوں گے جو اس کو پسند کریں گے۔ وہ عوام کے خزانے میں تصرف کرے گا اور آئندہ جانشین کے لیے خزانہ بھر دے گا۔

اس کے بعد وہ بادشاہ والی ہو جائیں گے کہ ان کے عہد میں خون ریزی عام ہوگی۔ بعد ازاں ان کا والی ایک مفلوک شخص ہوگا۔ وہ ان کو فرش کی طرح پامال کرے گا۔ پھر ایک مضبوط گرفت والا ابوجعفر ہوگا جو حق کو دور اور ضرر کو قریب کرے گا۔ اور بہت بری طرح زمین کو فتح کرے گا اس کے بعد ایک پست قد والا شخص ہوگا۔ اس کی پشت پر نشان ہوگا، وہ سلامتی کی موت مرے گا، پھر نسبتاً کم مکار شخص آئے گا، وہ ملک کو خالی اور بے کار چھوڑ دے گا پھر اس کا بھائی والی ہوگا، جو اسی کی راہ پر گامزن ہوگا، وہ منبر و اموال کے ساتھ مخصوص ہوگا، اس کے بعد والا وہ شخص ہوگا جو غصہ پر ضبط نہ کر سکے گا وہ

دنیا پسند اور رمال دار ہوگا، اس کے معاصرین اور ہم زمانہ لوگ نیز اس کے اقارب اسے جنگ پر ابھاریں گے اور پھر اس پر چڑھائی کریں گے اور سلطنت سے معزول کردیں گے اور پھر وہ قتل کردیا جائے گا۔

اس کے بعد ساتواں شخص برسر اقتدار آئے گا، وہ ملک کو قحط زدہ ویران اور پسماندہ کردے گا۔ اور ملک کے اندر ایک بھوکے حریص کی طرح کھسوٹ کرے گا، اس وقت حالت یہ ہوگی کہ بے مایہ وحریص لوگ ملک گیری کی طمع کریں گے اور ننگے بھوکے لوگ والی بنیں گے۔ قبیلہ نزار کے لوگ بنی قحطان کو پامال کریں گے اور یہ دونوں قبیلے دمشق میں لبنان کے قریب نبرد آزما ہوں گے اس دن اہل یمن کے دو طبقے ہوں گے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ومخذول۔

صحرانشینوں کے خیموں کو تم بوسیدہ دیکھو گے اور ان کے جھنڈے کھلے پاؤ گے اور قیدیوں کو پابہ زنجیر دیکھو گے۔ یہ واقعات وادی فرات اور پہاڑوں کے درمیان ہوں گے۔ اس زمانے میں منابہ وایراں ہوں گے۔ اور خواتین لوٹی جائیں گی اور حاملہ عورتیں حمل ضائع کریں گی اور زمزے اور ساز کا دوردورہ ہوگا۔ وائل نامی شخص خلافت کو طلب کرے گا۔ اس وقت قوم نزار مشتعل ہوگی اور وہ غلاموں اور شرپسندوں کو مقرب کرے گی۔ اور اخیار وعباد سے دور رہے گی۔ لوگ بھوکے مریں گے غلہ اور عام ضرورت کی چیزیں گراں ہوجائیں گی اور ایک موقع پر ماہ صفر میں ان جابروں کو قتل کیا جائے گا۔ جنہوں نے نہروں، خندقوں اور سرسبزی کو عام کیا۔ ان کو بھاگنے کا موقع نہ ملے گا، حاکم وقت ان جابروں کو دن کے اول وقت ہزیمت دے گا۔ جب وہ اس حالت میں مغلوبیت کو پہنچیں گے۔ تو وہ خوف کے باعث نہ سوسکیں گے، اور نہ فرار ہوسکیں

گے۔ وہ کسی آبادی میں داخل ہوں گے اور پھر قضاو قدر کو پالیں گے۔ اس کے بعد تیراندازوں کی جماعت آئے گی۔ اور وہ صالحین کو اکٹھا کریں گے تاکہ آہن پوشوں کو قتل کریں اور ان کے حامیوں کو قید کریں اور گمراہوں کو اسیر بنائیں۔ اس مرحلہ پر بادشاہ کو آبی راہ سفر پر پالیں گے۔ پھر اس کے امور میں اختلال واقع ہو جائے اور زبور پوشیدہ کردیے جائیں گے۔ معبودوں کو توڑ دیا جائے گا۔ اور کوئی محفوظ و مامون نہ ہو گا مگر وہ جو کہ جزائر الجور میں ہو گا۔ (یعنی دور دراز کے جزیروں میں چلے جائیں گے) اس کے بعد جنوب کی سمت سے غبار اُٹھے گا اور دیہاتی غلبہ کریں گے۔ ان میں کوئی بھی بدکاری، جنگ جوئی اور ہٹ دھرمی سے پاک و منزہ نہ ہو گا۔ یہ زمانہ زیادہ خراب ہو گا۔ کاش قوم میں کچھ اس دن حیاء ہوتی اور تمناؤں کی خواہش نہ کرتی۔

ان چاروں قریشی حاضرین نے دریافت کیا: اے سطیح! اس کے بعد کیا ہو گا۔

اس نے کہا: س اس کے بعد یمن سے ایک شخص اٹھے گا اور وہ خوبصورت اور برف کی مانند سفید ہو گا، اور وہ صنعاء اور عدن کے درمیان میں ایک علاقے سے ظاہر ہو گا، اس کا نام، حسن یا حسین ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سر پر فتنوں کو لے جائے گا۔

(تاریخ دمشق: ج 72، ص 214)

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571ھ نے نقل کیا ہے کہ ربیعہ بن نصر لخمی نے ایک خوف ناک خواب دیکھا جس سے وہ خوف زدہ ہو گیا تو اس نے اپنی مملکت کے معبروں کے پاس لوگوں کو بھیجا اور کسی کاہن اور جادوگر، شگون لینے والے اور نجومی کو نہ چھوڑا سب ہی لوگوں کو طلب کر لیا، معبروں نے کہا: خواب بیان فرمائیے تاکہ ہم تعبیر دیں۔"

اس نے جواب دیا: ''کہ میں خواب بیان کروں اور پھر اس کی تعبیر لوں یہ طریقہ کار میرے لیے اطمینان کا باعث نہیں ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ صحیح تعبیر وہی کرے گا، جو اس خواب کو میرے بیان کیے بغیر جانتا ہو کہ میں کیا دیکھ چکا ہوں۔

ربیعہ کا نقطہ نظر معلوم کر کے حاضرین میں سے کسی ایک نے کہا: اگر آپ اس طریقہ پر تعبیر کے خواہاں ہیں تو ''سطیح'' یا ''شق'' کے پاس کسی کو بھیجنا چاہیئے۔ ان دونوں میں سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے یہ دونوں افراد خواب اور تعبیر بتا سکتے ہیں۔

طلبی پر شق سے پہلے سطیح آ گیا۔ بادشاہ نے کہا : اے سطیح! میں خواب دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا ہوں، تم اس کی تعبیر دو۔'' سطیح نے جواب میں کہنا شروع کیا: ''اے بادشاہ! آپ نے خواب دیکھا ہے کہ تاریکی کی حالت میں ایک شعلہ برآمد ہوا، وہ تہامہ کا علاقہ ہے، اور اس شعلہ نے ہر کھوپڑی والے کو کھا لیا ہے۔''

بادشاہ نے کہا : اے سطیح! تو نے خواب بیان کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی ہے۔'' ہاں اب تم اسکی تعبیر بیان کرو۔

سطیح نے کہا: ''میں قسم کھاتا ہوں دونوں حرہ کے درمیان ہر چرند اور پرندکی، تمہاری مملکت میں حبشی اتریں گے اور ابین سے لے کر جرش تک کے علاقہ پر وہ قبضہ کر لیں گے۔''

یہ سن کر بادشاہ نے کہا: ''یہ بات ہمارے لیے موجب فکر والم اور خوف وہراس ہے، بتاؤ یہ بات تمہارے زمانہ میں ہو گی یا بعد میں

سطیح نے کہا: ''نہیں ساٹھ ستر سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد واقع ہو گی''۔

بادشاہ نے پوچھا: ''یہ ملک ان کے قبضہ میں ہمیشہ رہے گا یا پھر نکل جائے گا''۔

سطیح نے کہا: ''ستر برس کچھ زیادہ کے بعد یہ ملک ان کے قبضہ سے نکل جائے گا، پھر ان سے اکثر قتل کیے جائیں گے اور کچھ جان بچا کر بھاگ جائیں گے۔''
بادشاہ نے کہا: ''ان کو قتل کرنے اور بھاگنے پر مجبور کرنے والا شخص کون ہو گا؟'' سطیح نے جواب دیا: ''ارم ذی یزن ان کا حاکم عدن سے یورش کہلائے گا۔ اور پھر ان میں سے کسی ایک کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔''
بادشاہ نے کہا: ''حاکم عدن کی حکومت یمن میں ہمیشہ رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟'' سطیح نے جواب دیا: ''ستر برس کچھ زیادہ کے بعد یہ ملک ان کی حکومت سے نکل جائے گا۔
بادشاہ نے کہا: ''اس کی حکومت کون ختم کرے گا؟'' سطیح نے جواب دیا:

''نَبِیٌّ زَکِیٌّ یَاتِیۡهِ الۡوَحۡیُ مِنۡ قِبَلِ الۡعَلِیِّ''

''ایک نبی پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت و وحی نازل ہوا کرے گی۔''

بادشاہ نے سوال کیا: وہ نبی مکرم کس قبیلے سے ہوگا؟ سطیح نے کہا: ''غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے ہوگا۔ اس کی امت میں حکومت آخر زمانے تک باقی رہے گی'' بادشاہ نے پوچھا: کیا زمانہ کا بھی آخری کنارہ ہے؟ سطیح نے کہا: ''ہاں وہ روز جس دن اولین و آخرین جمع ہوں گے اس روز نیکوکار سعادت مند ہوں گے اور بدکار بد بخت ہونگے۔'' بادشاہ نے کہا: اے واقف حالات سطیح! جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا واقعی یہ درست ہے؟ سطیح نے کہا: ''ہاں میں قسم کھا کے کہتا ہوں شفق و غسق اور فلق کی جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ حق ہے۔''
جب سطیح اپنی گفتگو اور جوابات سے فارغ ہوا تو شق کو بادشاہ ربیعہ نے اپنے پاس بلایا اور کہا: ''میں ایک خواب دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا ہوں'' اور جو سوالات و

جوابات سطیح سے ہو چکے تھے۔ ان کو بادشاہ نے مخفی رکھا تا کہ وہ معلوم کر سکے دونوں کاہنوں کے بیان اور تعبیر میں اور کس قدر اتفاق ہے یا اختلاف ہے۔

تو شق نے کہا: ''ہاں آپ نے ایک تاریکی سے ایک شعلہ برآمد ہوتے ہوئے دیکھا پھر وہ باغ اور پشتہ کے درمیان ٹھہرا۔ پھر اس نے ہر جان دار کو کھالیا ہے۔

باشاہ نے کہا: تم اس کی تعبیر کیا کرتے ہو؟ میں قسم کھاکے کہتا ہوں دونوں حرہ کے درمیانی انسان کی، آپ کی سرزمین میں سوڈانی یلغار کریں گے اور وہ نازک انگلیوں پر غالب ہو جائیں گے۔ اور ابین اور نجران تک قبضہ کرلیں گے۔

بادشاہ نے کہا: یہ بات ہمارے لیے موجب اشتعال بھی ہے اور باعث رنج وتفکر بھی۔ بتا سکتے ہو کہ یہ سب میرے عہد میں ہو گا یا میرے بعد میں؟ شق نے جواب دیتے ہوئے کہا: ''کچھ زمانے کے بعد یہ حالات وحادثات رونما ہوں گے، اس کے بعد تم لوگوں کو ایک عظیم اور صاحب شان چھڑائے گا اور وہ ان کو دردناک مزہ چکھائے گا۔'' بادشاہ نے کہا: وہ عظیم ترین شخص کون ہو گا؟

تو شق نے کہا: ''وہ لڑکا نہ زیادہ کم مرتبہ ہو گا نہ زیادہ معزز۔ ذی یزن کے گھر میں پیدا ہو گا۔'' بادشاہ نے کہا: اس کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا جاتی رہے گی؟'' کاہن نے جواب دیا:

''بَلْ یَنْقَطِعُ بِرَسُوْلٍ مُرْسَلٍ یَأْتِیْ بِالْحَقِّ وَ الْعَدْلِ مِنْ أَهْلِ الدِّیْنِ وَ الْفَضْلِ یَکُوْنُ الْمُلْکُ مِنْ قَوْمِهٖ إِلٰی یَوْمِ الْفَصْلِ''

''ایک رسول مرسل اس کی اقتدار و سلطنت کو ختم کرے گا۔ وہ رسول حق اور دین عدل کو لائے گا۔ وہ ایک خاص نظام زندگی کا داعی اور صاحب فضل ہوگا۔'' یہ حکومت اس کے صاحبوں اور متبعین میں فیصلہ کے دن تک باقی رہے گی۔''

بادشاہ نے کہا : وہ فیصلہ کا دن کیا ہے؟ شق نے جواب دیا: ''یہ وہ دن ہوگا حاکموں کو بدلہ دیا جائے گا۔ آسمان سے بلانے والے کی ندا سنی جائے گی۔ جسے ہر مردہ اور زندہ سنے گا۔ اس دن تمام لوگ میقات میں جمع ہوں گے۔ جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کیا ہوگا۔ وہ اس دن کامیاب اور نجات یافتہ ہوگا۔''

(تاریخ دمشق: ج72،ص 217)

بادشاہ کا خواب:۔

ابو الفداء اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 774ھ روایت کرتے ہیں کہ ربیعہ بن نصر یمن کا حکمران تھا اس نے ایک عجیب خواب دیکھا، جس سے وہ دہشت زدہ ہوگیا، معبرین (تعبیر بیان کرنے والوں) کو بلایا اور خواب کی بابت اپنی بے چینی اور پریشانی سے آگاہ کیا۔ وہ بولے! بادشاہ سلامت پریشان نہ ہوں۔ اپنا خواب ارشاد فرمائیں، ہم اس کی تعبیر بیان کریں گے۔ بادشاہ نے کہا! کہ اگر میں نے خواب بتا دیا تو تعبیر پر مجھے یقین نہیں آئے گا، تم لوگ خواب بھی بتاؤ اور تعبیر بھی! عجیب قسم کی شرط تھی، وہ چکرا گئے لیکن مزاج بادشاہ کے آگے دم مارنے کی مجال نہ تھی آخر مشورہ کر کے بولے۔

اس معیار پر صرف دو افراد پورے اتر سکتے ہیں ایک کا نام سطیح اور دوسرے کا نام شق ہے۔ بڑے دانا شناس اور روشن ضمیر ہیں وہ اپنے علم و بیان سے آپ کو مطمئن

کر سکتے ہیں۔

شاہی انتظامات کے ذریعے پہلے سطیح کو بلایا گیا اس نے خواب کا خلاصہ بتایا کہ بادشاہ نے اندھیرے کا سمندر دیکھا ہر طرف سیاہی کے ہیبت ناک بادل منڈلا رہے تھے۔ اتنے میں بجلی کی کوندلپکی ظلمت کے پردے سے ایک شرارہ نمودار ہوا اور نشیب میں آ کر گرا اور ہر شے کو خاک سیاہ کر کے رکھ دیا' کوئی جاندار اور بے جان اسکی دستبرداری سے نہ بچ سکا۔ بادشاہ اچھل پڑا بالکل یہی خواب تھا اب اس کی تعبیر بتاؤ۔

سطیح ایسے لگ رہا تھا جیسے آنے والے دور میں جھانک رہا ہو یہ اس کے صفائے باطن کی نمودار اور دل کی کشادگی تھی۔ بہر حال حاضرین دنگ رہ گئے اور چشم تصور سے مستقبل کو دیکھنے لگے۔

وہ بولا ابتدائی دور جنگوں اور آویزشوں میں گزرے گا۔ تمہارے ملک پر حبشی اور پھر ذی یزن کے لوگ حملہ آور ہوں گے۔ پھر ایک سہانا دور آئے گا جب تمام حکومتیں ختم ہو جائیں گی۔

انہیں کون ختم کرے گا' بادشاہ نے حیرت سے پوچھا سطیح نے جواب دیا!:'

"نَبِيٌّ زَكِيٌّ يَأْتِيهِ الْوَحْيُ مِنْ قِبَلِ الْعُلٰى"

وہ ایک پاک نبی ہو گا جس پر رب تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہو گی۔

اس نے مزید کہا کہ پھر اس نبی کا چرچا زمانے کے آخر تک رہے گا۔

کیا زمانے کا آخر بھی ہے؟ بادشاہ نے تعجب سے پوچھا۔

"یَوْمَ یُجْمَعُ فِیهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ یَسْعَدُ فِیهِ الْمُحْسِنُوْنَ وَیَشْقَی فِیهِ الْمُسِیئُوْنَ"

اس میں اگلے پچھلے سب لوگ جمع کر دیئے جائیں گے نیکو کار سعادت اندوز ہوں گے اور بد کردار شقاوت و بدبختی سے دو چار ہوں گے۔

بادشاہ چکرا گیا تمام باتیں اس کے لئے نئی اور باعث حیرت تھیں اتنے میں دوسرا عالم "شق" بھی آ گیا بادشاہ نے اسے بھی آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔ جب اس سے علیحدگی میں باتیں ہوئیں تو اس نے بھی تقریباً وہی کچھ بتایا جو سطیح نے بیان کیا تھا۔ البتہ الفاظ مختلف تھے۔ شق نے آنے والے نبی کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

"بِرَسُوْلٍ مُرْسَلٍ یَأْتِی بِالْحَقِّ وَالْعَدْلِ، بَیْنَ أَهْلِ الدِّیْنِ وَالْفَضْلِ"

وہ نبی مرسل ہیں جو اہل علم و فضل اور دین والوں کے پاس حق و صداقت اور عدل و انصاف لے کر آئیں گے اور مزید یہ کہ وہ ظلم و شیطانیت اور شر و فساد کی حکومت ختم کر دیں گے۔ ان کا شہرہ اور فیض نور یوم الفصل تک جاری رہے گا۔

یہ "یوم الفصل" کیا ہے؟ بادشاہ نے پوچھا جواب ملا۔

"یَوْمَ یُجْزَی فِیهِ الْوُلَاةُ یُدْعَی فِیهِ مِنَ السَّمَاءِ بِدَعْوَاتٍ تَسْمَعُ مِنْهَا الْحَیَاءُ وَالْأَمْوَاتُ وَیُجْمَعُ النَّاسُ فِیهِ لِلْمِیقَاتِ"

وہ فیصلے کا دن ہے جس میں حکام اور بادشاہوں سے بھی باز پرس ہو گی۔ اور انہیں بدلہ دیا جائے گا آسمان سے ندا آئے گی جسے زندہ اور مردہ سب سنیں گے اور ایک مقررہ جگہ پر جمع ہو جائیں گے۔

کیا یہ سب کچھ ہوگا نبی بھی آئے گا اور فیصلے کا دن بھی۔ بادشاہ دنگ رہ گیا۔ شق نے جواب دیا: ہاں میں اس میں ایک ذرہ برابر بھی شک کی گنجائش نہیں کرتا۔

(البدایہ والنہایہ ج2 ص413)

سطیح کی شخصیت:۔

ابوالفداء اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 774ھ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سطیح عجیب وغریب شخصیت کا مالک تھا ایسے پتہ چلتا تھا جیسے اس پر علوم القاء ہوتے ہیں۔ وہ عبد شمس اور عبد مناف کے دور میں مکہ مکرمہ آیا تھا اور اس سرزمین کو دیکھ کر کہتا تھا۔

لَیَخرُجَنَّ مِنْ ذَا البَلَدِ نَبِیٌّ مُهتَدٍ یَهدِی اِلَی الرُّشدِ یَرفُضُ یَغُوثَ وَالفَنَدَ یَبرَأُ عَنْ عِبَادَةِ الضَّدَدِ یَعْبُدُ رَبًّا انفَرَدَ

اس سرزمین سے خدا کے سنوارے ہوئے ہدایت یافتہ نبی ظاہر ہوں گے۔ جو اصلاح وارشاد کا درس دیں گے بت پرستی اور جھوٹ کے قریب بھی نہیں جائیں گے اور وحدہ لاشریک رب کی عبادت کریں گے۔

(البدایہ والنہایہ: ج3 ص49)

سطیح کی عمر:۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ متوفی 571ھ کہتے ہیں کہ سطیح کاہن سیل عرم کے زمانے میں پیدا ہوا اور حضور ﷺ کے سالِ ولادت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ پانچ سو سال زندہ رہا۔ اس کے علاوہ دوسرا ایک قول یہ ہے کہ تین سو سال زندہ رہا۔

(تاریخ دمشق: ج72 ص 222)

مقوقس کی تصدیق:۔

امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ متوفی 430ھ روایت کرتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ اسکندریہ پہنچے تو اسکندریہ کے حکمران اور قبطیوں کے سربراہ مقوقس نے انہیں اپنے دربار میں طلب کیا اور مکہ میں مبعوث ہونے والے نبی کے بارے میں استفسار کیا۔

مغیرہ نے جواب دیا۔میں اس نئے دین میں دلچسپی نہیں لے رہا اس لئے تفصیلات بتانے سے قاصر ہوں، البتہ اتنا جانتا ہوں، وہ خدا کی وحدانیت کے اقرار پر بہت زور دیتے ہیں اور شرک و بت پرستی سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ بدکاری ،سود خوری،قتل و غارت،ظلم وستم اور بچیوں کو زندہ درگور کرنے کے خلاف بھی ان کا موقف بہت سخت ہے۔مجموعی طور پر ان کی تعلیمات اخلاقیات پر مبنی ہیں''

مقوقس بڑا عالم اور توراۃ و انجیل کی تختیوں سے آگاہ تھا۔بڑے حکیمانہ اور نصیحت آموز انداز میں گویا ہوا۔

''هُوَ النَّبِيُّ مُرسَلٌ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَلَوْ أَصَابَ الْقِبطَ وَالرُّوْمَ تَبِعُوْهُ قَدْ أَمَرَ هُمْ بِذٰلِكَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَهٰذَا الَّذِي تَصِفُوْنَ مِنْهُ بُعِثَ بِهِ الْاَنْبِيَاءُ مِنْ قَبْلِهِ وَسَتَكُوْنُ لَهُ الْعَاقِبَةُ، حَتّٰى لَا يُنَازِعَهُ أَحَدٌ وَيَظْهَرُ دِيْنُهُ''

''وہ نبی مرسل ہیں اور تمام مخلوق کی طرف بھیجے گئے ہیں ،اگر وہ قبط اور روم میں تشریف لاتے تو سب ان کے پیروکار بن جاتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ان لوگوں کو یہی حکم دیا تھا۔نیز جن تعلیمات کا تو نے ذکر کیا ہے۔وہ انبیاء کرام کی تعلیمات ہے،وہ انہی کے ساتھ مبعوث ہوتے رہے ہیں۔یاد رکھو! آخر کار وہ کامیاب ہوں گے

کوئی ان کے ساتھ ٹکر لینے والا نہ رہے گا۔ اور ان کا دین غالب آجائے گا۔

یہ سن کر مغیرہ مرغوب ہو گیا کہ بادشاہ بھی ان کی تعریف و ستائش کرتے ہیں۔ اور ان کے مستقبل کے بارے میں پرامید ہیں وہ سوچنے لگا۔

"مُلُوکُ الْعَجَمِ یُصَدِّقُونَهُ وَیَخَافُونَهُ فِی بُعْدِأَرْحَامِهِمْ مِنْهُ وَ نَحْنُ أَقْرِبَائُهُ وَجِیرَانُهُ لَمْ نَدْخُلْ مَعَهُ قَدْ جَاءَنَا دَاعِیًا اِلٰی مَنَازِلِنَا"

عجم کے بادشاہ ان کو سچا جانتے ہیں اور ان سے ڈرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ ان کے رشتہ دار نہیں اور ہم ان کے پڑوسی اور قریبی رشتے دار ہیں۔ پھر ان پر ایمان نہیں لائے حالانکہ وہ ہمارے گھر میں داعی بن کر آئے ہیں۔ مقوقش کی اس بات سے مغیرہ کے دل میں جستجو پیدا ہوئی کہ اسکندریہ آئے ہوئے ہیں اب ان کے بارے میں یہاں کی تمام معلومات جمع کر لینے کا بہترین موقع ہے یہ سوچ کر اسکندریہ کا ہر کلیسا اور گرجا چھان مارا۔

ایک پادری بہت ریاضت پسند، عبادت گذار اور پرہیزگار تھا مغیرہ کہتے ہیں میں اس کے پاس گیا اور پوچھا: "هَلْ بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ؟" مجھے بتاؤ! کیا کوئی نبی باقی رہ گیا ہے؟ اس نے جواب دیا:

"نَعَمْ، وَهُوَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ أَحَدٌ، وَهُوَ نَبِيٌّ قَدْ أَمَرَنَا عِيسَى بِاتِّبَاعِهِ، وَهُوَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْعَرَبِيُّ، اسْمُهُ أَحْمَدُ، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ، فِي عَيْنَيْهِ حُمْرَةٌ، لَيْسَ بِالْأَبْيَضِ، وَلَا بِالْآدَمِ، يُعْفِي شَعْرَهُ، وَيَلْبَسُ مَا غَلُظَ مِنَ الثِّيَابِ، وَيَجْتَزِئُ بِمَا لَقِيَ مِنَ

الطَعَام، سَیفُہ عَلٰی عَاتِقِہ، وَلا یُبَالِي مَن لاقٰی، یُبَاشِرُ القِتَال بِنَفسِہ، وَمَعَ أَصحَابِہ، یَفدُونَہُ بِأَنفُسِھِم، ھُم لَہُ أَشَدُّ حُبًّا مِن أَولادِھِم"

ہاں اور وہ خاتم النبیین ہیں ان کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں انکی اتباع کا حکم دیا ہوا ہے۔ وہ نبی امی اور عربی ہیں اور انکا اسم گرامی "احمد" ہے اس نے مزید بتایا کہ ان کا قد مبارک درمیانہ اور آنکھوں میں سرخی ہے۔موٹا کپڑا پہننا پسند فرماتے ہیں ان کے دوست احباب ان کے عاشق اور فداکار ہیں اپنی اولاد سے بھی زیادہ ان سے پیار کرتے ہیں"۔

مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں میرے دل پر ان تصریحات کا ایسا مثبت اثر ہوا کہ میں واپس آتے ہی مسلمان ہو گیا پھر میں نے حضور علیہ السلام کو مقوقس اور پادری کی باتیں سنائیں آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا! اپنے دوستوں کو بھی یہ باتیں سناؤ۔

(دلائل النبوۃ ابو نعیم۔ج 1 ص 45.44)

عیصیٰ راہب کی خبر:۔

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نقل کرتے ہیں کہ مسیب بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام کے علاقے میں مقام مر الظہران پر ایک راہب تھا۔جس کا نام عیصی تھا۔اللہ تعالیٰ نے اسے علم کثیر سے نوازا تھا۔وہ مکہ آیا اور اس نے لوگوں سے ملاقات کے دوران کہا: تمہاری سرزمین پر عنقریب ایک فرزند پیدا ہوگا۔جس کی تمام عرب وعجم کے لوگ پیروی کریں

گے تو جو لوگ اسکے عہد اور دعوت کو پائیں اور قبول کریں گے وہ ہدایت یافتہ اور فلاح پانے والے ہو جائیں گے ۔ اور جنہوں نے اس کی مخالفت کی اور رہنمائی کے حصول سے گریز کیا یقیناً وہ گھاٹے میں رہیں گے ۔ میں دنیاوی راحت و آرام اور وطنی ماحول اور اپنی سرزمین کو چھوڑ کر محنت و تکلیف اور بھوک و پیاس اور اجنبی ماحول میں صرف اسی کی طلب اور جستجو میں آیا ہوں ۔ اس کا یہ معمول بن گیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں خاندان قریش میں جو نومولود پیدا ہوتا وہ اس کے بارے میں دریافت کرتا اور جب اس بچے میں حضور ﷺ کی علامات نہ پاتا تو اکثر کہا کرتا کہ ابھی تک وہ فرزند تشریف نہ لایا۔

جب رسالت مآب ﷺ کی جلوہ گری ہوئی تو اسی صبح حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ عیصیٰ راہب کے صومعہ پر آئے اور آواز دی اس ۔نے پوچھا اور پھر نکل کر آیا اور کہا : اے عبد المطلب! تم ہی اس فرزند ارجمند کے دادا ہو جس کی ولادت کے بارے میں میں تم سے باتیں کرتا تھا وہ دوشنبہ کو پیدا ہوا اسی دن بعثت کا اعلان کرے گا۔ اسی دن اس دنیا سے رحلت فرمائے گا یقیناً آج رات ہی اس کا ستارہ طلوع ہوا ہے، اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس وقت درد میں ہے اور یہ شکایت تین دن تک رہے گی۔ پھر وہ صحت مند ہو جائے گا تم اپنے آپ کو قابو میں رکھنا۔ اس لیے کہ جس قدر لوگ حسد اس فرزند سے کریں گے اس کی مثال نہیں ملے گی اور جیسی مخالفت اور مزاحمت یہ لوگ اس کے ساتھ کریں گے ویسی مخالفت کسی کے ساتھ نہ ہوگی۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے پوچھا : اس بچے کی عمر کتنی ہوگی؟ راہب نے جواب دیا :

"اِنْ طَالَ عُمْرُہٗ اَوْ قَصُرَ لَمْ یَبْلُغِ السَّبْعِیْنَ یَمُوْتُ فِیْ وِتْرٍ دُوْنَهَا

فِي السِّتِّينَ فِي اِحدٰی وَ سِتِّینَ اَوْ ثَلاثٍ وَ سِتِّینَ أَعْمَارُ رَجُلٍ أُمَّتُهُ"

(خصائص الکبریٰ لسیوطی : ج1،ص85)

اس کی عمر کم ہو یا زیادہ، ستر کو نہیں پہنچے گی. اس کی عمر کے لیے سالوں کی گنتی طاق ہوگی۔ انسٹھ، اکسٹھ یا تریسٹھ برس اور یہی اس کی امت کی عمریں ہوں گی۔

امیہ بن صلت کی خبر:۔

امیہ بن ابی صلت عرب کا ایک زاہد مزاج اور اپنے زعم میں بڑا عبادت گزار شخص تھا۔ موٹے کھردرے کپڑے پہنتا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا تھا اس کی ابوسفیان کے ساتھ دوستی تھی اس دوستی کے ناطے اس نے ایک دفعہ ابوسفیان کو بتایا!

"اِنِّی اَجِدُ فِی الْکُتُبِ صِفَةَ نَبِیٍّ یُبْعَثُ مِنْ بِلَادِنَا"

"میں کتب سابقہ میں ایک نبی کا تذکرہ پاتا ہوں جو ہمارے ملک میں مبعوث ہوں گے۔"

ابتدا میں میرا تصور یہ تھا کہ میں ہی وہ نبی ہوں اپنی عبادت و ریاضت، دین و دانش راست بازی اخلاقی برتری کو دیکھتے ہوئے مجھے پکا یقین تھا کہ کسی موزوں موقع پر خدا کی طرف سے مجھ پر وحی نازل ہو گی۔ اور میں نبی کی حیثیت سے مبعوث کر دیا جاؤں گا۔

مگر بعد میں مجھ پر یہ راز منکشف ہوا کہ وہ نبی بنو عبد مناف سے ہوگا۔ میں نے اس قبیلے کے افراد کا جائزہ لینا شروع کر دیا کہ کون اخلاق عالیہ کا حامل ہے۔ اور نبوت کے مزاج اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قریب تر ہے۔ میری نظر عتبہ پر جا کر

اٹک گی ۔ بڑا اصول پسند رکھ رکھاؤ والا ، وضع دار آدمی دیکھائی دیتا ہے مگر جب چالیس سال سے تجاوز کر گیا، اور اس پر وحی نازل نہ ہوئی، تو میرا خیال ہی بدل گیا اور ذہن نے کہا کہ وہ یہ نہیں ہے۔

ابوسفیان راوی ہیں جب حضور نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو میں امیہ بن ابی صلت کے پاس گیا اور حضور ﷺ کے بارے میں اس کی رائے پوچھی اس نے جواب دیا کہ: ''اَمَا اَنَّهُ حَق فَاتَّبِعهُ'' ''خبردار! بے شک وہ سچے ہیں تم ان پر ایمان لے آؤ'' میں نے کہا تم کیوں ایمان نہیں لاتے؟

''الْحَيَاءُ مِنْ نِسَيَاتِ ثَقِيفٍ أَنِّي كُنْتُ أُخْبِرُهُنَّ أَنِّي هُوَ ثُمَّ أَصِيرُ تَبَعًا لِفَتًى مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ''

بولا! میں لوگوں کو بتایا کرتا تھا کہ میں وہ نبی ہوں اب دوسرے کو نبی ماننے اور اسکی پیروی کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔

(الفتح الباری شرح صحیح البخاری: ج6،ص723)

نسب کی پاکیزگی

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی نبوت کے دلائل کی منجملہ وجوہ میں سے ایک نسبی فضیلت ہے۔ اس لیے کہ حکومت اور سیادت بھی فیضان نبوت سے ہے۔ حکومت اور سیادت ذی حسب اور صاحب عزت و شرف لوگوں کا حق ہوتی ہے۔ اس لیے کہ یہ اوصاف رعایا کے انقیاد و اطاعت اور پیروی کرنے میں ایک مؤثر ذریعہ ہیں۔ اسی وجہ سے ہرقل بادشاہ نے جب ابوسفیان

سے سوال کیا تھا کہ تم لوگوں کے درمیان ان کی نسبی حالت کیسی ہے؟ تو ابوسفیان نے جواب دیا کہ:

''ھُوَ فِینَا ذُوْ نَسَبٍ'' ''وہ ہمارے درمیان صاحب نسب ہیں''۔

تو ہرقل نے کہا:

''فَکَذٰلِکَ الرُسلُ تبْعَثُ فِی نَسَبِ قَوْمِھَا''

(صحیح بخاری کتاب بدؤ الوحی رقم الحدیث 07 ص 3)

''یہی نسبی بزرگی، نجابت و اصالت اور طہارت تمام رسولوں میں رہی ہے اور وہ اپنی قوم میں فضیلت نسبی کی وجہ سے ممتاز رہے ہیں۔

(الخصائص الکبری۔ ج 1 ص 67)

قرآن مجید اور طہارت نسب:۔

اللہ رب العزت نے فرمایا: ''اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہ''

(الانعام 6:124)

''اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے (اس دل کو) جہاں وہ رکھتا ہے اپنی نبوت کو۔''

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان:

''وَ تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ'' (الشعراء 26:219)

اور جو نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

حافظ الکبیر امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی کہ:

''مَا زَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَتَقَلَّبُ فِی اَصْلَابِ الْاَنْبِیَاءِ حَتّٰی وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ''

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیائے کرام علیہم السلام کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ اپنی والدہ ماجدہ کے شکمِ اطہر سے جلوہ افروز ہوئے۔''

(دلائل النبوۃ لابی نعیم: ج1،ص29)

ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 256ھ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بُعِثْتُ مِنْ خَیرِ قُرُوْنِ بَنِی اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِی کُنْتُ مِنْهُ''

(صحیح بخاری: کتاب المناقب: رقم الحدیث 3557 ص597)

''میں بنو آدم کے بہترین زمانہ میں مبعوث ہوا ہوں، قرن بہ قرن تبدیل ہوتا رہا حتیٰ کہ وہ زمانہ آگیا جس میں میں مبعوث ہوا''

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی متوفی 911ھ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خَیرُ الْعَرَبِ مُضَرُ وَ خَیرُ مُضَرَ بَنُوْ عَبْدِ مَنَافٍ وَ خَیرُ عَبْدِ مَنَافٍ بَنُوْ هَاشِمٍ وَخَیرُ بَنِی هَاشِمٍ بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاللهِ مَا افْتَرَقَ فِرْقَتَانِ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ اِلَّا کُنْتُ فِی خَیرِ هِمَا''

''عرب اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام سے مضر اور مضر سے بنو عبد مناف اور بنو عبد مناف سے بنو ہاشم اور بنو ہاشم سے بنو عبد المطلب بہترین ہیں۔ بخدا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کی جب بھی اولادِ آدم دو حصوں میں منقسم ہوئی ہے میں

ان میں سے بہترین میں تھا۔"

(الحاوی للفتاوی :ج2،ص200)

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی متوفی 911ھ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ حِینَ خَلَقَنِی جَعَلَنِی مِنْ خَیرِ خِلْقَۃٍ، ثُمَّ حِینَ خَلَقَ الْقَبَائِلَ جَعَلَنِی مِنْ خَیرِھِمْ قَبِیلَۃً، وَ حِینَ خَلَقَ الْاَنْفُسَ جَعَلَنِی مِنْ خَیرِ اَنْفُسِھِمْ، ثُمَّ حِینَ خَلَقَ الْبُیُوْتَ جَعَلَنِی مِنْ خَیرِ بُیُوْتِھِمْ، فَاَنَا خَیرُھُمْ بَیتًا وَ نَفْسًا"

"رب تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ مجھے بہترین قسم میں رکھا۔ پھر دو قسموں کو تین اثلاث میں تقسیم کیا، مجھے بہترین ثلث میں رکھا، پھر اثلاث کے قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلے میں رکھا۔ پھر قبائل کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین گھر میں رکھا۔"

(الخصائص الکبریٰ: ج1،ص65)

یہ آیت کریمہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزگی نسب پر دلالت کرتی ہے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

"اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ"

(الاحزاب 33:33)

"اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ پلیدی کو تم سے دور کر دے"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"لَقَدْ جَاکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِکُمْ"

اگر فاء کے فتح کے ساتھ پڑھا جائے تو اس سے مراد یہی ہو گا کہ میں تم میں سے نسب، سسرال اور حسب کے اعتبار سے بہترین (نفیس) ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے آباء میں سے کوئی بھی بدکاری کی وجہ سے پیدا نہیں ہوا. سب صحیح نکاح سے پیدا ہوئے۔

آیات کی تفسیر نبوی:۔

امام اسماعیل بن کثیر متوفی 774ھ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا تو مجھے بہترین حصے میں منتقل کیا۔" یہ تفسیر "وَ اَصْحَابُ الْیَمِیْنِ وَ اَصْحَابُ الشِّمَالِ" کہ میں اصحاب یمین میں سے ہوں اور ان سب سے بہتر ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تین حصوں۔ (۱) یمین (۲) یسار (۳) سابق میں تقسیم کیا تو میں سابق لوگوں میں شمار ہوا اور میں "سابق لوگوں میں بہتر ہوں"۔ پھر ان کو قبائل میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین قبیلہ میں منتقل کیا۔ یہ مطلب ہے "وَ جَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" کا کہ میں سب کائنات سے متقی ہوں اور سب سے افضل ہوں۔ یہ بات فخر نہیں، اظہار حقیقت ہے۔ پھر قبائل کو خاندانوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین خاندان میں منتقل کیا۔ یہ ہے مقصد:

"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ" (الاحزاب 33:33)

کہ میں اور میری اہل بیت سب گناہوں سے پاک ہیں۔

(تاریخ ابن کثیر: ج 2، ص 65)

وَ تَقَلُّبَکَ کی تفسیر:۔

امام ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کا مفہوم بھی روایت ہے کہ اس میں حضور ﷺ کے نورانی سلسلہ نسب کی کیفیت بیان کی گئی ہے اور اس کی طہارت و عظمت اور نورانیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ نبوت کے سلسلہ نسب میں تمام ہستیاں ساجد و عابد رہے ہیں۔ ان کے کردار و عمل میں کوئی کجی اور ان کی ذات میں کوئی اخلاقی کمزوری نہیں تھی۔ نور نبوت کے امین یہ پاک باز ہستیاں جائز و حلال طریقے سے اور شریعت خداوندی کے مطابق نور محمدی کی امانت ایک دوسرے کو منتقل کرتی رہیں حتیٰ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نور مصطفیٰ کی امینہ ہوئیں اور انہوں نے منشائے خدا کے مطابق دنیا والوں کو عطا کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ:

(وَ تَقَلُّبَکَ فِي السَاجِدِينَ) مَازَالَ النَبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم يَتَقَلَّبُ فِي اَصلَابِ الاَنبِيَاءِ حَتّٰى وَلَدَتهُ اُمُّهُ"

(دلائل النبوۃ لابی نعیم اصبہانی: ج 1، ص 29)

"وَ تَقَلُّبَکَ فِي السَاجِدِينَ" کا مفہوم یہ ہے کہ نور نبی ﷺ انبیاء کرام کی پاکیزہ پشتوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ کی ذات گرامی مرتبت والدہ کے ہاں آپ کی ولادت ہوئی۔

اعتراض :۔

امام اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 774ھ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صحن میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک خاتون آئی۔ کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی دختر نیک اختر ہیں۔ تو ابوسفیان نے کہا: بنی ہاشم میں محمد ﷺ کی مثال ایسے خوشبودار پودے کی سی ہے جو بدبودار جگہ پر ہو۔ اس خاتون نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے اور آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کی طرف سے طرح طرح کی باتیں پہنچتی ہیں۔ سنو! اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے۔ ان سے اعلیٰ کو پسند کیا اور اپنی مخلوقات میں جس کو پسند کیا، اسے اس میں آباد کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات سے اولاد آدم کو پسند کیا اور ان سے عرب کو پسند کیا اور عرب سے مضر کو اور مضر سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو، چنانچہ میں بہتر سے بہتر ہوں۔ جو شخص عرب سے محبت رکھتا ہے وہ میری وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض و عناد رکھتا ہے وہ میری وجہ سے ان سے بغض و عناد رکھتا ہے۔

(سیرۃ النبویہ: ج،1 ص،193)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ متوفی 279ھ روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ایک دفعہ اس باب میں کچھ غلطی کی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں آ کر اس کا ذکر کیا جس پر نبی اکرم ﷺ نے فوراً لوگوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور نسبی طہارت واضح کرنے کے لیے آپ ﷺ خصوصی طور پر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:

”اَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبدِاللهِ بنِ عَبدِالمُطَّلِبِ اِنَّ اللهَ خَلقَ الخَلقَ فَجَعَلَنِی فِی خَیرِهِم ثُمَّ جَعَلَ فِرقَتَینِ فَجَعَلَنِی فِی خَیرِهِم فِرقَةً ثُمَّ جَعَلَهُم قَبَائِلَ فَجَعَلَنِی فِی خَیرِهِم قَبِیلَةً ثُمَّ جَعَلَهُم بُیُوتًا فَجَعَلَنِی فِی خَیرِهِم بَیتًا وَ خَیرِهِم نَفسًا“۔

(جامع الترمذی ۔ابواب المناقب ۔رقم الحدیث 3617،ص 957)

”میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں ۔ بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل نے مخلوق کو پیدا کیا پھر جو بہترین مخلوق تھی مجھے اس میں رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جو بہترین گروہ تھا مجھے اس میں رکھا پھر اس گروہ کو قبائل میں تقسیم کیا جو بہترین قبیلہ تھا مجھے اس میں رکھا، پھر اس قبیلے کو گھرانوں میں تقسیم کیا جو بہترین گھرانہ تھا مجھے اس میں رکھا۔سو میں ذات اور گھرانہ دونوں حوالوں سے سب سے بہتر ہوں“۔

ابوالفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی متوفی 911ھ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر لوگوں کو اپنا نسب بیان کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ان لوگوں کا حشر برا ہو گا جو میرے حسب ونسب میں طعن کرتے ہیں، ارشاد فرمایا:

”فَوَاللهِ اَنِّی لَاَفضَلُهُم اَصلًا وَ خَیرُهُم مَوضِعًا“

”پس خدا کی قسم! میں ان سب سے اپنے اصل ونسب اور اپنے مقام و منصب ہر دو اعتبار سے افضل ہوں“۔

(الحاوی للفتاویٰ: ج2،ص 200)

ہر دو اعتبار سے بہتر نبی:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی متوفی 458ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا:

"مَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ اِلَّا جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِی خَيْرِهِمَا فَاُخْرِجْتُ مِنْ بَيْنِ اَبَوَيْنِ فَلَمْ يُصِبْنِی شَیْءٌ مِنْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ وَ خُرِجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَمْ اُخْرَجْ مِنْ سِفَاحٍ ، مِنْ لَدُنْ آدَمَ حَتّٰی اِنْتَهَيْتُ اِلٰی اَبِی وَ اُمِّی فَاَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَ خَيْرُكُمْ اَبًا"

(دلائل النبوۃ۔ ج1ص174)

"جب بھی نسل انسانی کو دو طبقات میں تقسیم کیا گیا تو مجھے (یعنی میرے نور کو) ان میں سے بہتر طبقہ میں رکھا گیا، پس میرے نسب کو ہر جگہ ایسے والدین (کی صلبوں اور رحموں) میں سے نکالا گیا کہ میرے نسب کو دور جاہلیت کی کسی برائی نے چھوا تک نہیں۔ میرے سلسلۂ نسب میں ہمیشہ نکاح قائم رہا ہے۔ کبھی بھی میرے تولد (یعنی نور کی منتقلی) میں غلط کاری کا دخل نہیں ہوا۔ یہ پاکیزگی اور طہارت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے حقیقی والدین (حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ) تک برقرار رہی ہے۔ حتیٰ کہ (اسی طہارت نسبی کے ساتھ) میری ولادت ہوئی۔ پس میں اپنے ذاتی شرف اور نسبی شرف دونوں میں تم سے بہتر ہوں۔

طیب پشتوں سے طاہر رحموں میں انتقال:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا:

"لَمْ یَزَلِ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَنْقَلِبُنِیْ مِنْ اَصْلَابٍ طَیِّبَۃٍ اِلٰی اَرْحَامٍ طَاھِرَۃٍ

صَافِیًا مُھَذَّبًا لَا تَنْشَعِبُ شِعْبَتًا اِلَّا کُنْتُ فِیْ خَیْرِ ھِمَا"

"اللہ تعالیٰ عز وجل مجھے ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل فرماتا رہا،

جونہی کوئی خاندان دو حصوں میں تقسیم ہوتا، مجھے بہترین خاندان میں رکھ دیا جاتا تھا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم اصبہانی: ج 1 ص 28)

زنا سے پاک :۔

حافظ الکبیر امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے حضرت علی رضی

اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"خَرَجْتُ مِنْ نِکَاحٍ وَلَمْ أَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلَی أَنْ

وَلَدَنِي أَبِي وَأُمِّي، لَمْ یُصِبْنِي مِنْ سِفَاحِ الْجَاھِلِیَّۃِ شَيْءٌ"

"میں حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک بذریعہ نکاح ہی منتقل ہوا ہوں

میرے اجداد کی نسل میں زنا نہیں ہوا۔"

(دلائل النبوۃ لابی نعیم: ص 28)

امام اسماعیل بن کثیر متوفی 774ھ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَا وَلَدَنِیْ مِنْ نِکَاحِ اَھْلِ الْجَاھِلِیَّۃِ شَیْءٌ، مَا وَلَدَنِیْ اِلَّا نِکَاحٌ

کَنِکَاحِ الْاِسْلَامِ"

"مجھے کسی جاہلیت کی برائی نے منتقل نہیں کیا اور میں ایک ایسے ہی نکاح سے جیسا اسلام میں ہے، اصلاب میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔"

(البدایہ والنہایہ : ج3، ص23)

امام اسماعیل بن کثیر متوفی 774ھ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وُلِدْتُ مِنْ نِكَاحٍ غَيْرِ سِفَاحٍ"

"میں نکاح سے ہی متولد ہوا ہوں نہ کہ کسی ناجائز عمل سے۔"

(البدایہ والنہایہ : ج3، ص24)

سب سے بہتر طبقہ:۔

ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 256ھ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ مِنْهُ"

(صحیح بخاری : کتاب المناقب، رقم الحدیث 3557)

"بنی آدم کے طبقات اور زمانے گزرتے رہے تو مجھے اس طبقے سے بھیجا گیا جو سب سے بہترین تھا حتیٰ کہ میں یہاں آگیا ہوں۔"

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی متوفی 911ھ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی امر کی تائید میں حضور ﷺ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

"لَمْ اَزَلْ اَنْقُلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ اِلٰى اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ"

"میں بلا انقطاع پاک صلبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا ہوا آیا ہوں"۔
(الحاوی للفتاوی: ج2،ص199)

بنو ہاشم میں انتخاب نبوی:۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ متوفی 279ھ نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ بَنِىْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِىْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ"
(جامع الترمذی: کتاب المناقب: رقم الحدیث 3614: ص956)

"بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو چنا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو چنا اور بنو کنانہ سے قریش کو چنا اور بنو ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا"۔

خوش نصیب بنو کنانہ کے انتخاب برگزیدگی کا ذکر ایک اور حدیث میں بھی ہے ابو الفداء اسماعیل بن کثیر متوفی 774ھ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لِىْ جِبْرِيْلُ قَلَّبْتُ الْاَرْضَ مِنْ مَشَارِقِهَا وَمَغَارِبِهَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ، قَلَّبْتُ الْاَرْضَ مِنْ

مَشَارِقِهَا وَ مَغَارِبِهَا فَلَمْ اَجِدْ بَنِى اَبٍ اَفْضَلَ مِنْ بَنِى هَاشِمٍ"

(البدایہ والنہایہ : ج3،ص26)

" حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ میں نے مشرق اور مغرب چھان ڈالے لیکن اللہ کے حبیب حضرت محمد ﷺ سے افضل و اعلیٰ کسی کو نہیں پایا میں نے مشرق و مغرب چھان ڈالے ہیں لیکن کسی خاندان کو بنی ہاشم سے افضل نہیں پایا۔"

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی متوفی 911ھ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ، فَاخْتَارَ مِنَ الْخَلْقِ بَنِي آدَمَ، وَاخْتَارَ مِنْ بَنِي آدَمَ الْعَرَبَ، وَاخْتَارَ مِنَ الْعَرَبِ مُضَرَ، وَاخْتَارَ مِنْ مُضَرَ قُرَيْشًا، وَاخْتَارَ مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاخْتَارَنِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ، فَأَنَا مِنْ خِيَارٍ إِلَى خِيَارٍ".

(الحاوی للفتاوی السیوطی : ج2،ص200)

" بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو بنی آدم سے عرب کو ساری مخلوق سے افضل منتخب کیا اور عرب سے مضر کو پسند کیا اور مضر سے قریش کو منتخب کیا اور قریش سے بنو ہاشم کو منتخب کیا مجھے بنی ہاشم میں سب سے افضل منتخب کیا، پس میں سب سے برگزیدہ لوگوں میں سے سب سے برگزیدہ کی طرف پھر سب سے برگزیدہ لوگوں میں سے سب سے برگزیدہ کی طرف (نسل در نسل) منتقل ہوتا ہوا آیا ہوں۔"

آپ سے نفیس نہ دیکھا:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا ہے کہ حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ۔نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے ۔انہوں نے عرض کی:

"یا مُحَمَّدُ اِنَّ اللہَ بَعَثَنِی فَطُفۡتُ شَرۡقَ الۡاَرۡضِ وَ غَرۡبَھَا وَ سَھۡلَھَا وَ جَبَلَھَا فَلَمۡ اَجِدۡ حَیًّا خَیۡرًا مِنۡ مُضَرَ ، ثُمَّ اَمَرَنِیۡ فَطُفۡتُ فِیۡ مُضَرَ فَلَمۡ أَجِدۡ حَیّاً خَیۡراًمِنۡ کِنَانَۃَ ، ثُمَّ اَمَرَنِیۡ فَطُفۡتُ فِیۡ کِنَانَۃَ فَلَمۡ أَجِدۡ حَیّاً خَیۡرًا مِنۡ قُرَیۡشٍ ، ثُمَّ أَمَرَنِیۡ فَطُفۡتُ فِیۡ قُرَیۡشٍ فَلَمۡ أَجِدۡ حَیّاً خَیۡراًمِنۡ بَنِیۡ ھَاشِمٍ ثُمَّ أَمَرَنِیۡ أَنۡ اَخۡتَارَ فِیۡ أَنۡفُسِھِمۡ فَلَمۡ أَجِدۡ حَیًّا نَفۡساًمِنۡ نَفۡسِکَ"

(سبل الھدیٰ والرشاد :ج 1ص 236)

محمد عربی! ﷺ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مجھے بھیجا میں زمین مشارق ومغارب میں گھوما ہوں میں نے کنانہ میں سے عمدہ کسی کو نہ دیکھا۔ پھر اس نے مجھے حکم دیا میں کنانہ میں گھوما۔میں نے قریش سے بڑھ کر عمدہ کسی قبیلے کو نہ دیکھا۔اس نے مجھے حکم دیا میں نے قریش کی چھان بین کی ۔میں نے بنو ہاشم سے بڑھ کر کوئی قبیلہ نہ دیکھا۔اس نے مجھے حکم دیا میں ان کے نفوس میں سے منتخب کرلوں ۔مجھے کوئی نفس آپ ﷺ کے نفس سے بہترین نظر نہ آیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا سوال:۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا

:"فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّی" آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو آپ کہاں تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: میں آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا۔ پھر اپنے والد نوح علیہ السلام کی پشت میں کشتی پر سوار تھا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں آیا۔ ہمارے آباء و امہات نے کبھی زنا نہیں کیا، اللہ تعالیٰ مجھے مسلسل پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا، میں ہدایت یافتہ ہوں، خاندانوں کی دو شاخوں میں سے بہتر میں منتقل ہوتا رہا، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے نبوت کا میثاق اور اسلام کا عہد لیا۔ تورات اور انجیل میں میرا ذکر کیا، ہر نبی نے اپنی امت کو میری صفات بتائیں، میرے نور سے زمین روشن ہوگئی، میرے چہرے سے بال منور ہو گئے، مجھے اپنی کتاب (قرآن کا) علم دیا، آسمان میں میری قدر و منزلت میں اضافہ کیا گیا، اپنے نام سے میرا نام مشتق کیا۔ عرش والا محمود ہے اور میں محمد اور احمد ہوں، مجھ سے حوض کوثر کا وعدہ فرمایا اور مجھے پہلا شافع محشر بنایا اور میں ہی وہ اول شخص ہوں جس کی سفارش قبول ہوگی، پھر باری تعالیٰ نے مجھے بہتر زمانے میں اپنی قوم کے لیے پیدا کیا اور میری امت حمد کرنے والی اور اللہ کی تعریف کرنے والی ہے اور نیکی کا حکم دیتے ہیں برائی سے روکتے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ: ج3،ص28)

اشعار:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی 942ھ نے یہ اشعار کہے:

حَفِظَ الْاِلٰہُ کَرَامَۃً لِمُحَمَّدٍ

آبَاءَہُ الْاَمْجَادَ صَوْنًا لِاِسْمِہٖ

"اللہ رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و تکریم کرتے ہوئے آپ کے اجداد و امجاد

کی حفاظت فرمائی آپ کے مبارک نام کی حفاظت کرتے ہوئے"

تَرَکُوا السِّفَاحَ فَلَمْ یُصِبْھُمْ عَارُہ

مِنْ آدَمَ وَاِلیٰ اَبِیْہِ وَ اُمِّہٖ

"وہ سب بدکاری کے قریب بھی نہ گئے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے والدین کریمین تک کسی کو یہ عار نہ پہنچی"

مِنْ عَھْدِ آدَمَ لَمْ یَزَلْ یُحْمٰی لَہٗ

فِیْ نَسْلِھَا الْاَصْلَابُ وَالْاَرْحَامُ

حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے لے کر آپ کے نسب پاک میں اصلاب اور ارحام آپ کے لیے حفاظت کرتے رہے"

حَتّٰی تَنَقَّلَ فِیْ نِکَاحٍ طَاھِرٍ

مَا ضَمَّ مُجْتَمِعِیْنَ فِیْہِ حَرَامُ

"حتیٰ کہ آپ ﷺ پاکیزہ نکاح سے منتقل ہوئے ان میں سے کسی ایک نے بھی بدکاری کا ارتکاب نہ کیا"

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج1ص236)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اشعار:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیھقی متوفی 458ھ نے خزیم بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت ہجرت کر کے حاضر ہوا۔ اس وقت میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری خواہش ہے کہ میں

آپکی مدح کروں ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ٹھنڈا رکھے تو انہوں نے کہا:

مِنْ قَبلِهَا طِبتَ فِی الظِّلَالِ وَفِیْ
مُستَوْدَعٍ حَیثُ یُخصَفُ الْوَرَقُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات نور وحدت کے جلووں میں اس وقت موجود تھی جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے جسم پر پتے چپکا رہے تھے

ثُمَّ هَبطتَ الْبِلَادَ لَا بَشَر
اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ زمین پر تشریف لائے اس وقت نہ کوئی بشر تھا اور نہ کوئی رحم مادر میں

بَلْ نُطفَةٌ تَرْکَبُ السَّفِیْنَ وَقَدْ
اَلْجَمَ نَسرًا وَ اَهْلَهُ الْغَرَقُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ طور پر کشتی نوح میں سوار ہوئے اس حال میں کہ بت اور ان کے پجاری غرق ہو گئے۔

تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ اِلیٰ رِحْمٍ
اِذَا مَضٰی عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک پشتوں سے پاک ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے عالم دنیا کے ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ کی طرف

حَتّٰی اِحتَوٰی بَیْتُکَ الْمُهَیمِنُ
مِنْ خِندِفٍ عَلْیَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ

حتی کہ آپ اپنے مبارک گھر میں تشریف فرما ہوئے اور آپ ﷺ باعتبار

نسب سب سے اعلیٰ ہیں۔

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ

وَضَاءَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ

جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو زمین وآسمان کناروں تک روشن ہو گئے

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِکِ وَفِیْ النُّوْرِ

الضِّیَاءِ وَسَبِیْلُ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

(دلائل النبوۃ للبیہقی ،ج5ص268)

اور ہم اس نور کی روشنی میں راستہ اور منزل پار رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح:۔

امام محمد بن عبد اللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفی 405ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایک سفر میں یمن گئے ۔میں یہود کے ایک عالم کے پاس ٹھہرا۔ مجھے اہل کتاب سے ایک شخص نے کہا: آپ کا تعلق کس قبیلہ کے ساتھ ہے؟ میں نے کہا : قریش کے ساتھ اس نے پوچھا: کس خاندان سے ہو ؟ میں نے کہا: بنو ہاشم سے اس نے کہا: کیا میں آپ کے بعض اعضاء کو دیکھ لوں؟ میں نے کہا :ہاں! شرم گاہ کے علاوہ ۔اس نے میری ناک کے ایک طرف پھر دوسری طرف دیکھا اور کہا:

"اَشْهَدُ أَنَّ فِی اِحْدٰی یَدَیْکَ مُلْکًا وَفِی الْاُخْرٰی نُبُوَّۃً"

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ایک طرف سلطنت اور دوسری طرف نبوت ہے"۔

ہم یہ سب بنو زہرہ میں پاتے ہیں، کیا آپ جانتے ہو کیسے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کیا بنو زہرہ میں سے تمہاری بیوی ہے؟" میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: واپس جا کر بنو زہرہ میں نکاح کرلو۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو ہالہ بنت وھب سے خود نکاح کرلیا اور اپنے نور نظر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ ان کے ہاں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی۔ قریش نے کہا:

"فَلَحَ عَبْدُاللہِ عَلٰی أَبِیْہِ" (مستدرک للحاکم: ج،2،ص656)

"حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد پر فلاح پاگئے۔"

کاہنہ کی بشارت:۔

حافظ الکبیر امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے نور نظر کو لے کر نکلے تا کہ ان کا نکاح کریں۔ تو وہ اہل قبالہ کی ایک کاہنہ عورت کے پاس سے گزرے۔ اس نے کتب سماویہ پڑھ رکھی تھیں۔ اس کا نام فاطمہ بنت مرہ الخثعمیہ تھا۔ اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر نور نبوت دیکھ لیا۔ اس نے کہا: اے نوجوان کیا اسی وقت مجھ سے مباشرت کرتے ہو؟ میں تمہیں سو اونٹ دوں گی حضرت عبداللہ رضی اللہ

عنہ نے جواب میں فرمایا:

اَمَّا حَرَام فَالْمَمَاتُ دُوْنَہٗ

وَالْحِلُّ لَاحِلَّ فَاسْتَبِیْنَہٗ

فَکَیْفَ لِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ تَبْغِیْنَہٗ

یَحْمِی الْکَرِیْمُ عِرْضَہٗ وَ دِیْنَہٗ

رہا حرام تو موت حرام سے بہتر ہے۔ حلال تو مجھے اس میں واضح نظر نہیں آرہا جو کچھ تم چاہتی ہو میں اسے کیسے پورا کر سکتا ہوں کریم شخص اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرتا ہے۔

پھر جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ساتھ چلے گئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی اور بعد میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تو آج مجھے اپنا آپ اس طرح کیوں نہیں پیش کر رہی جس طرح کل پیش کیا تھا۔ عورت نے کہا: تم کون ہو؟ عبداللہ نے کہا: میں فلاں ہوں۔ عورت بولی: تم وہ نہیں ہو۔ اگر تم وہی ہوتے تو میں تمہاری آنکھوں کے درمیان نور دیکھتی مجھے اب وہ نور نظر نہیں آرہا۔ میرے بعد تم نے کیا کیا ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے سب کچھ بتا دیا۔ عورت نے کہا میں مشکوک کردار والی عورت نہیں ہوں۔ میں نے تمہارے چہرے میں نور دیکھا۔ میں اسے حاصل کرنا چاہتی تھی مگر رب تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا مگر اسی جگہ جہاں اس کی منشاء تھی تم چلے جاؤ اپنی زوجہ محترمہ کو بتا دو کہ:

"اِنَّھَا حَمَلَتْ خَیْرَ اَھْلِ الْاَرْضِ"

ان کے شکم اطہر میں روئے زمین کی بہترین ذات جلوہ گر ہے۔

پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

اِنِّی رَأَیتُ مَخِیلَةً لَمَعَتْ
فَتَلَالَأَتْ بِحَنَاتِمِ القَطرِ
فَلَمَائُهَا نُورٌ یُضِیئُ لَهُ
مَا حَوْلَهُ کَاِضَاءَةِ البَدرِ
وَ رَجَوتُهَا فَخْراً اَبُوءُ بِهِ
مَا کُلُّ قَادِحٍ زِنْدَهُ یُورِیْ
لِلّٰهِ مَا زَهرِیَّةٌ سَلَبَتْ
ثَوبَیکَ مَاسَتَلَبَتْ وَمَا تَدرِیْ

(دلائل النبوۃ للابی نعیم: ص،74)

میں نے پانی سے لبریز بادل دیکھا وہ چمکا اور بارش سے بھرپور ہونے کی وجہ سے روشن ہوا۔ میں نے ایسا نور دیکھا جس نے اپنے اردگرد کو منور کر دیا۔ جس طرح چودھویں کا چاند روشن ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس شرف وقدر کو لوٹا دیا گیا ہے۔ ہر چقماق (ایسا پتھر جس سے آگ جلائی جاتی ہو) مارنے سے آگ روشن نہیں ہوتی۔ بخدا! تمہارے پاس جو امانت تھی وہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے لے لی ہے اور آپ کو علم تک نہیں۔

بیت اللہ پر نورِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شعائیں:۔

امام احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ نے لکھا کہ اصحمۃ النجاشی کی طرف سے یمن کا بادشاہ ابرہہ بیت اللہ شریف کو منہدم کرنے کے لیے جب آیا تو حضرت

عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر پہنچی تو انہوں نے قریش سے فرمایا:

اے گروہ قریش! ابرہہ بیت اللہ کو گرانے پر قادر نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اس گھر (بیت اللہ) کا رب وہ ہے جو اس گھر کی حمایت اور حفاظت کرتا ہے۔

ابرہہ آیا تو قریش کے اونٹ اور بکریاں ہانک کر لے گیا۔ ان اونٹوں میں چار اونٹنیاں حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی بھی تھیں۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ قریش کے لوگوں کے ساتھ جبل شبیر پر چڑھ گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور مبارک نے چاند کی طرح حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر دائرہ کیا اور اس کی شعاع آفتاب کی طرح تیزی سے بیت اللہ پر پڑی۔ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے نور کا دائرہ اپنی پیشانی پر اور اس کی شعاع بیت اللہ پر دیکھی تو کہا:

"یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِرْجِعُوْ فَقَدْ کَفِیَتُمْ هٰذَا الْأَمْرِ فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَدَارَ هٰذَا النُّوْرِ مِنِّی إِلَّا أَنْ یَکُوْنَ الظُّفُرُ لَنَا"

اے گروہ قریش! تم پلٹ جاؤ تمہارے لئے اس امر کی کفایت کی گئی ہے۔ اللہ کی قسم! یہ جو نور مجھ سے نکلا ہے اس بات کا اشارہ ہے کہ ہمیں کامیابی وکامرانی ہوگی۔

اہل قریش حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے کہنے پر مطمئن ہو کر گھروں کو پلٹ گئے۔

پھر ابرہہ نے ایک شخص کو بھیجا تا کہ وہ قریش کے لشکر کو بھگا دے۔ ابرہہ کا بھیجا ہوا آدمی مکہ آیا۔ جب اس نے حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس کی زبان لڑکھڑا گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اس کو ہوش آیا تو وہ

حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے لیے تعظیم سے پیش آیا اور کہنے لگا:

"اَشْهَدُ اَنَّکَ سَیِّدُ قُرَیْشٍ حَقًّا"

(مواہب الدنیہ: ج،1،ص،52)

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ قریش کے برحق (سچے سردار) ہیں۔

نور مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہاتھی کا سلام:۔

امام احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ نے حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ بات چیت کے لئے جب ابرہہ کے پاس تشریف لے گئے تو ابرہہ نے اپنے اس عظیم ہاتھی کے سنبھالنے والے کو اشارہ کیا کہ اس ہاتھی کو حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے سامنے حاضر کردے جو بادشاہ کو سجدہ نہ کرتا تھا، تاکہ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ اس ہاتھی کو ڈرائیں۔ ہاتھی نے جب حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف نظر کی تو وہ بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہاتھی کو قوت گویائی عطا فرمائی اس نے کہا:

"اَلسَّلَامُ عَلَی النُّوْرِ الَّذِیْ فِیْ ظَهْرِکَ یَا عَبْدُ الْمُطَّلِبْ"

(مواہب الدنیہ: ج،1،ص،53)

اے عبد المطلب رضی اللہ عنہ! اس نور پر سلام جو آپ کی پشت میں ہے۔

اصحاب فیل اور شرف مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:۔

ابرہہ جب مکہ معظمہ میں بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لئے آیا تو لشکر کے ساتھ وہ ہاتھی بھی لایا۔ وہ ہاتھی بیٹھ گیا۔ لشکریوں نے اس پر شدید ضربیں لگائیں کہ وہ کھڑا ہو

جائے مگر وہ ہاتھی کھڑا نہ ہوا بلکہ مکہ شریف کی طرف نہ بڑھا۔اسے یمن کی طرف اس خیال سے بڑھایا کہ مکہ کی طرف پھر پلٹ آئے گا یمن کی طرف چلتا گیا جب اسے مکہ کی طرف پلٹایا وہ کھڑا ہو گیا توہین کرنے والوں کے ساتھ مکہ کی طرف نہیں بڑھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کو ابرہہ کے لشکر کی طرف بھیجا۔ان پرندوں میں ہر ایک کے ساتھ تین تین پتھر تھے۔ایک پتھر اس کی چونچ میں اور دو پتھر ان کے دونوں پنجوں میں یہ پتھر مسور کے دانہ کی طرح تھے۔ابرہہ کے لشکر میں جس کسی کو پتھر لگتا ،وہ ہلاک ہو جاتا تھا۔جب ان لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو مکمہ معظمہ سے بھاگتے ہوئے نکلے اور جدھر ان کو راستہ ملتا ادھر کو بھاگتے ہوئے ہلاک ہوتے گئے۔

ابرہہ کے جسم میں چیچک کی بیماری پیدا ہو گئی۔اس کی ایک ایک کر کے تمام انگلیا گر پڑیں۔اور اس کے جسم سے پتلا اور گاڑھا پیپ اور خون بہنے لگا یہاں تک کہ اس کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔اس قصہ کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا ہے۔

"أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ"

(فیل 1:105)

یہ قصہ حضرت محمد ﷺ کے شرف و اعزاز پر دلالت کرتا ہے اور آپ ﷺ کی نبوت کے لیے آغاز اور قوت کے اظہار کا باعث ہے اور آپ کی قوم کے ساتھ مخلوق نے جو کچھ کیا آپ کی قوم پر اللہ کی طرف سے جو نصرت ظاہر ہوئی تو اس اعزاز سے مطلع کرنے کے لیے اللہ کریم نے اس قصہ کی خبر دی۔ یہاں تک کہ اہل عرب نے آپ کی قوم سے خضوع کیا اور ان کے مطیع ہو گئے اور انہوں نے اس بات پر یقین کیا کہ آپ ﷺ کی

قوم کو تمام آدمیوں پر فضیلت اور شرف حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم پر رحم فرمایا ان سے اس ابرہہ کا شر دور فرمایا جس کے ساتھ جنگ کرنے کی تمام اہل عرب میں طاقت و ہمت نہ تھی۔

"وَ کَانَ ذَالِکَ کُلُّہٗ اِرْ ھَاصًا لِنَبُوَّتِہٖ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ"

غرض یہ تمام باتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ارہاص میں سے تھیں۔

(مواہب الدنیہ: ج،1،ص،53)

آنکھوں کے درمیان نور:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا کہ امام زہری سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت حسین اور خوبصورت تھے ایک دن وہ قریش کی عورتوں کی طرف گئے ان میں سے ایک عورت نے کہا: کون ہے جو اس نوجوان سے نکاح کرلے اور اس نور مبارک کی امین بن جائے جو ان کی آنکھوں کے درمیان ہے۔ میں ان کی آنکھوں کے درمیان نور دیکھ رہی ہوں جو حضرت آمنہ بنت وھب رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آیا۔

(سبل الھدٰی والرشاد: ج1،ص225)

نذیر یا نذیرہ:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا کہ زبیر بن بکار سے روایت ہے کہ سودہ بنت زہرہ کاہنہ تھی اس نے ایک دن بنو زہرہ سے کہا: تم میں سے کوئی نذیر یا نذیرہ کو جنم دے گی۔ اپنی اپنی بیٹیاں مجھے پیش کرو۔ لوگوں نے اپنی اپنی بیٹیاں پیش کیں اس نے ہر ایک کے بارے میں وہ بات کی جو بعد میں

سچ ثابت ہوئی۔

جب حضرت آمنہ بنت وھب رضی اللہ عنہا کو اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے کہا:

"تَلِدُ نَذِیرً الَهُ شَأنُ وَ بُرهَانُ مُنِیر۔"

یہ نذیر یا نذیرہ کو جنم دے گی ان کی شان وشوکت عظیم ہوگی۔ جب اس سے جہنم کے متعلق پوچھا جاتا تو کہتی:

"سَیُخبِرُ کُم عَنهَا النَّذِیرُ۔" (سبل الھدیٰ والرشاد: ج1،ص225)

عنقریب نذیر تمہیں اس کے متعلق بتائے گا۔

اعتراض:۔

اگر کوئی سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بھی بشارت دی تھی قرآن مجید میں ہے:

"یٰازَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ نِ اسمُہٗ یَحیٰی" (مریم 7:19)

اے زکریا! میں تجھے بیٹے کی خوشخبری دیتا ہوں، اس کا نام یحییٰ ہوگا۔ پھر یہ سرکار علیہ السلام کی خاصیت کیسے رہی؟

جواب:۔

حضرت زکریا علیہ السلام کے لیے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بطور بیٹا خبر دی گئی تھی۔ اس لیے فرمایا:

"یٰازَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ نِ اسمُہٗ یَحیٰی" (مریم 7:19)

اے زکریا! میں تجھے بیٹے کی خوشخبری دیتا ہوں اس کا نام یحییٰ ہو گا۔

جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی وہ بطور نبی ہے۔

"مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ" (الصف 6:61)

خوشخبری ہو میرے بعد رسول آئے گا جس کا نام احمد ہو گا۔

لہذا بطور خاص یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مختص رہی ورنہ بیٹے کی خوشخبری تو حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کو بھی دی۔

ولادت کے وقت کی خصوصیات

سردار امت:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیھقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 458ھ روایت کرتے ہیں کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ زمانہ حمل میں بشارت دینے والے آتے رہے کسی نے ان سے کہا:

"اِنَّکِ قَدْ حَمَلْتِ بِسَیِّدِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، فَاِذَا وَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ، فَاِنَّ اٰیَةَ ذٰلِکَ اَنْ یَخْرُجَ مَعَهٗ نُوْرٌ یَمْلَأُ قُصُوْرَ بُصْرٰی مِنْ اَرْضِ الشَّامِ، فَاِذَا وَقَعَ فَسَمِّیْهِ مُحَمَّدًا"

"اے آمنہ! بیشک تم اس امت کے سردار کی ماں بننے والی ہو اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے بطن سے ظہور کرے گا تو اس کے ساتھ ہی ایک نور طلوع ہو گا جس سے شام کے محلات روشن ہو جائیں گے اور جب وہ (ماہ تمام) پیدا ہو جائے تو اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھنا۔" (دلائل النبوۃ للبیہقی۔ ج 1 ص 111)

قلعہ کی چھت پر یہودی کی پکار:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 458ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سات یا آٹھ سال کی عمر کا ایک باہوش سمجھ دار بچہ تھا۔ میں نے سنا مدینے کا ایک یہودی صبح کے وقت اپنے قلعہ کی چھت پر کھڑا پکار رہا تھا اے گروہ یہود! دیکھو، آس پاس کے سارے یہودی جمع ہو گئے اور اس سے کہہ رہے تھے کہ تیری خرابی ہو کیوں شور مچا رہا ہے؟ یہودی نے چھت پر سے کہا:

"طَلَعَ نَجمُ اَحمَدَ الَذِیْ وُلِدَ بِہٖ فِی ھٰذِہِ اللَیلَۃِ"

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج1ص110)

احمد ﷺ کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس کو آج رات میں کسی وقت پیدا ہونا ہے۔

روشن محلات:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 458ھ روایت کرتے ہیں کہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس وقت اللہ تعالیٰ کا بندہ اور خاتم النبیین تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے اور میں تم لوگوں پر واضح کرتا ہوں کہ میں سیدنا ابرہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں اور انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھا کرتی تھیں۔

"وَاِنَ اُمَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ رَأَتْ حِینَ وَ ضَعَتْہُ نُوراً أَضَائَتْ لَہٗ

قُصُورَ الشَّامِ"۔
(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج2ص130)

بلا شبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت ایسا نور دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

دوران حمل کوئی تکلیف نہیں:۔

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمل میں کامل نو ماہ رہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس عرصہ کوئی گرانی، تکلیف بدمزگی یا اس طرح کی کوئی دوسری شکایت جو ان ایام میں عموماً خواتین کو لاحق ہوجاتی ہے محسوس نہیں کیں اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسی دوران وفات پائی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی شکم مادر میں ہی تھے۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی: اے ہمارے معبود! انبیاء کرام علیہم السلام کا سردار نبی یتیم ہوگیا۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَا لَهُ وَلِيٌّ وَحَافِظٌ وَنَصِيرٌ وَتَبَرَّكُوا بِمَوْلِدِهٖ فَمَوْلِدُهٗ مَيْمُونٌ مُبَارَكٌ"۔

ہم ان کے محافظ و مددگار اور والی ہیں۔ ان پر صلوۃ وسلام پڑھو اور ان کے لئے دعائیں مانگو اور ان کا میلاد امن اور برکت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے میلاد شریف کی رات تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا خود ذکر کرتیں ہیں مدت حمل میں جب چھ ماہ گزر گئے تو میرے پاس کوئی آیا اور اس نے باحالت خواب مجھے اپنے پاؤں سے دبایا

اور کہا :

"یَا آمِنَۃُ! اِنَّکِ قَدْ حَمَلْتِ بِخَیْرِ الْعَالَمِیْنَ طُرًّا فَاِذَا وَلَدْتِیْهِ فَسَمِّیْهِ مُحَمَّدًا"۔ (خصائص الکبریٰ لسیوطی : ج1 ص81)

اے آمنہ! تمہارا محمول سارے جہاں سے افضل ہے جب ولادت ہو تو اس کا نام محمد ﷺ رکھنا۔

غیر معمولی حمل :۔

عظیم مؤرخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی متوفی 230ھ نے یزید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۔ انہوں نے فرمایا: ہم سنا کرتے تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اقدس میں حضور اکرم ﷺ کا نور جلوہ گر ہوا تو وہ فرماتی تھیں ۔ مجھے احساس بھی نہ ہوا کہ میں آپ سے حاملہ ہوں نہ ہی مجھے اس قسم کا کوئی بوجھ محسوس ہوا جس طرح کا بوجھ خواتین محسوس کرتی ہیں ۔ سوائے اس کے کہ میری ماہواری رک گئی تھی ۔ میں نیند اور بیداری کے درمیان تھی ۔ ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے بتایا کیا آپ کو علم ہے کہ آپ حاملہ ہیں؟ میں نے کہا میں نہیں جانتی ۔ اس نے کہا آپ اس امت کے سردار سے حاملہ ہیں ۔ وہ اس امت کا نبی ہوگا وہ جب دنیا میں جلوہ گر ہوں گے تو پیر کا دن ہوگا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ ان کے ساتھ ایک نور نکلے گا جو سرزمین شام میں بصرہ کے محلات کو بھر دے گا۔ جب وہ اس میں تشریف لے آئیں تو ان کا نام نامی محمد ﷺ رکھنا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس سے مجھے یقین ہوگیا کہ میں حاملہ ہوں ۔ پھر وہ کچھ مدت میرے پاس نہ آیا جب ولادت کا زمانہ قریب آیا

تو اس نے تشریف لا کر مجھے کہا یوں کہو۔

"اُعِیذُہٗ بِالوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ"

میں اسے خدائے یکتا کی پناہ میں دیتی ہوں ہر حاسد کے شر سے۔

میں یہ پڑھتی تھی میں نے یہ واقعہ اپنی عورتوں سے کہا تو انہوں نے کہا اپنی کلائیوں اور گردن میں لوہا پہن لو میں نے اسی طرح کیا میں نے کچھ دن بعد دیکھا وہ لوہا کٹ کر گر چکا تھا پھر دوبارہ میں نے اسے نہیں لٹکایا۔

(طبقات الکبریٰ ج 1، ص 98)

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی 942ھ نے نقل کیا ہے کہ ایک شاعر نے لکھا ہے۔

حَمَلَتْهُ آمِنَة وَقَدْ شَرُفَتْ بِه

وَتَبَاشَرَتْ كُلّ الْاَنَامِ بِقُرْبِه

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے حاملہ ہوئیں اس شرف سے مشرف ہوئیں سارے لوگوں نے آپ کے قرب کی بشارت دی۔

حَمْلًا خَفِيفًا لَمْ تَجِدْ اَلْمًابِه

وَ تَبَاشَرَتْ وَحْش الْفَلَا فَرْحًا بِه

یہ ہلکا سا حمل تھا انہوں نے اس کا درد محسوس نہ کیا۔ جنگل کے جانوروں نے اس سے خوش ہوتے ہوئے ایک دوسرے کو بشارات دیں۔

وَ سَتَبْشَرَتْ مِنْ نُوْرِهِنَ وَ كَيْف لَا

وَهُوَ الْغَيَاث وَرَحْمَة مِنْ رَبِّه

وہ اپنے نور سے خوش ہو گئے ۔ یہ کیسے نہ ہوتا آپ غیاث ہیں اور اپنے رب کی طرف سے رحمت ہیں۔

(سبل الھدیٰ والرشاد: ج.1،ص.328)

نام احمد یا محمد ﷺ رکھنا:۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی متوفی 942ھ نے لکھا ہے کہ حضرت بریدہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت خواب دیکھا جب حضور اکرم ﷺ ان کے صدف شکم میں تھے ۔ انہیں کہا گیا آپ کے پیٹ مبارک میں سید المرسلین ﷺ ہیں ، سارے جہاں سے بہترین ہیں ۔ جب ان کی ولادت ہو تو ان کا نام نامی احمد یا محمد ﷺ رکھنا اور ان کی گردن مبارک میں لٹکا دینا۔ جب بیدار ہوئی تو میرے پاس ایک کاغذ پڑا تھا جس پر یہ لکھا ہوا تھا:

أُعِیــــذُہٗ بِـالـوَاحِـدِ

مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدِ

میں اسے خدائے یکتا کی پناہ میں دیتی ہوں ہر حاسد کے شر سے۔

وَ کُلِّ خلقٍ زَائِدٍ

مِنْ قَائِمٍ وَ قَاصِدٍ

''میں کھڑے ہونے والے اور پیغام لانے والے مخلوق میں سے زائد کے شر سے۔''

عَنِ السَّبِیلِ حَائِدٍ

عَلَی الفَسَادِ جَاھِدٍ

”راہ راست سے ہٹنے والے کے شر سے فساد کے لیے کوشش کرنے والے کے شر سے“

مِنْ نَافِثٍ اَوْ عَاقِدٍ

وَ كُلِّ خَلْقٍ مَارِدٍ

”پھونک مارنے والے اور گرہ لگانے والے اور سرکش مخلوق کے شر سے“

يَأْخُذُ بِالْمَرَاصِدِ

فِیْ طُرُقِ الْمَوَارِدِ

”وہ انہیں کمین گاہوں سے پکڑ لیتا ہے سارے گھاٹوں کے راستوں سے“

برتر اور راور عظیم رب نے آپکو ہر چیز سے محفوظ رکھا۔ اپنا ید علیا آپ کے اوپر رکھا اور ایسی پناہ دی جسے دیکھا نہیں جاسکتا۔ رب تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر تھا۔ وہ دشمن آپ کو نقصان نہیں دے سکتے تھے نہ ہی آپ کو بیٹھنے، سونے، جاگنے یا اُٹھنے میں نقصان پہنچا سکتے تھے نہ رات کی ابتدا میں نہ دن کے آخر میں نقصان دے سکتے تھے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد: ج 1 ص 328)

ولادت پر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مشاہدات :۔

حافظ الکبیر امام ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ نے روایت کیا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ذکر فرمایا کرتیں کہ جب مجھے وہ کیفیت لاحق ہوئی جو وضع حمل کے وقت عورتوں کو ہوتی ہے اور گھر کے افراد کو بھی معلوم نہ ہوا تھا، کہ دفعتاً! میں نے ایک ہیبت ناک آواز کو سنا جس کی وجہ سے میں خوف زدہ ہوگئی۔ اس کے بعد ایک

عجیب شئے جس کو میں سفید پرندے کے بازو سے تشبیہ دے سکتی ہوں نمودار ہوئی اور اس نے میرے دل کو ملا جس سے وہ خوف وہراس اور وہ تکلیف جو میں اسے پاتی تھی دور ہوگئی پھر میں نے رخ پھیر کر دیکھا دودھ کا پیالہ نمودار ہوا مجھے پیاس تھی میں نے اسے پی لیا پھر مجھ سے ایک بلند نور چمکا اس کے بعد میں نے چند ایسی دراز قد عورتوں کو دیکھا جیسے کہ وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہوں انہوں نے مجھے اپنے جھرمٹ میں لے لیا۔ میں اس پر تعجب ہی کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا آسمان وزمین کے درمیان سفید فرش بچھایا گیا اور کسی نے کہا: "خُذُوْهُ مِنْ أَعْيُنِ النَّاسِ"

اس پیدا ہونے والے بچے کو لوگوں کی آنکھوں سے بچاؤ۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ کچھ افراد فضاء میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے برتن لئے کھڑے ہیں اور یہ بھی دیکھا ہے کہ پرندوں کا ایک گروہ میرے سامنے آیا ہے۔ پھر انہوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا ان پرندوں کی چونچ زمرد اور بازو یاقوت کے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات بالکل دور فرمادیئے۔ اس وقت میں نے دنیا کے مشارق ومغارب کا معائنہ کیا:

"رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَمًا فِي الْمَشْرِقِ وَ عَلَمًا فِي الْمَغْرِبِ وَ عَلَمًا عَلٰی ظَهْرِ الْكَعْبَةِ"

میں نے دیکھا تین جھنڈے نصب کیے گئے ایک مشرق، دوسرا مغرب اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا۔

اس وقت مجھے درد زہ ہوا اور حضور ﷺ پیدا ہوئے۔ ولادت کے بعد میں

نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی تو دیکھا آپ ﷺ سجدے کی حالت میں ہیں۔ اور انگلیوں کو اس طرح اُٹھائے ہوئے ہیں جیسے کہ کوئی گریہ زاری کرنے والا اٹھاتا ہے۔ پھر میں نے سفید بادل دیکھا جو آسمان کی جانب سے آرہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کو مجھ سے چھپالیا۔ پھر وہ غائب ہوگیا۔ پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

" طُوْفُوْا بِمُحَمَّدٍ شَرْقَ الْاَرْضِ وَغَرْبَهَا وَأَدْخِلُوْهُ الْبِحَارَ لِيَعْرِفُوْهُ بِاسْمِهٖ وَنَعْتِهٖ وَصُوْرَتِهٖ، وَيَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ سُمِّيَ فِيْهَا الْمَاحِيْ لَا يَبْقٰى شَيْءٌ مِنَ الشِّرْكِ اِلَّا مُحِيَ فِيْ زَمَنِهٖ"

محمد ﷺ کو زمین کے مشارق و مغارب میں لے جاؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تا کہ وہ سب آپ کے اوصاف اور صورت کو پہچان لیں اور آپکا نام نامی دریاؤں میں "ماحی" رقم کیا گیا ہے۔ کیونکہ شرک اور اس کے لوازمات واسباب کو آپ کے زمانے میں مٹادیا جائے گا۔ پھر وہ بادل جلد ہی آپ سے ہٹ گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ سفید اون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور آپ ﷺ آبدار موتیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ اس وقت کسی کہنے والے نے کہا:

"قَبِضَ مُحَمَّدٌ عَلٰى مَفَاتِيْحِ النُّصْرَةِ، وَمَفَاتِيْحِ الرِّيْحِ وَمَفَاتِيْحِ النُّبُوَّةِ"

محمد ﷺ نے نصرت، غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دست مبارک میں لے رکھی ہیں۔

اس کے بعد ایک اور بادل کا ٹکڑا سامنے آیا۔ اس میں گھوڑے کے ہنہنانے اور پرندوں کے پروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے پوشیدہ کر دیا اور آپ مجھ سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے منادی کو ندا کرتے ہوئے سنا کہ:

”طُوفُوا بِمُحَمَّدٍ الشَّرق وَالغَرب وَعَلٰی مَوَالِيدِ النَّبِيِّينَ وَأَعرِضُوهُ عَلٰی كُلِّ رُوحَانِيٍّ مِنَ الجِنِّ وَالأِنسِ وَالطَّيرِ وَالسَّبَاعِ وَأَعطُوهُ صَفَاءَ آدَمَ ,وَرِقَّةَ نُوحٍ وَخُلَّةَ اِبرَاهِيمَ وَلِسَانَ اِسمَاعِيلَ وَبُشرٰی يَعقُوبَ وَجَمَالَ يُوسُفَ وَصَوتَ دَاوُدَ ، وَصَبرَ أَيُّوبَ ، وَزُهدَ يَحيٰی وَ كَرَمَ عِيسٰی، وَأَغمِرُوهُ فِی اَخلَاقِ الأَنبِيَاءِ“

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرق وغرب اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مولدات پر لے جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور جن وانس اور وحوش وطیور کی روحوں کو پیش کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام کی صفاء، حضرت نوح علیہ السلام کی رقت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت یعقوب علیہ السلام کی مسرت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا زہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرم وعطا کرو اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق حمیدہ اور فضائل جلیلہ سے آراستہ کردو۔

اس کے بعد وہ بادل چھٹ گیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موجود پایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لپٹے ہوئے سبز حریر کو تھامے ہوئے تھے۔ پھر کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ:

"بَخٍ بَخٍ قَبِضَ مُحَمَّدٌ ﷺ عَلَى الدُّنيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ أَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِي قُبضَتِهِ"

مبارک ہو مبارک محمد ﷺ نے تمام دنیا کو تھامے رکھا ہے اور کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے حلقہ نبوت سے باہر ہو۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ تین افراد ہیں ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتاب، دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید حریر تھا۔ اس نے اس حریر کا سر اکھولا اور ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں، پھر اس آفتاب سے حضور ﷺ کو سات مرتبہ غسل دیا اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگوٹھی سے مہر لگائی اور حریر میں آپ ﷺ کو لپیٹ دیا۔ پھر آپ ﷺ کو اُٹھایا اور کچھ دیر اپنے بازوں میں رکھ کر میری طرف بڑھا دیا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم: ص،362)

یاقوت کی لکڑی کا جھنڈا:۔

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے نقل کیا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے بھائی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے جو ہم سے چھوٹے تھے۔ تو ان کا چہرہ اس قدر نورانی تھا۔ گویا کہ وہ ایک آفتاب درخشاں اور تاباں تھا یہ دیکھ کر حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ فرزند عجیب شان والا ہو گا۔ اور میں نے خواب دیکھا کہ: ان کے نتھنے سے ایک سفید پرندہ نکل کر اُڑ رہا ہے۔ اور مشرق و مغرب کی حدود تک پہنچ کر واپس ہوا

اور خانہ کعبہ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اور تمام قریش نے اس کے سامنے سجدہ کیا۔ پھر وہ آسمان و زمین کے درمیان فضا میں اور دور دراز تک اڑتا رہا۔

میں بنی مخزوم کی کاہنہ کے پاس گیا اور اسے یہ خواب بیان کیا۔ جس کو سن کر اس نے کہا:

"لَئِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاکَ لَيَخْرُجَنَّ مِنْ صُلْبِهِ وَلَدٌ يَصِيرُ أَهْلُ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَهُ تَبَعًا"

اگر واقعی تمہارا خواب یہی ہے **تو اس** کی تعبیر یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں فرزند پیدا ہوگا اور مشرق سے **مغرب** تک لوگ اس کی اتباع کریں گے۔

پھر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا: تم نے **حضور** ﷺ کی ولادت کے موقعہ پر کیا کیا دیکھا؟ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے **جواب** دیا: جب علامات ولادت ظاہر ہوئیں تو اس وقت میں نے کچھ آوازیں سنیں جو آدمیوں کے کلام کے مشابہ تھیں۔

"وَرَأَيْتُ عَلَمًا مِنْ سُنْدُسٍ عَلَى قَضِيبٍ مِنْ يَاقُوتٍ قَدْ ضُرِبَ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَرَأَيْتُ نُوْرًا سَاطِعًا مِنْ رَأْسِهِ حَتَّى بَلَغَ السَّمَاءَ، وَرَأَيْتُ قُصُوْرَ الشَّامَاتِ كُلَّهَا شُعْلَةَ نَارٍ"

اور میں نے ایک جھنڈا دیکھا جو یاقوت کی لکڑی کا تھا جسے زمین و آسمان کے درمیان نصب کر دیا گیا تھا اور میں نے اس کے سر پر ایک ایسا نور دیکھا جو آسمان تک پہنچ رہا تھا۔ اور میں نے شام کے محلات دیکھے جو آگ کے انگارے کی

طرح فروزاں تھے۔

اور میں نے ایک اپنے قریب قطاء کا غول دیکھا جو حضور ﷺ کو سجدہ کر رہا تھا اور آپ ﷺ پر اپنے بازوؤں کو پھیلا رہا تھا اور میں نے سعیر الاسدیہ کو دیکھا جو کہتی گزری کہ تمہارے اس فرزند کی بدولت بت پرستی اور کہانت جاتی رہی اور یہ سعیرہ ہلاک ہوگئی۔ بتوں کی خرابی اور رسوائی ہو۔ اور میں نے اس نوجوان کو دیکھا جو قد کی درازی اور رنگ وروپ میں کامل ترین شخص تھا۔ اس نے مجھ سے بچہ لیا اور اس کے منہ میں لعاب ڈالا، اس کے ساتھ سونے کا طشت تھا تو اس نے اس کے سینہ کو چاک کیا اور آپ ﷺ کے قلب کو نکالا پھر قلب کو چاک کیا اور ایک سیاہ نقطہ اس میں سے نکال دیا۔ اس کے بعد سبز حریر کی ایک تھیلی نکالی، اسے کھولا اور اس میں سے سفید سفوف سا نکالا اور آپ ﷺ کے قلب میں بھر دیا اس کے بعد سفید حریر کی تھیلی کھول کر اس میں سے ایک مہر نکالی اور وہ آپ ﷺ کے شانوں کے درمیان انڈے کی مانند لگادی اور آپ ﷺ کو قمیص پہنادی یہ ہیں وہ عجیب وغریب امور جو میرے مشاہدے سے گزرے ہیں۔

(خصائص الکبریٰ للسیوطی: ج،1،ص83)

انتقال نبوت:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیھقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 458ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی تاجر مکہ میں رہتا تھا۔ حضور ﷺ کی شب ولادت اس یہودی نے قریش کی مجلس میں کہا اے گروہ قریش! کیا آج رات تمہارے ہاں کوئی فرزند پیدا ہوا ہے؟ قریش نے جواب دیا ہمیں معلوم نہیں۔ اس نے کہا دریافت کرو اور میں جو بات تمہیں بتاتا ہوں اسے یاد رکھنا۔

آج رات اس آخری امت کا نبی پیدا ہونے والا ہے. اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے جس پر کثرت سے بال ہیں گویا کہ وہ گھوڑے کے ایال (گھوڑے کی گردن پر لٹکے ہوئے بال) ہیں۔ وہ بچہ دو راتوں تک دودھ نہیں پیئے گا کیونکہ عفریت جنی نے اس کے منہ میں انگلی ڈال دی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دودھ پینے سے روک دیے گئے ہیں۔ پھر قریش کی مجلس برخاست ہوگئی اور وہ لوگ یہودی کی بات سے متعجب تھے۔ وہ اپنے گھر میں پہنچے تو تقریباً سب ہی نے اس بات کا گھر والوں سے تعجب اور حیرانی کے ساتھ ذکر کیا۔ اسی طرح ہر طرف چرچا ہونے کے بعد کسی نے بتایا کہ آج رات ایک لڑکا عبداللہ مرحوم رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام انہوں نے محمد ﷺ رکھا ہے۔ پھر اہل قریش نے اس یہودی سے ملاقات کی اور اس کو بتایا یہودی نے کہا میرے ساتھ چلو تا کہ میں اس بچے کو دیکھ کر شناخت کروں۔

وہ آئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ ہم بچے کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ان لوگوں کی گود میں دے دیا۔ یہودی نے کپڑا اُٹھا کر اس علامت کو دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر گیا اور جب اس کی حالت درست ہوئی تو قریش نے کہا ہمیں تمہاری تکلیف پر افسوس ہے ہم پریشان ہیں کہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا؟

یہودی نے کہا کہ:

"وَاللهِ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ مِنْ بَنِي اِسْرَائِيلَ، أَفَرِحْتُمْ بِهِ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ؟ أَمَا وَاللهِ لَيَسْطُوَنَّ بِكُمْ سَطْوَةً يَخْرُجُ خَبَرُهَا مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ"

(دلائل النبوۃ للبیہقی ج1،ص108)

اے قبائل قریش ! بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی کیا تم اس بچے کی ولادت سے خوش ہو رہے ہو۔خبر دار ہو جاؤ کہ یہ فرزند تم پر اس طرح غلبہ کرے گا کہ آفاق میں تمہاری بجائے اس فرزند کا ہر طرف شہرہ ہوگا۔

بت کا اوندھے منہ گرنا:۔

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571ھ نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک جماعت قریش نے جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو نفیل ،عبداللہ بن جحش اور عثمان بن حویرث تھے۔ان لوگوں کا مشترکہ بت تھا۔ جس کے پاس یہ لوگ جمع ہوتے تھے۔ایک رات یہ جب بت کے پاس گئے۔تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل اوندھا پڑا ہے۔انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور بت کو سیدھا کر کے اس کے مقام پر درست کر دیا۔کچھ دیر گزری کہ وہ بت پھر منہ کے بل گر گیا۔انہوں نے پھر اس کو سیدھا کر دیا۔تیسری مرتبہ پھر گر پڑا۔

اب عثمان نے کہا کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے۔ یہ وہی رات ہے جس میں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تھی۔اس پر عثمان نے یہ اشعار پڑھے۔

أَيَا صَنَمَ العِيدِ الَّذِى صَفَّ حَوْلَهُ
صَنَادِيْدُ وَفْدٌ مِنْ بَعِيْدٍ وَمِنْ قُرْبٍ

”اے خوشی اور انبساط کے صنم! جس کے طواف کے لیے قریب و بعید سے بڑے بڑے لوگ آتے ہیں“۔

تَنکِس مَقلُوبًا فَمَا ذَاکَ قُل لَنَا

أَأَذَاکَ شَیٔ اَم تَنکِس لِلَعبِ

''تو منہ کے بل اوندھا ہوا تو ہمیں اس کی وجہ بتا۔کیا یہ کسی خاص بات کی وجہ سے ہے یا یوں ہی تفریح طبع کے طور پر ہے''

فَاِنْ کَانَ مِنْ ذَنبٍ أَسَأنَا فَاِنَنَا

نَبُوءُ بِاِقْرَارِ وَنَلْوِی عَنِ الذَنبِ

''اگر تو ہمارے معاصی سے بیزار ہو کر اوندھا ہے تو ہم اعتراف جرم کرتے ہیں اور گناہوں سے بچنے کا اقرار کرتے ہیں''

وَاِنْ کُنتَ مَغلُوبًا تَنکِستُ صَاغِرًا

فَمَا اَنْتَ فِی الْاَوْثَانِ بِالسَیِدِ الرَبِ

''اور اگر تو مغلوب ہو گیا اور ذلت و رسوائی نے تجھے منہ کے بل گرایا اور تو نے جان لیا کہ بت سرداری اور معبود ہونے کے لائق نہیں ہوتے''۔

روای کا بیان ہے کہ انہوں نے پھر اس بت کو سیدھا کر دیا۔جب وہ سیدھا ہوا تو بحکم خداوندی بت کی جانب سے یہ آواز آئی:

تَرَدِّی لِمَوْلُوْدٍ اَنَارَتْ بِنُوْرِہ

جَمِیعُ فُجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرقِ وَالْغَرْبِ

''میرا گرنا اس نامولود کی وجہ سے ہے جس کے نور کے طفیل کرہ زمین کے شرق وغرب کے تمام راستے منور اور درخشاں ہو گئے ہیں۔

وَخَرَّتْ لَهُ الْاَوْثَانُ طَرًّا وَازْعَدَّتْ
قُلُوْبُ مُلُوْکِ الْاَرْضِ طَرًّا مِنَ الرُّعْبِ

''اس مولود کی وجہ سے سارے بت گر پڑے ہیں اور جہاں آباد کے تمام بادشاہوں کے دل اسکے رعب سے لرزہ براندام ہو گئے ہیں۔''

وَنَارُ جَمِیْعِ الْفُرْسِ بَاخَتْ وَاَظْلَمَتْ
وَقَدْ بَاتَ شَاهُ الْفُرْسِ فِیْ اَعْظَمِ الْکُرَبِ

''اور فارس کے تمام آتش کدے بجھ کر تاریک ہو چکے ہیں اور فارس کے اعلیٰ مرتبت بادشاہ کو شدید درد و تکلیف کا سامنا ہے''

وَ صُدَّتْ عَنِ الْکُهَّانِ بِالْغَیْبِ جِنُّهَا
فَلَا مُخْبِرٌ مِنْهُمْ بِحَقٍّ وَلَا کِذْبٍ

''اور کاہنوں کے پاس خبریں لانے والے جنات کو روک دیا گیا ہے۔ ان کے پاس سچی خبر ہے یا جھوٹی''۔

فَیَا لِقُصَیٍّ اِرْجِعُوْا عَنْ ضَلَالِکُمْ
وَهُبُّوْا اِلَی الْاِسْلَامِ وَالْمَنْزِلِ الرَّحْبِ

''اس لیے اے اولاد قصی! تم گمراہی اور کج روی سے لوٹ کر اسلام کی راہ اور کشادہ منزل کی طرف دوڑ کر پہنچو۔

(تاریخ دمشق: ج 3، ص 423)

ہنڈیہ کا ٹوٹنا:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیھقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 458ھ روایت کرتے

ہیں کہ ابو الحکم تنوخی سے روایت ہے انہوں نے کہا قریش میں دستور تھا کہ ان کے ہاں جب کوئی ولادت ہوتی تو صبح عورتیں نومولود بچے کے سر پر ہانڈی رکھتی تھیں۔اسی دستور کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو عورتوں کے سپرد کر دیا کہ وہ رسم کے مطابق ہانڈی رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے ہانڈی رکھی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔اور انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا رخ انور اوپر کو ہے اور آسمان کی جانب نگائیں اُٹھی ہوئی ہیں۔انہوں نے آکر حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم نے ایسا بچہ نہیں دیکھا ہے کہ جس کے ساتھ ایسی صورت واقع ہوئی تو اس پر حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

"اِحفَظنَهُ فَاِنِّی أَرجُو أَن یُصِیبَ خَیرًا"

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج 1 ص 113)

تم لوگ یاد رکھو! اور مجھے امید ہے کہ یہ بچہ خیر وفلاح پائے گا۔

قبلہ کا انتخاب:۔

ابو الفضل امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدہ آمنہ حضور ﷺ کی ولادت کے بارے میں بتایا کرتی تھیں کہ میں نے بہت سے عجائبات دیکھے ہیں۔میں حیران اور متعجب ہی تھی کہ ایک مرتبہ تین شخص نمودار ہوئے۔ میں نے گمان کیا کہ ان کے چہروں کے درمیان آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ دوسرے کے ہاتھ میں مشک نافہ، تیسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت، جس کے چار کونے تھے اور ہر کونے پر سفید موتی تھا۔کسی کہنے والے نے

کہا یہ دنیا ہے اور یہ اس کے مشرق ومغرب اور خشکی وتری ہے۔ کہنے والے نے کہا اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کے جس کنارے کو آپ چاہیں تھام لیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رخ پھیر کر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون سا کونہ پکڑا ہے۔ تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے درمیان سے پکڑ رکھا ہے۔ اس وقت کسی کہنے والی نے کہا:

"قَبِضَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَى الْكَعْبَةِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَمَا اِنَّ اللهَ قَدْ جَعَلَ لَهُ قِبْلَةً وَّ مَسْكَنًا مُبَارَكًا"

قسم ہے رب کعبہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کو پکڑا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کعبہ کو قبلہ اور مسکن بنا چکا ہے۔

میں نے تیسرے شخص کے ہاتھ کو دیکھا اس پر حریر لپٹا ہوا تھا۔ پھر اس نے اسے کھولا، تو اس میں سے ایک ایسی مہر نکلی جس سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں، پھر وہ میرے پاس آیا اور طشت والے شخص کو حرکت ہوئی اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آفتابہ سے سات مرتبہ غسل دیا اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانوں کے درمیان مہر لگائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حریر میں لپیٹا جس میں مشک اذخر کا ڈورا تھا اور اٹھا کر کچھ وقت کے لیے اپنے بازوں میں لے لیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ شخص رضوان جنت کے محافظ تھے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان میں ایسی بات کہی جس کو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نہ سمجھ سکی اور کہا:

"اَبشِر یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَمَا بَقِیَ لِنَبِیٍّ عِلمٌ اِلَّا وَ قَدْ أُعطِیتَه فَأَنتَ أَکثَرُهُمْ عِلمًا وَ أَشجَعُهُمْ قَلبًا مَعَکَ مَفَاتِیحُ النُّصرَةِ قَدْ أُلبِستَ الخَوفَ وَالرُّعبَ لَا یَسمَعُ اَحَدٌ بِذِکرِکَ اِلَّا وَجَلَ فُؤَادُهٗ وَخَافَ قَلبُهٗ وَاِنْ لَمْ یَرَکَ یَا خَلِیفَةَ اللّٰہِ۔"

(خصائص الکبریٰ للسیوطی: ج 1 ص 84)

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کو بشارت ہو تمام نبیوں کے علوم تجھے عطا کیے گئے۔ باعتبار علم آپ ان سے زیادہ اور شجاعت کے اعتبار سے آپ ان سب سے اشجع ہیں۔ آپ کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں۔ بے شک آپ کو رعب وخوف کا لباس پہنایا گیا ہے۔ جو بھی آپ کا ذکر سنے گا اور اس کا قلب مضطر ہو جائے گا۔ اور اس کا دل خوف زدہ ہوگا۔ اے خلیفۃ اللہ عز وجل! اگرچہ اس نے آپ کو نہ دیکھا ہو۔

ہر چوپایا گویا ہوا:۔

حافظ الکبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی متوفی 430ھ نے لکھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی علامات حمل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس رات قریش کا ہر جانور پکار اٹھا:

"وَرَبِّ الکَعبَةِ وَهُوَ اَمَانُ الدُّنیَا وَ سِرَاجُ اَهلِهَا"

رب کعبہ کی قسم! آج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حمل میں آئے اور اہل دنیا کی امان اور انکے آفتاب ہیں۔

نہ صرف قریشی کاہن بلکہ تمام جزیرہ نمائے عرب کے کاہن اپنی کہانت اور فنی

کمال سے فارغ ہو گئے اور دنیاوی بادشاہوں کا کوئی تخت نہ تھا جو الٹا نہ پایا گیا اور ہر بادشاہ گونگا ہو گیا تھا اور اس دن وہ بولنے سے قاصر تھے اور مشرق کے چرندو پرند، مغرب کے جانوروں کے پاس خوشخبری اور مبارک بادی لے کر جاتے اور یہی عمل آبی جانوروں کا تھا۔ حمل کے ہر ماہ کے اختتام پر زمین و آسمان دونوں پر یہ ندا ہوتی تھی۔

”أَنْ أَبْشِرُوْا فَقَدْ آنَ لِأَبِی الْقَاسِمِ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ مَيْمُوْنًا مُبَارَكًا فَكَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ نَفْسِهَا“

(دلائل النبوۃ لابی نعیم: ج1ص362)

خوشخبری ہو کہ نبی آخر الزمان کی ولادت کی گھڑی نزدیک آگئی ہے وہ زمین پر امن و مبارک کے لئے ضمانت بن کر تشریف لانے والے ہیں۔

اولاد نرینہ سے حاملہ:۔

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نے حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا ہے اور وہ علوم کے مخزن تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازے کھول دو اور فرشتوں کا ارتفاع بڑھ گیا سمندر کی گہرائی زیادہ اور دریاؤں کی روانی تیز ہو گئی۔ شیطان ملعون کو ستر طوقوں میں جکڑ کر بحر عمیق میں الٹا کر کے ڈال دیا گیا اور اس کی اولاد اور سرکش جنوں کو زنجیروں میں جکڑ کر بند کر دیا۔ آفتاب عالم کو نور کا لباس پہنایا گیا اور ستر حوریں خلاء میں اس کے سر پر ٹھرائی گئیں جو کہ میلاد رسول ﷺ کا انتظار کر رہی تھیں اور اس سال

سارے جہاں کی عورتوں کے لئے بہ حرمت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اولاد نرینہ سے حاملہ ہوں اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہو۔کسی قسم کا خوف نہیں تھا اور دور دراز علاقوں میں عافیت اور امن وامان تھا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو سعادت کی بارشیں ہونے لگیں،ظلمت و تاریکی چھٹ گئی اور سارا جہاں نزہت ونور سے معمور ہو گیا۔ملائکہ آپس میں مبارک باد دینے لگے اور ہر طرف آسمان میں زبرجد کا ایک ستون قائم کیا گیا اور ولادت با سعادت کی بدولت نور افشاں کر دیا گیا۔آسمانوں میں یہ ستون مشہور ومعروف ہیں اور معراج کے سفر آسمانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا اور فرمایا کہ یہ ستون میری ولادت کی خوشی میں قائم کیے گئے اور جس رات میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کناروں پر مشک اور اذخر سے معطر،ستر ہزار درخت اگائے ۔اوران کے شگوفوں کی خوشبو اہل جنت کے لیے بخور بنایا۔اس روز تمام آسمان والے اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا مانگتے تھے ۔اور تمام بت بھی اوندھے گر پڑے اور لات و عزیٰ کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے اپنے مقامات سے بحکم رب اُٹھ کر نکل آئے اور کہتے تھے۔

"وَیحَ قُرَیشٍ جَاءَ هُمُ الصِّدِّیقُ لَا تَعلَمُ قُرَیشُ مَا اَصَابَهَا"

قریش کا بھلا ہو ان کے ہاں امین آگئے اور ان میں صدیق تشریف لے آئے اور قریش نہیں جانتے کہ انہیں کیا مصیبت پہنچی ہے۔

خانہ کعبہ کا یہ حال تھا کہ بہت دنوں تک لوگوں نے اس کی یہ آواز سنی:

"اَلْاٰنَ یَرُدُّ عَلَیَّ نُوْرِیْ اَلْاٰنَ یَجِیْئُنِیْ زَوَارِیْ اَلْاٰنَ اُطْھَرُ مِنْ اَنْجَاسِ الْجَاھِلِیَّۃِ اَیَّتُھَا الْعُزّٰی ھَلَکْتِ وَلَمْ تَسْکُنْ زَلْزَلَۃُ الْبَیْتِ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیْھِنَّ"

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج1ص 81)

اب اللہ تعالیٰ میرے نور کو لوٹائے گا اور جوق در جوق توحید پرست میری زیارت کو آئیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ مجھ کو جاہلیت سے پاک کرے گا۔ اے عزیٰ (بت کا نام) تو ہلاک ہو گیا اور تین شب و روز بیت اللہ کا زلزلہ نہ رکا۔

پاک وصاف پیدا ہونا:۔

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ نقل کرتے ہیں کہ اسحاق بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی تھیں کہ حضور ﷺ کی ولادت کے وقت میرے بطن سے نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

"فَوَلَدْتُہٗ نَظِیْفًا مَا بِہٖ قَذَرٌ، وَوَقَعَ اِلَی الْاَرْضِ وَھُوَ جَالِسٌ عَلَی الْاَرْضِ بِیَدِہٖ"

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج1ص79)

اور حضور ﷺ پاک وصاف پیدا ہوئے یعنی آپ ﷺ کے ساتھ کوئی آلودگی نہ تھی۔ اور جب آپ کو زمین پر رکھا تو آپ ﷺ اپنے دست مبارک کے سہارے بیٹھ گئے۔

مختون پیدا ہونا:۔

ابو الفد اعماد الدین اسماعیل بن کثیر متوفی 774ھ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عباس ،ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہ سے روایات بیان کیہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختون ومسرور پیدا ہونے سے متعلق کئی روایات بیان کی ہیں اور یہ کہا ہے کہ مختلف طریقوں سے مروی روایات کی بنا پر بعض حضرات نے اسے متواتر کا درجہ دیا ہے علاوہ ازیں دوسری دونوں روایتیں بھی نقل کی ہیں۔

(السیرۃ النبوۃ: ج،1،ص،209)

امام سلمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 360ھ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

"مِنْ کَرَامَتِیْ عَلٰی رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ اَنِّیْ وُلِدْتُ مَخْتُوْنًا وَلَمْ یَرَ اَحَدٌ سَوْاَتِیْ"

اللہ رب العزت کے ہاں میری حرمت یہ ہے کہ میں ناف بریدہ پیدا ہوا اور کسی نے میری شرم گاہ کو نہ دیکھا۔

(معجم صغیر: ج،2،ص،145،رقم الحدیث:936)

سوال:۔

اگر مخفی رکھنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختون پیدا فرمایا گیا تو پھر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل اقدس میں وہ جز پیدا ہی کیوں کیا جس میں وسواس کے قبول کرنے کی استعداد تھی جسے بعد میں شق صدر کے ذریعے نکالا گیا روز اول سے ایسے اجزاء و حصص سے آپ

ﷺ کے جسم کو مبرا و منزہ پیدا کیوں نہ کیا؟ تا کہ شق صدر بھی فرشتوں کی نظر سے مخفی رہتا؟

جواب:۔

ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 597ھ نے نقل کیا کہ ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"لِاَنَّ اللہ سُبحَانَہٗ اَخفٰی اَدوَنَ التَطھِرِینَ اَلَّذِیْ جَرَتِ العَادَۃُ اَنْ تَفعَلُہ القَابِلَۃُ وَ الطَّبِیبِ، وَ اَظْھَرُ اَشرَفَھَا وَ ھُوَ اَقْلَبُ، فَاَظْھَرُ آثَارَ التَجمُّلِ وَ الْعِنَایَۃِ بِالْعِصمَۃِ فِیْ طُرُقَاتِ الْوَحیِ"

(الوفاء لابن جوزی: ص،94)

تطہیر بدن کے دو درجے ہیں۔ایک ادنی جو اطباء اور دایہ کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ رواج ہے۔اور دوسرا افضل و اعلیٰ درجہ تطہیر قلب ہے تو اللہ رب العزت نے ادنیٰ درجہ تطہیر کو لوگوں پر مخفی فرما دیا اور آنحضرت ﷺ کی تکمیل میں ان کو مداخلت کا موقعہ نہ دیا اور افضل و اعلیٰ درجہ کو ظاہر فرمایا تا کہ محبوب کریم کا حسن باطن اہل عالم بالخصوص ملائکہ پر ظاہر ہو اور ان کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کو اس محبوب سے کتنا تعلق ہے اور ان کی نبوت و رسالت کے لیے اس نے کیا اہتمام و انتظام فرمایا کہ وحی والہا محفوظ رکھنے کیلئے شیطان کے راستے ہی بند کر دیے تا کہ وسواس کا احتمال ہی ختم ہو جائے۔

مٹھی بھر مٹی:۔

عظیم مؤرخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 230ھ نے روایت کیا

کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب میں حاملہ ہوئی تو میں نے وضع حمل تک کسی قسم کے گرانی اور تکلیف محسوس نہ کی پھر جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو ساتھ ہی روشنی پھیل گئی۔ جس سے مشرق اور مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہوگئی۔

"ثُمَّ وَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ مُعْتَمِدًا عَلَى يَدَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَقَبَضَهَا وَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ"

(طبقات الکبریٰ: ج،1 ص،102)

پھر حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے زمین پر ٹیک لگائی اس کے بعد مٹھی میں مٹی کو لے کر سر مبارک آسمان کی جانب اُٹھایا۔

یہ نومولود زمین پر غالب ہوگا:۔

عظیم مؤرخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 230ھ نے حضرت موسیٰ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور انہوں نے اپنے بھائی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کو پیدائش کے بعد زمین پر رکھا گیا تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ ٹیکے اور سر کو آسمان کی طرف اُٹھایا اور دست مبارک میں مٹی لی جب بنی لہب کے ایک شخص کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے کہا:

"لَئِنْ صَدَقَ هٰذَا الْفَأْلُ لَيَغْلِبَنَّ هٰذَا الْمَوْلُوْدُ أَهْلَ الْأَرْضِ"

(الطبقات الکبریٰ: ج،1 ص،120)

اگر راوی سچا ہو تو یہ پیدا ہونے والا بچہ روئے زمین پر غالب آئے گا۔

ساری زمین منور:۔

امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 923ھ نے بہ روایت حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی جو بنی سعد سے تھیں۔ان سے روایت کی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”رَأَیتُ کَأنَّہُ خَرَجَ مِنْ فَرْجِیْ شِھَابٌ أَضَاءَتْ لَہُ الْأَرْضُ حَتّٰی رَأَیتُ قُصُوْرَ الشَّامِ“

(المواھب الدنیہ للقسطلانی :ج1،ص67)

میں نے دیکھا گویا میرے بطن سے ایک شعاع نکلی ہے جس سے ساری زمین منور ہوگئی ہے، حتی کہ میں نے شام کے محلات دیکھ لیے۔

گویا شہاب برآمد ہوا:۔

عظیم مؤرخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 230ھ نے سند کے ساتھ ابن قبطیہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضور ﷺ کی ولادت کے سلسلے میں یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے فرمایا:

”رَأَیتُ کَأَنَّ شِھَابًا خَرَجَ مِنِّیْ أَضَاءَتْ لَہُ الْأَرْضُ“

(الطبقات الکبریٰ: ج،1 ص،82)

کہ میں نے محسوس کیا کہ گویا مجھ سے شہاب برآمد ہوا جس سے ساری زمین روشن ہوگئی ہے۔

بصرہ کے محلات:۔

عظیم مورخ امام محمد بن سعد البصری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 230ھ نے ابوالعجفا رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"رَأَتْ اُمِّیْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ سَطَعَ مِنْهَا نُوْرٌ وَأَضَاءَتْ لَهُ قُصُوْرُ بَصْرٰی"

(الطبقات الکبری: ج،1 ص،82)

جب میری والدہ نے مجھے جنم دیا تو ایک نور کی شعاع برآمد ہوئی جس سے انہوں نے بصرہ کے محلات دیکھ لیے۔

ستارے زمین کے قریب:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 458ھ روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے بتایا کہ میں اس رات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔

"فَمَا شَیْءٌ أَنْظُرُ اِلَیْهِ فِی الْبَیْتِ اِلَّا نُوْرٌ وَاِنِّی لَأَنْظُرُ اِلَی النُّجُوْمِ تَدْنُوْ حَتّٰی أَنِّی لَأَقُوْلُ لَیَقَعَنَّ عَلَیَّ"

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج،1 ص،111)

میں گھر میں ہر طرف روشنی اور نور پاتی اور محسوس کرتی ہوں۔ جیسے ستارے قریب سے قریب تر ہو رہے ہیں حتی کہ مجھے گمان ہوا کہ یہ میرے اوپر گر پڑیں گے۔

پھر جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے وضع حمل کیا تو ایک نور نکلا ہوا جس سے ہر شئی روشن ہوگئی یہاں تک کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نور کے سوا کچھ نہ دیکھتی تھیں۔

مشرق کی طرف لے جانا:۔

امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1122ھ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ الشفاء بنت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو وہ میرے پاس ہاتھوں میں آئے اور رونے لگے اس وقت میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا: وَرَحِمَکَ اللّٰہ وَرَحِمَکَ رَبُّکَ ''اللہ تجھ پر رحم کرے اور تجھ پر تیرا رب رحم کرے۔

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ پر مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن ہوگئی۔ حتی کہ میں نے روم کے کچھ محلات کو دیکھا۔ وہ بیان کرتی ہیں اس کے بعد میں نے حضور ﷺ کو لباس پہنایا اور لٹا دیا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے سارے جسم کے دائیں حصہ پر ایک لرزش طاری ہوگئی اور وہ تاریکی میں ڈوب گیا اس وقت میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا۔ تم حضور ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟۔

''قَالَ اِلَی الْمَغْرِبِ''

کسی نے کہا مغرب کی طرف۔

اس کے بعد میری حالت درست ہوگئی۔ مگر تھوڑی دیر وہ دوبارہ میری بائیں طرف پر ویسی ہی کیفیت طاری ہوگئی جیسے دائیں طرف ہوئی تھی۔ ایک ظلمت اور ارتعاش طاری ہوگیا۔ پھر میں نے سنا۔ تم حضور ﷺ کو کہاں لے گئے تھے؟۔

"قَالَ اِلَی الْمَشْرِقِ"

دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب۔

الشفاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے واقعہ ہمیشہ یاد رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا اور میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب: ج 1، ص 225)

شیطان کا آسمانوں سے روکا جانا۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 942ھ نے نقل کیا ہے کہ زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے معروف بن خربوذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے ابلیس ساتوں آسمانوں تک چلا جایا کرتا تھا۔

"فَلَمَّا وُلِدَ عِیسٰی حُجِبَ مِنْ ثَلَاثِ سَمٰوٰاتٍ، کَانَ یَصِلُ اِلٰی أَرْبَعٍ فَلَمَّا وُلِدَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حُجِبَ مِنَ السَّبْعِ"۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: ج 1 ص 350)

مگر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیا گیا پھر وہ چار آسمان تک جاتا رہا لیکن جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو ساتوں آسمانوں سے روک دیا گیا۔

آتش کدہ ٹھنڈا ہو گیا:۔

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 571ھ نے حضرت ابو ایوب یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس رات حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو

کسریٰ کے محل پر زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے ٹوٹ گئے اور آتش کدہ ایران بجھ گیا جس کی آتش ہزار سال سے زائد فروزاں اور مشتعل تھی اور دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو کسریٰ سخت پریشان تھا مگر اس نے اخفائے حال کے لئے بردو تحمل کا اظہار کیا۔ اور اس عجیب و غریب واقعہ کے بعد بس اس نے اتنا ہی کیا کہ تاج پہن کر تخت سلطنت پر بیٹھا اور تمام وزرا کو اس رات کی وہ کیفیت بتائی۔ اسی حال میں ایک شخص خط لے کر آیا۔ جس میں از خود آتش خانہ کے سرد ہونے کی خبر تھی۔ اس کے بعد کسریٰ کی فکر اور زیادہ ہوگئی۔ اس کے علاوہ موبذان مجوسی عالم نے کہا:

"وَ اَنَا اَصْلَحَ اللّٰہُ الْمُلْکَ رَأَیْتُ فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ اِبِلًا صِعَابًا تَقُوْدُ خَیْلًا عِرَابًا قَدْ قَطَعَتْ دَجْلَۃَ وَ انْتَشَرَتْ فِیْ بِلَادِھَا"

یزداں آپ کے ملک و سلطنت کو قائم و دائم رکھے آج رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ سخت اونٹوں کو عربی گھوڑے کھینچ رہے ہیں اور دریائے دجلہ کٹ کر اپنے شہر میں پھیل گیا ہے۔

کسریٰ نے پوچھا: اے محترم موبذان! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: عرب کے کسی گوشے سے کوئی غیر معمولی بات ہونے والی ہے۔ اس کے بعد کسریٰ نے نعمان بن المنذر کو خط لکھا کہ: میرے پاس کسی ایسے جاننے والے کو بھیجو اس سے میں جو کچھ چاہوں دریافت کرسکوں۔

نعمان نے اس کے پاس عبدالمسیح بن عمرو بن حسان غسانی کو بھیجا۔ جب وہ کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا کیا تم ایک صاحب بصیرت شخص ہو؟ کہ میں تم

سے سوال کروں؟ عبدالمسیح نے جواب دیا اے شہنشائے فارس! دریافت کیجیے مجھے معلوم ہوا تو میں آپ کو بتادوں گا۔ ورنہ اس شخص کی نشان دہی کروں گا جو اسے جانتا ہوگا۔

اس کے بعد بادشاہ نے سارا حال بیان کیا جس کو سن کر عبدالمسیح نے جواب دیا اس کے بارے میں صحیح علم میرے ماموں کو ہے جو شام کے پہاڑ کی چوٹی میں رہتا ہے اور اس کو سطیح کاہن کہتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا اس کے پاس جاؤ اس سے دریافت کرو۔ پس جب عبدالمسیح سفر طویل طے کر کے سطیح کے پاس پہنچا وہ ایک تخت پر پڑا ہوا تھا اور اسکی زندگی کے لمحات ابھی باقی تھے۔ عبدالمسیح نے سلام کہا اس نے سلام کی آواز سن کر سر اٹھایا اور کہا:

"وَعَبْدُ الْمَسِيحِ عَلَى جَمَلٍ مَشِيحٍ أَقْبَلَ اِلَى سَطِيحٍ، وَقَدْ أَوْفَى عَلَى الضَّرِيحِ، بَعَثَكَ مَلِكُ بَنِي سَاسَانَ، لِارْتِجَاسِ الْاَيْوَانِ، وَخُمُوْدِ النِّيرَانِ، وَرُؤْيَا الْمُوْبَذَانِ، رَأَى اِبِلًا صِعَابًا، تَقُوْدُ خَيْلًا عِرَابًا، قَدْ قَطَعَتْ دَجْلَةَ وَانْتَشَرَتْ فِي بِلَادِهَا يَا عَبْدَ الْمَسِيحِ، وَاِذَا كَثُرَتِ التِّلَاوَةُ، وَظَهَرَ صَاحِبُ الْهِرَاوَةِ، وَفَاضَ وَادِي السَّمَاوَةِ، وَغَاضَتْ بُحَيْرَةُ سَاوَةٍ وَخَمِدَتْ نَارُ فَارِسٍ، فَلَيْسَ الشَّامُ لِسَطِيحٍ شَامًا يَمْلِكُ مِنْهُمْ مُلُوْكٌ وَمَلَكَاتٌ، عَلَى عَدَدِ الشُّرُفَاتِ، وَكُلُّ مَا هُوَ آتٍ وَآتٍ۔"

(تاریخ دمشق: ج،37،ص362)

عبدالمسیح! تیز رفتار ناقہ پر سطیح کے پاس اس حال میں آیا کہ وہ مرنے کے قریب تھا۔ ساسانی بادشاہ نے اپنے قصر کے زلزلے، آتش کدہ کے بجھ جانے، موبذان

کے خواب اور دجلہ کی عرضی پھیلاؤ کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے بھیجا ہے (تو سن اور بتا دے) جس وقت تلاوت کی کثرت ہوگی اور صاحب عصا کا ظہور ہوگا اور دریائے ساوہ خشک اور آتش کدہ بجھ جائے گا تو سطیح کے لئے شام شام نہ رہے گا۔ اور بادشاہ مرد اور بادشاہ عورتوں کی حکومت کنگروں کی تعداد کے برابر ہوگی یعنی یکے بعد دیگرے چودہ بادشاہوں کی حکومتیں ہوں گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔

سطیح یہ بات کر کے اس وقت فوت ہوگیا۔ عبدالمسیح کسریٰ کے پاس لوٹ آیا اور اسے سارا حال بتایا۔ کسریٰ نے کہا : جب تک ہمارے خاندان میں چودہ حکومتیں ہوں گی تو بہت سے امور پیش آئیں گے اس کے بعد چار سال اس کی حکومت رہی اور باقی بادشاہوں نے خلافت فاروقی تک حکومتیں کیں۔

نجاشی کی خبر:۔

ابوالفداء اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 774ھ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دونوں بتایا کرتے تھے۔ کہ اصحاب فیل کی ہلاکت کے واقعہ کے بعد ہم دونوں نجاشی شاہ حبشہ کے پاس پہنچے تو اس نے ہم سے کہا : اے قریشی بزرگو! مجھے بتاؤ کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے باپ کو خدا کے نام پر ذبح ہونا تھا پھر وہ قرعہ کے بعد بچ گیا اور ان کے عوض بہت سارے اونٹ بطور دیت قربان کر دیئے گئے۔

ہم نے جواب دیا : ہاں ایسا ہوا ہے اس نے پوچھا وہ (یعنی بچہ کے والد) کہاں ہیں؟ ہم نے بتایا انہوں نے ایک زہری قبیلے کی ایک شریف زادی آمنہ رضی

اللہ عنہا سے نکاح کیا اور پھر کچھ ہی دنوں بعد اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ اس نے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ اس عورت کے ہاں فرزند پیدا ہوا کہ نہیں؟ ورقہ بن نوفل نے جواب دیا: اے بادشاہ! میں ایک شب کا واقعہ عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنے مخصوص بت کے قریب کھڑے تھے کہ اس کے اندر سے غیبی طور پر سنا گیا وہ کہہ رہا تھا:

وُلِدَ النَّبِیُّ فَذَلَّتِ الْأَمْلَاکُ

وَنَأَیٰ الضَّلَالُ وَاَدْبَرَ الْاَشْرَاکُ

حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو بادشاہ ذلیل ہو گئے اور گمراہی مٹ گئی اور شرک ختم ہو گیا۔

اس کے بعد وہ بت سر کے بل گر گیا پھر زید نے کہا: اے عزت مآب بادشاہ! اسی نوعیت کی ایک اطلاع میرے پاس بھی ہے میں اس رات گھر سے نکل کر جبل ابی قبیس پر آیا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک شخص آسمان سے اتر رہا ہے اس کے دو سبز بازو ہیں وہ ابو قبیس پر اتر کر ٹھہرا، پھر اس نے مکہ کی طرف رخ کیا اور کہا:

”ذَلَّ الشَّیْطَانُ، وَبَطَلَتِ الْاَوْثَانُ، وَوُلِدَ الْأَمِیْنُ“

شیطان رسوا ہوا، بت پرستی کا خاتمہ ہو گیا اور الامین آج پیدا ہو گیا۔

پھر اس نے اپنے کپڑے کو پھیلایا جو اس کے ساتھ ہی تھا اور وہ مغرب تا مشرق محیط ہو گیا اور اس سے ایسا تیز نور دیکھا کہ میں ڈر گیا کہیں یہ میری بصارت نہ سلب کر لے جو مشاہدہ کیا میں اس نے سے خوف زدہ ہو گیا پھر وہ شخص اپنے بازو پھیلا کر اڑا اور خانہ کعبہ پر اترا وہاں بھی روشنی اور نور پھیلا جس سے تہامہ کا وسیع علاقہ منور ہو گیا۔

”زَکَتِ الْاَرْضُ وَأَدَّتْ رِیْعُهَا وَأَوْمَیٰ اِلَی الْأَصْنَامِ الَّتِی کَانَتْ

عَلَى الْكَعْبَةِ فَسَقَطَتْ كُلُّهَا"

پھر اس نے کہا کہ ارض پاک ہو گیا اور اس سے تاریکی و ظلمت دور ہو گئی۔ اور کعبہ میں جس قدر بت تھے اس نے ان کی طرف اشارہ کیا وہ سب کے سب گر پڑے ہیں۔

نجاشی نے کہا: تمہارا بھلا ہو جو کچھ مجھے اس رات در پیش آیا اب اس کو میں تمہیں بیان کرتا ہوں۔ اس رات میں جس کا تم ذکر کر رہے تھے۔ میں محل کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے سامنے زمین کی طرف پر ایک سر گردن تک ابھرا ہوا نظر آیا اور کہا اصحاب فیل پر ہلاکت نازل ہوئی۔ ان کو ابابیل نے "بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ" سے ہلاک کر دیا۔ اشرم جو مجرم و سرکش تھا مر گیا۔

"وُلِدَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ، الْحَرَمِيُّ الْمَكِّيُّ، مَنْ أَجَابَهُ سَعَدَ، عَمَّنْ أَبَاهُ عَنَدَهُ"

اور وہ نبی امی جو حرمی اور مکی ہے پیدا ہو گیا۔ پس جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا وہ نجات یافتہ ہو گیا۔ اور جس کسی نے اس کا انکار کیا وہ سراسر نقصان میں ہے۔ اس کے بعد وہ سر غائب ہو گیا۔ پھر دوسرے دن کی صبح ہوئی اور میں نے بات کرنے کی کوشش کی مگر میں نے محسوس کیا کہ "قوت ناطقہ" مفقود ہے میں بدل نہیں سکتا۔ میں نے کھڑا ہونے کی کوشش کی مگر نہ ہو سکا۔ اس کے بعد میرے پاس گھر والے آئے میں نے ان سے کہا "حبشہ کے باشندوں کو میرے پاس نہ آنے دو تو انہوں نے لوگوں کو آنے سے روکا اس کے بعد میری قوت گویائی اور قوت رفتار از خود بحال ہو گئی۔

(سیرت النبویہ: ج،1، ص،368)

خاتمہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سیرت مصطفےٰ ﷺ کا ہر قاری اس حقیقت کا معترف ہے کہ جس طرح بیان حمد اختصار کا تقاضا نہیں کرتا، ایسے ہی نعت و سیر نگاری کا موضوع بھی شرح و اطناب کا متمنی ہے لطف کی بات یہ ہے کہ اس مبارک ذکر کو طول دینے کے بعد بھی دل و روح سیر نہیں ہوتے بلکہ جی چاہتا ہے کہ یہ قدس داستاں دراز تر ہوتی چلی جائے۔ زبان و قلم کی سب سے بڑی سعادت یہی ہے کہ وہ سیرت نبوی ﷺ کے اعلان و اظہار کا ذریعہ قرار پائیں۔ اور سالہا سال کی رطب لسانی، مدح خوانی اور ہزاروں صفحات پر مشتمل سیرت نگاری کا شرف حاصل کر لینے پر بھی نتیجہ یہی سامنے آتا ہے۔

زندگیاں ختم ہو گئیں اور قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

کس کی مجال ہے کہ وہ جان کائنات ﷺ کی سیرت نگاری کا حق ادا کر سکے۔ پھر جب تذکرہ خصائص مصطفےٰ ﷺ کا ہو تو بات سے بات نکلتی ہے۔ اس لیے اس کتاب ''التحقیق الجلی فی خصائص النبی ﷺ'' میں تخلیق نور مصطفےٰ ﷺ سے ظہور یعنی ولادت مصطفےٰ ﷺ تک خصائص و کرامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آئندہ سالوں میں اس پر مزید کام کرنے کی نیت رکھتا ہوں اور سچ یہ ہے کہ ہمیشہ حصول سعادت کے سوا کوئی نہیں کی ،فقیر سیالوی اللہ تعالیٰ سے توفیق کا طالب ہے کہ جیسے امسال یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ دعا ہے اللہ کریم بصدقہ محبوب کریم ﷺ ہمیشہ آئندہ سالوں میں یہ قافلہ عشق و محبت سوئے بطحایوں ہی گامزن رہے۔

ماخذومراجع

نمبر	کتاب	مُصَنِّف	مطبوعہ	مُتَوَفّٰی
1	القرآن المجید			
2	تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما	قدیمی کتب خانہ	
3	تفسیر جلالین	امام جلال الدین السیوطی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور	911ھ
4	تفسیر روح المعانی	علامہ سید محمود آلوسی حنفی	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ	1270ھ
5	تفسیر طبری	امام محمد بن جریر الطبری	المکتبہ الطارق، کابل	310ھ
6	تفسیر در منثور	امام جلال الدین السیوطی	المکتبۃ الحقانیہ، پشاور	911ھ
7	تفسیر روح البیان	علامہ اسماعیل حقی حنفی	المکتبۃ القدوس، کوئٹہ	1137ھ
8	تفسیر الکبیر	محمد بن ضیاء الدین عمر الرازی	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ	606ھ
9	تفسیر ابن ابی حاتم	عبدالرحمٰن بن محمد الرازی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	327ھ
10	تفسیر ابن کثیر	حافظ مادالدین اسماعیل بن کثیر	دارالکتب العلمیہ، بیروت	774ھ
11	تفسیر معالم التنزیل	محمد الحسین بن مسعود الفراء البغوی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	504ھ
12	تفسیر خازن	علاؤ الدین علی بن محمد الخازن	دارالکتب العلمیہ، بیروت	741ھ
13	تفسیر فتح القدیر	شیخ محمد بن علی شوکانی	دارالمعرفہ، بیروت	1250ھ
14	تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خان نعیمی	مکتبہ اسلامیہ، لاہور	1391ھ
15	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	256ھ
16	صحیح مسلم	ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری	دارالکتب العلمیہ، بیروت	261ھ
17	جامع الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی	احیاء التراث العربیہ بیروت	279ھ
18	سنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث السجستانی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	275ھ
19	سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	273ھ
20	سنن نسائی	ابوعبدالرحمٰن عمرو بن شعیب النسائی	دارالکتب العلمیہ، بیروت	303ھ
21	مصنف عبدالرزاق	امام عبدالرزاق ہمام الصنعانی	مکتبہ اسلامیہ، بیروت	211ھ

22	صحیح ابن حبان	امام ابوحاتم محمد بن حبان	موسسۃ الرسالہ، بیروت	354ھ
23	الا دب المفرد	امام محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور	256ھ
24	المستدرک	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ النیشاپوری	دار المعرفۃ، البیروت	405ھ
25	المعجم الکبیر	ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	اِحیاء التراث العربیہ بیروت	360ھ
26	مسند الشامیین للطبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی	مکتب اسلامی، بیروت	360ھ
27	مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	دار الحدیث قاہرہ، مصر	241ھ
28	سیر اعلام النبلاء	امام محمد بن احمد الذہبی	دار الفکر، بیروت	741ھ
29	سبل الھدی والرشاد	امام محمد بن یوسف الصالحی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	942ھ
30	طبقات الکبرٰی	امام محمد بن سعد	دار الکتب العلمیہ، بیروت	230ھ
31	المواھب الدنیہ	علامہ احمد قسطلانی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	911ھ
32	الوفاء باحوال المصطفٰے	علامہ عبدالرحمٰن بن علی جوزی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	597ھ
33	الشفاء	قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی	دار الفکر، بیروت	544ھ
34	الخصائص الکبرٰی	امام جلال الدین السیوطی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	911ھ
35	دلائل النبوۃ للبیھقی	ابوبکر احمد بن حسین البیھقی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	457ھ
36	دلائل النبوۃ لابی نعیم	حافظ الکبیر ابونعیم اصبھانی	المکتبۃ العصریہ، بیروت	430ھ
37	السیرۃ النبویہ	حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر	دار الکتب العلمیہ، بیروت	774ھ
38	حلیۃ الاولیاء	حافظ الکبیر ابونعیم اصبھانی	ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان	430ھ
39	شرح الزرقانی	محمد بن عبدالباقی الزرقانی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	1122ھ
40	سیرۃ حلبیہ	امام علی بن برھان الدین حلبی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	1044ھ
41	امتاع الاسماع	احمد بن علی بن عبدالقادر	دار الکتب العلمیہ، بیروت	845ھ
42	مطالع المسرات	امام علامہ مہدی فاسی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	1054ھ
43	بیان المیلا دالنبوی	علامہ عبدالرحمٰن بن علی جوزی	مکتبہ قادریہ لاہور	597ھ
44	الانوار ومصباح السرور	الشیخ عالم ابراہیم الکتابی	دار الکتب العلمیہ، بیروت	350ھ
45	اُسد الغابہ	ابوالحسن علی بن محمد الجزری	مکتبہ وحیدیہ	630ھ

46	وفاء الوفاء	امام نورالدین علی بن احمد السمہودی	ادارہ پیغام القرآن، لاہور	911ھ
47	تاریخ دمشق	حافظ ابوالقاسم ابن عساکر	دارالکتب العلمیہ، بیروت	571ھ
48	البدایہ والنہایہ	حافظ عمادالدین اسماعیل بن کثیر	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ	774ھ
48	اردو معارفِ سلامیہ	دانش گاہ، پنجاب	معتمد مجلس اسلامیہ، پنجاب	000

جامعہ پیر محل

محمد وسیم سیالوی

دینی خدمات کے شعبہ جات

درس نظامی (عالم کورس) | عامہ | خاصہ

عالیہ | عالمیہ | دورۂ حدیث | تخصص

حفظ | ناظرہ | خطابت | نعت | تلاوت | ترجمۃ القرآن | اخلاقی تربیت

علوم عصریہ | مڈل تا گریجوایٹ | خطاطی

اعلان داخلہ

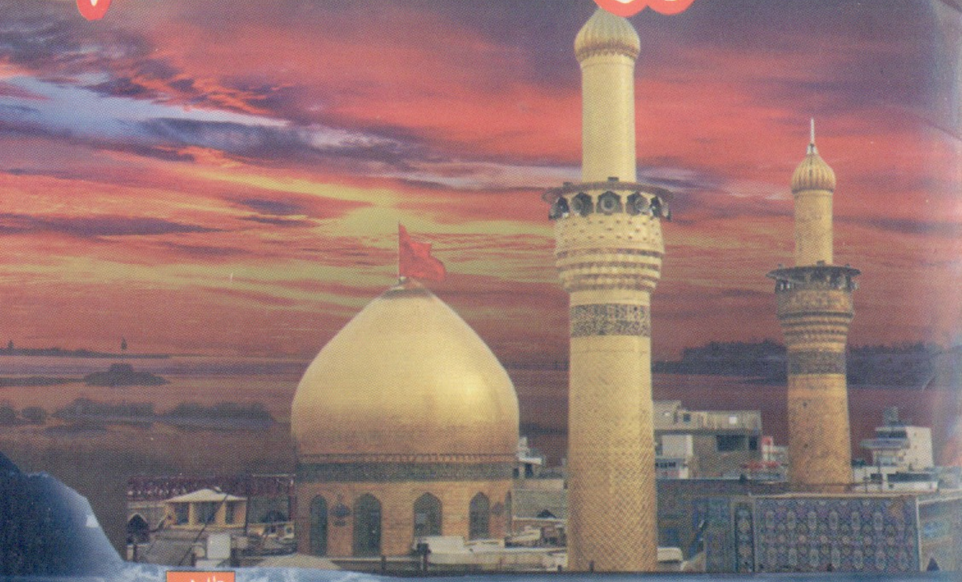
درس نظامی کیلئے (عالم کورس) داخلہ جاری ہے

ادارہ ہذا میں تقریباً 300 کے قریب طلباء کے قیام وطعام کے ساتھ ساتھ وسیع وعریض بلڈنگ کی تعمیر کا سلسلہ بھی ہے۔

مخیر حضرات اپنے عطیات سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

اسلامی سال کے پہلے ماہ، محرم الحرام، میں ادا کئے جانے والے
اعمال و معمولات کے فضائل و برکات کا ایمان افروز مجموعہ

ضیائے محرم



تالیف

ریاست علی مجددی

نور الایمان پبلیکیشنز
دربار مارکیٹ۔ لاہور 0321-4716086